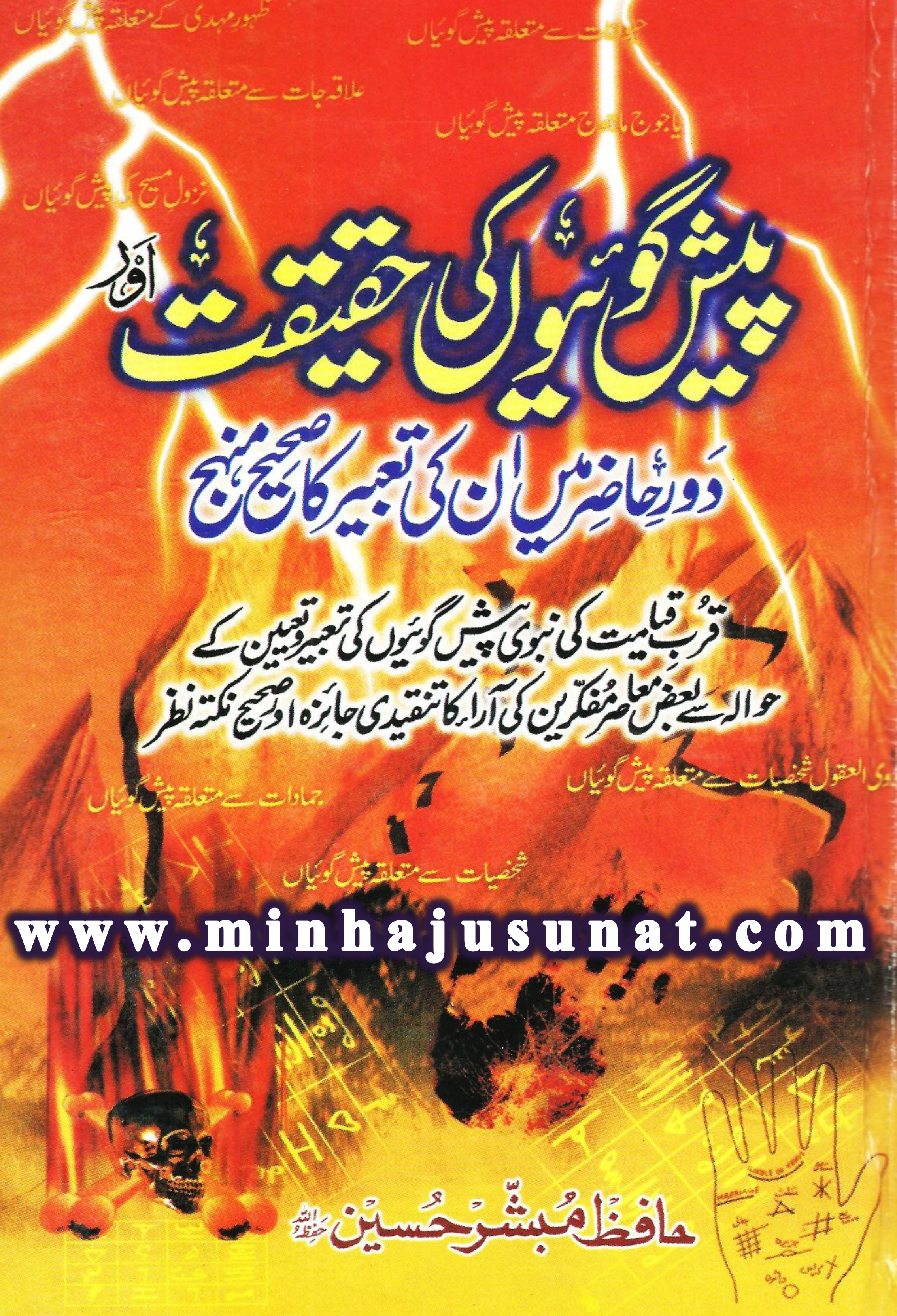
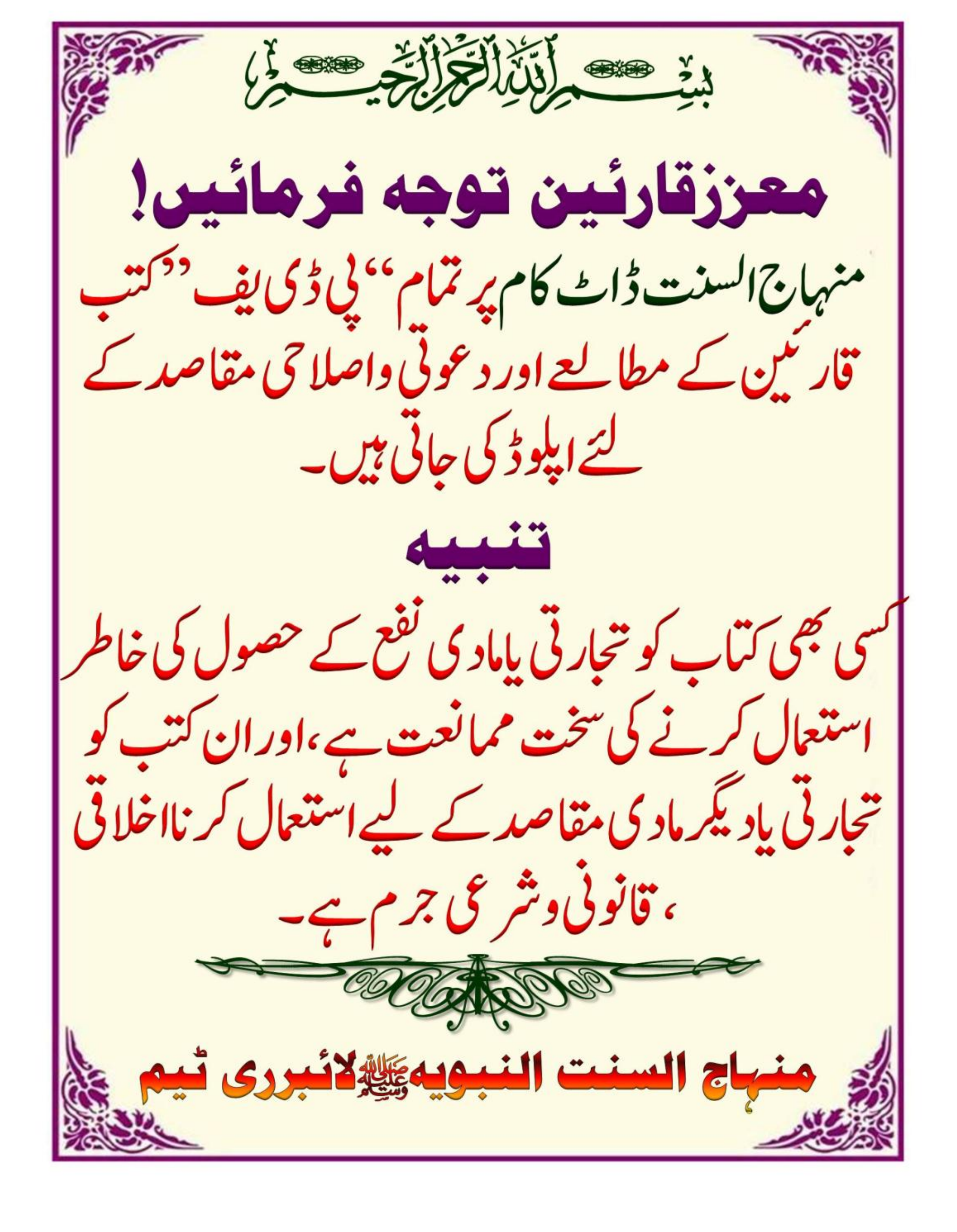


پیش گوئیوں کی حقیقت
اور
دورِ حاضر میں ان کی تعبیر کا صحیح منہج
قربِ قیامت کی نبوی پیش گوئیوں کی تعبیر و تعیین کے
حوالہ سے بعض معاصر مفکرین کی آراء کا تنقیدی جائزہ اور صحیح نکتہ نظر
www.minhajusunat.com
حافظ مبشر حسین حفظہ اللہ
علاقہ جات سے متعلقہ پیش گوئیاں
نزولِ مسیح کی پیش گوئیاں
جمادات سے متعلقہ پیش گوئیاں
شخصیات سے متعلقہ پیش گوئیاں


بسم اللہ الرحمن الرحیم
معزز قارئین توجہ فرمائیں!
منہاج السنت ڈاٹ کام پر تمام ''پی ڈی یف'' کتب قارئین کے مطالعے اور دعوتی و اصلاحی مقاصد کے لئے اپلوڈ کی جاتی ہیں۔
تنبیہ
کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے، اور ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔
منہاج السنت النبویہ ﷺ لائبریری ٹیم



پیش گوئیوں کی حقیقت اور
دورِ حاضر میں ان کی تعبیر کا صحیح منہج
قربِ قیامت کی نبوی پیش گوئیوں کی تعبیر و تعیین کے
حوالے سے بعض معاصر مفکرین کی آرا کا تنقیدی جائزہ اور صحیح نکتہ نظر
تالیف
حافظ مبشر حسین لاہوری
اریب پبلیکیشنز
1542، پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دہلی ۔۲

نام کتاب	:	پیش گوئیوں کی حقیقت
مصنف	:	حافظ مبشر حسین
ناشر	:	اریب پبلیکیشنز
صفحات	:	352
سن اشاعت	:	2012
قیمت	:	160/-

PESH GOINO KI HAQEEQAT

Hafiz Mubashshar Husain

ناشر

اریب پبلیکیشنز

1542، پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دہلی۔۲

فون: 23284740، 23282550، 43549461

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مصنف

زیرِ نظر کتاب ''پیش گوئیوں کی حقیقت'' میری بالکل ابتدائی تالیفات میں سے ایک ہے۔جس وقت میں نے یہ کتاب ترتیب دے کر شائع کی تھی ،اس وقت یہ اندازہ بھی نہیں تھا کہ علمی حلقوں میں اسے پذیرائی ملے گی،لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس کتاب کو شرفِ قبول بخشا اور بہت سے لوگوں کو اس کے ذریعے ہدایت سے نوازا۔

اب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا جارہا ہے،سرسری نظر میں،میں نے یہ محسوس کیا کہ اس کتاب کی مکمل عبارت کی مزید تنقیح وتہذیب ہونی چاہیے تاکہ اسے زیادہ سے زیادہ عام فہم بنایا جاسکے،اس کے لیے کافی وقت اور یکسوئی چاہیے تھی،لیکن سردست ایسا ممکن نہ تھا،اس لیے یہ کتاب من وعن پیش کی جارہی ہے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اگر وہ اس میں کسی بھی قسم کی کوئی غلطی ،کمی کوتاہی اور خامی محسوس کریں،یا مزید بہتری کے لیے کوئی مشورہ دینا چاہیں تو وہ ضرور اپنی رائے سے مطلع فرمائیں ،شکریہ!

اللہ تعالٰی ہماری کاوشیں قبول فرمائے،آمین!

صاحبِ تصنیف .....ایک نظر میں

نام: حافظ مبشر حسین

تاریخ پیدائش: 21-01-1978 [لاہور]

دینی تعلیم: [دیوبندی، بریلوی اور اہلحدیث تینوں مکتبِ فکر کے علماء و مدارس سے استفادہ]

1989-90 حفظ القرآن

1991-92 تجوید و قرأت، ترجمہ قرآن، عربی گرائمر

1992-99 درس نظامی+وفاق المدارس [الشهادة العالمية] ممتاز درجہ میں

عصری تعلیم:

1996 میٹرک [فرسٹ ڈویژن]

1999 ایف۔اے [فرسٹ ڈویژن]

2001 بی۔اے [اے گریڈ، پنجاب یونیورسٹی]

2004 ایم۔اے [اسلامیات، اے گریڈ۔پنجاب یونیورسٹی]

2004 پی ایچ ڈی [فقہ اسلامی، پنجاب یونیورسٹی، زیرِ تکمیل]

تدریسی و تحقیقی ذمہ داریاں:

1999-2000 جامعه الدعوة الاسلامية مريدكے، لاہور

2000 جامعه الدراسات الاسلامية، کراچی

2001-2004 اسلامك ريسرچ كونسل، ماهنامه محدث، لاہور

2004-2005 پریسٹن یونیورسٹی، لاہور کیمپس

تصنیف و تالیف:

1- تقریباً 50 تحقیقی مضامین [فکر و نظر، محدث، ترجمان القرآن وغیرہ میں شائع ہوئے]

2- 20 کتابیں شائع ہو چکی ہیں [مزید زیرِ طبع و زیرِ تالیف ہیں]

3- نیز مختلف کتابوں کے تراجم و حواشی، تخریج و تحقیق وغیرہ۔

4- مختلف دینی رسائل و جرائد سے قلمی تعاون، علمی و ادارتی مشاورت۔

5- مبشر اکیڈمی کے نام سے دینی لٹریچر کی نشر و اشاعت کے ادارہ کی نظامت۔ وللّٰه الحمد

فہرست موضوعات

حرفِ آغاز

[طبع اول]

راقم الحروف نے آج سے تقریباً ایک سال پہلے یہ کتاب مرتب کر لی تھی مگر بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر اس کی اشاعت میں تاخیر ہوتی رہی۔ اس کتاب کا تعلق بنیادی طور پر آنحضرت ﷺ کی ان پیشگوئیوں کی تعبیر سے ہے جو قربِ قیامت کے مختلف اَحوال وواقعات سے بحث کرتی ہیں۔ اسی مناسبت سے کتاب ہٰذا کی تیاری سے پہلے قربِ قیامت سے متعلقہ ان تمام احادیث کو نہایت عرق ریزی سے جمع کیا گیا جو قابل استناد تھیں۔ پھر ان اَحادیث کی کثرت وضخامت، موضوع کی اہمیت اور اردو دان طبقہ کے لیے اس کی ضرورت وافادیت کے پیشِ نظر انہیں الگ مستقل کتابی صورت میں یکجا کر دیا، جو اللہ کی توفیق سے ''قیامت کی نشانیاں'' کے عنوان سے شائع ہو کر قبولِ عام حاصل کر چکی ہے۔ لیکن اس کتاب (قیامت کی نشانیاں) میں پیشگوئیوں کی تعبیر، ان پر نقد وتبصرہ اور مختلف اہل علم کے افکار وآرا کا تفصیلی محاکمہ ومناقشہ نہیں کیا گیا، ورنہ کتاب کی ضخامت بہت بڑھ جاتی اور موضوعاتی ترتیب کے بے ربط ہو جانے کا اندیشہ اس کے سوا تھا۔

اس صورتحال کے پیشِ نظر ''پیشگوئیوں کی حقیقت اور دورِ حاضر میں ان کی تعبیر کا صحیح منہج'' کے عنوان سے پیشگوئیوں کی تعبیر وتاویل سے متعلقہ علمی بحثوں پر مشتمل مواد

کو ایک الگ مستقل کتاب کی صورت میں مرتب کر دیا گیا جواب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کتاب کا، راقم الحروف کی گزشتہ کتاب (قیامت کی نشانیاں) سے گونا گوں تعلق ہے، اس پہلو سے اسے گزشتہ کتاب کی دوسری جلد بھی کہا جا سکتا ہے، جب کہ دونوں کتابوں کی ترتیب اور موضوعاتی امتیاز وغیرہ کے حوالہ سے انہیں دو مستقل کتابیں قرار دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

اس کتاب کی تیاری کے حوالے سے میں اپنے انتہائی مشفق ومحترم استاد حافظ عبد الرحمٰن مدنی مدیر اعلی 'محدث' کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے نہ صرف یہ کہ اس موضوع سے متعلقہ اُصولی بحثوں میں میری بھر پور راہنمائی فرمائی بلکہ انہیں مزید نکھارنے کے لیے اپنے زیر اہتمام ''مجلس التحقیق الاسلامی'' میں ایک علمی مذاکرے کا انعقاد بھی کروایا، جس میں مختلف مکاتب فکر کے نامور اہل علم نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ یہ مذاکرہ ماہنامہ ''محدث'' (جلد ۳۵ شمارہ ۵ صفحہ ۶۷ تا ۸۵) میں شائع ہو چکا ہے، افادۂ عام کے لئے مذاکرے کی روداد کتاب کے آغاز میں بھی شامل اشاعت کر لی گئی ہے۔ اس مذاکرے کا ایک فائدہ تو یہ ہوا کہ میری رائے میں مزید توازن پیدا ہو گیا اور دوسرا یہ کہ اپنے پیش کردہ موقف پر میرا اعتماد پہلے سے دو چند ہو گیا۔

واضح رہے کہ زیر نظر کتاب میں پیشگوئیوں کی تعبیر کے حوالہ سے بعض نامور اہل علم کی آراء سے اختلاف بھی کیا گیا ہے لیکن اس سے ہرگز یہ کشید نہ کیا جائے کہ ایسا کسی بغض وعناد یا حسد وکینہ یا ذوق قلبی یا کسی اور مذموم مقصد کے لیے گیا ہے بلکہ ان اہل علم جن میں سے بعض اب اس دنیا میں موجود نہیں (اللہ انہیں غریق رحمت کرے، آمین) کا صد احترام اپنی جگہ، ان کا خلوص وتقوی اور دینی خدمات کا جذبہ بھی بجا مگر ان کی وہ لغزشیں جن کی وجہ سے ان سے عقیدت رکھنے والے بھی غیر شعوری طور پر کسی جگہ ٹھوکر

کہا سکتے ہیں ،ان کی نشان دہی ضرور تھی۔ اس لیے قرآن وسنت کی روشنی میں زیر نظر موضوع کے حوالے سے ان کی بعض آراء کا جائزہ لیا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ علمی دیانت کا تقاضا تھا کہ ایسا کیا جاتا۔

باقی رہا غلطی اور سہو ونسیان کا معاملہ تو کوئی شخص بھی اس سے مبرا نہیں۔ اس لیے ممکن ہے راقم الحروف بھی کہیں کسی مسئلہ میں لغزش کا مرتکب ہوا ہو،اس لیے جو حضرات قرآن وسنت کی روشنی میں اس بندۂ ناچیز کی کسی غلطی پر اصلاح فرمائیں گے،وہ انتہائی شکریہ کے مستحق ہوں گے۔

دعوتی،تبلیغی اور اِصلاحی کتابیں:

فکری وعملی طور پر لوگوں کی اصلاح کرنا اور اس اصلاح کے لیے دعوت وتبلیغ کی راہ پر گامزن ہونا انبیاء ورسل کا شیوہ رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد یہ ذمہ داری آپ کی امت کے اہل علم کے سپرد کر دی گئی اور مخلص اہل علم نے ہر دور میں اپنی ذمہ داری کو نبھانے کے لیے حتی المقدور جدوجہد کی۔ کبھی امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی شکل میں تو کبھی شیخ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن قیمؒ وغیرہ کی شکل میں۔ .

ویسے تو آنحضرت کی یہ پیش گوئی ہے کہ" اللہ تعالیٰ ہر صدی میں ایسے لوگوں کو پیدا کرتے رہیں گے جو دین کی تجدید واحیا کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔"[ابوداود، حدیث ۴۲۹۱] تاہم اس کے علاوہ آپؐ نے ان لوگوں کو جنت کی خوشخبری دی ہے جو اَفکار ونظریات کی گمراہیوں اور لوگوں کے پیدا کردہ بگاڑ اور خرابیوں کو دور کرنے کے لیے میدانِ عمل میں قدم رکھیں گے جیسا کہ حدیث نبویؐ ہے:

"ان الدین بدا غریبا ویرجع غریبا فطوبی للغرباء الذین

یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی"

''دین اسلام جب شروع ہوا تو یہ اجنبی تھا اور پھر (کسی وقت) یہ اجنبی ہو جائے گا، پس ان لوگوں کے لیے (جنت کی) خوشخبری ہے جو میرے بعد میری سنتوں میں لوگوں کی طرف سے پیدا کیے گئے بگاڑ کی اصلاح کریں گے۔'' [جامع ترمذی (ح۲۶۳۰) نیز دیکھئے احمد(۱/ ۱۸۴،۳۹۸) (۴/۷۳)ابو یعلی (ح۷۵۶)مجمع الزوائد(۷/ ۲۷۸) الایمان لابن مندہ (۴۲۱تا۴۲۴) مسلم (۱۴۶)]

ملتِ اسلامیہ کے اہل علم نے دعوت واصلاح کا مشن ہمیشہ جاری رکھا اور بحکم اللہ تا قیامت یہ جاری وساری رہے گا۔راقم الحروف بھی اپنے احساس کم علمی وکم مائیگی کے باوجود آنحضرت ﷺ کی مذکورہ پیشگوئی کا مصداق بن کر ان سعادت مندوں میں اپنا نام رقم کروانے کا خواہش مند ہے جو امت مسلمہ کی اصلاح کا فریضہ انجام دینے والے ہیں۔اسی خواہش کا عملی اظہار کرتے ہوئے راقم الحروف نے تحریری شکل میں کئی دعوتی وتبلیغی سلسلے شروع کیے ہیں۔ان میں ایک سلسلہ ''اصلاح عقائد'' کا ہے جس میں عقائد وایمانیات کے پیچیدہ مسائل نہایت عام فہم اور جدید اسلوب میں سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ایک سلسلہ ''اصلاحِ خاندان'' کے نام سے ہے جس میں خاندانی نظام کے مختلف پہلوؤں پر یہ حاصل بحث کی گئی ہے۔اسی طرح کچھ اور کتابی سلسلے بھی پیش نظر ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس نیک مشن میں کامیابی عطا فرمائے اور ہماری ان محدود خدمات کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔(آمین یارب العالمین)

(اللہم)ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم

[حافظ مبشر حسین]

رودادِ مذاکرہ: ''قربِ قیامت کی پیش گوئیاں''☆

قرآنِ کریم اور فنِ محدثین کے معیار کے مطابق مستند روایاتِ حدیث میں صادق ومصدوق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی قیامت سے قبل پیش آنے والے واقعات کے بارے میں وارد شدہ وہ خبریں جنہیں 'پیش گوئیاں' کہا جاتا ہے، کی تعبیر وتشریح کے حوالہ سے اُمتِ مسلمہ میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ مجلس التحقیق الاسلامی نے بھانت بھانت کی انفرادی آراء کے بالمقابل اکابر علما کے رُوبرُو موضوع سے متعلقہ سوالات پیش کرکے اس کا صحیح رخ متعین کرنے کے لئے مؤرخہ ۲۶ر جنوری ۲۰۰۳ء کو دفتر ماہنامہ محدث میں ایک مذاکرے کا اہتمام کیا جس میں اسلامی نظریاتی کونسل کے سابق رکن اور ادارۂ علوم اثریہ فیصل آباد کے روحِ رواں مولانا ارشاد الحق اثری، جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی، نائب شیخ الحدیث حافظ مسعود عالم، مرکز التربیۃ الاسلامیہ کے مہتمم حافظ محمد شریف، ہفت روزہ 'الاعتصام' اور ماہنامہ 'محدث' لاہور کے سابق ایڈیٹر حافظ صلاح الدین یوسف اور کلیۃ القرآن الکریم، جامعہ لاہور الاسلامیہ کے رئیس قاری محمد ابراہیم میرمحمدی شامل تھے۔ مجلس التحقیق الاسلامی کے ناظم حافظ عبدالسلام فتح پوری اور دیگر ارکانِ مجلس میں سے مولانا حافظ عبدالوحید، جناب

☆ [یہ مذاکرہ ''مجلس التحقیق الاسلامی'' (لاہور) کے تحت راقم الحروف کی زیرنظر کتاب کے سلسلہ میں منعقد ہوا تھا، لیکن سوئے اتفاق کہ راقم الحروف ایک ناگہانی مصیبت کی وجہ سے اس میں شریک نہ ہوسکا اور بعد میں کیسٹ کی مدد سے اسے سننا اور مرتب کرنا پڑا۔ اس مذاکرے میں آپ کو پیش گوئیوں کی تعبیر کے حوالے سے مختلف نقطہ ہائے نظر پڑھنے کا موقع ملے گا لیکن انہیں حرفِ آخر نہ سمجھیے بلکہ حتمی رائے قائم کرنے سے پہلے پوری کتاب کا مطالعہ فرمالیں، بالخصوص کتاب کا مقدمہ جو رودادِ مذاکرہ کے فوری بعد ہے، ضرور توجہ سے پڑھ لیں۔ مصنف]

محمد عطاء اللہ صدیقی، مولانا محمد آصف اَریب، مدیر 'محدث' حافظ حسن مدنی، جناب محمد اسلم صدیق و دیگران شریک مجلس ہوئے۔ ماہنامہ 'الشریعہ' گوجرانوالہ کے مدیر شہیر مولانا زاہد الراشدی کو بھی دعوت دی گئی تھی لیکن وہ پیشگی طے شدہ پروگرام کی بنا پر خود تو شریک نہ ہو سکے البتہ ان کی نمائندگی ان کے معاون وصاحبزادہ جناب عمار ناصر نے کی۔ جبکہ راشدی صاحب نے اس بحث میں اپنے ایک علمی مراسلہ کے ذریعے حصہ لیا۔

مابعد الطبیعیاتی (غیبی/ماورائی) اُمور کے بارے میں بذریعہ وحی (قرآن و حدیث) حاصل ہونے والی خبروں کے بارے میں صحابہ کرامؓ اور ائمہ سلف کا موقف معروف ہے کہ

> وہ نہ تو مفوضہ کی طرح ایسی خبروں کی عام تفہیم وتشریح سے گریز کرتے ہیں اور نہ ہی ایسی تفسیر و تاویل گوارا کرتے ہیں جس سے ان کی حقیقت کا تعطل لازم آئے۔ برزخی اُمور کے علاوہ جنت و دوزخ اور اسماء و صفاتِ الٰہی (غیبی اُمور) میں ان کا موقف یہی ہے جیسا کہ امام مالکؒ سے ایک سوال پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے مگر اس استوا کی کیفیت کیا ہے؟ تو امام مالکؒ نے جواب دیا کہ
>
> **"الکیف غیر معقول والاستواء غیر مجهول والایمان به واجب والسؤال عنه بدعة"** (فتح الباری: ۱۳/۴۰۶ / کتاب الاسماء والصفات: ص ۴۰۸)
>
> ''اللہ کا استواء علی العرش تو ثابت ہے مگر استوا کی کیفیت نامعلوم ہے۔ چنانچہ استواء علی العرش پر ایمان لانا ضروری ہے جب کہ اس (کی کیفیت) کے بارے میں سوال کرنا بھی بدعت ہے۔''

مابعد الطبیعیاتی اُمور میں سے ایک خاص صورت 'خواب' کی بھی ہے جو سچا ہونے کی بنا پر وحی الٰہی کے مشابہ تو ہوتا ہے لیکن اس کی تعبیر وتوجیہ کا میدان زیادہ تر اِشاراتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت یوسفؑ کے حوالہ سے مذکور ہے کہ انہوں نے اپنے

قیدی ساتھیوں کے خوابوں کی تعبیر فرمائی اور آنحضرت ﷺ بھی پانی اور دودھ سے متعلقہ خوابوں کی اشاراتی تعبیر فرمایا کرتے تھے۔ اسی طرح آپؐ نے حضرت عمرؓ کی لمبی قمیص کی تعبیر 'دین' سے فرمائی۔

جو پیش گوئیاں دنیا میں پیش آنے والے واقعات سے متعلق ہیں، وہ صادق و مصدوق حضرت رسولِ کریم ﷺ کی طرف سے عام خبروں کی قبیل سے ہی ہوتی ہیں، اگر چہ وہ بہت بعد ظاہر کیوں نہ ہوں۔ وہ اسی طرح کی خبریں ہیں جس طرح بہت پہلے گذرنے والے حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ اور عاد وثمود کو پیش آنے والے ماضی کے واقعات کی خبریں قرآن وحدیث میں دی گئی ہیں لہٰذا وہ کائنات ارضی ہی کے واقعات ہیں اور اس میں سائنسی معمولات کے پیش نظر توجیہ وتعبیر بھی ممکن ہے لہٰذا اس کی توجیہات میں مابعد الطبیعیاتی امور (اسماء وصفات الٰہی) کی طرح کیفیت وتفصیل سے نہ اجتناب ضروری ہے اور نہ ہی خوابوں کی تعبیر کی طرح اشاراتی انداز مناسب ہے۔ البتہ بہت پہلے ماضی کے واقعات کے جس طرح اندازے غلط ہو سکتے ہیں، قربِ قیامت پیش آنے والے مستقبل کے واقعات و اشخاص کے تعین میں بھی ایسی مشکلات پیش آسکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خود رسول اکرم ﷺ نے بسا اوقات استعاراتی زبان اختیار فرمائی مثلاً حضرت عمرؓ کی موت کو فتنوں کا دروازہ کھلنے سے تشبیہ دی اور حضرت حذیفہ بن یمانؓ نے بھی اس دروازہ کے ٹوٹنے سے شہادت عمرؓ کا استعارہ مراد لیا۔ اسی طرح مشابہت کی ایک قسم تمثیل ہوتی ہے جسے 'تشبیہ مرکب' بھی کہتے ہیں یعنی پورے واقعہ کی واقعہ سے مثال پیش کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ ضرب الامثال کا ترجمہ دوسری زبان میں کرتے ہوئے واقعات کے اجزاء بسا اوقات بالکل بدل جاتے ہیں جیسے 'جو گرجتے ہیں، وہ برستے نہیں' کا انگریزی ترجمہ Barking dogs seldom bite بالکل درست ہے۔

البتہ پیش گوئیوں کا معاملہ بسا اوقات معجزات اور کرامات سے خلط ملط ہو جاتا

ہے، واقعتاً ماضی اور مستقبل میں پیش آنے والے واقعات اگر معجزات کی نوعیت کے ہوں تو وہ بھی مابعد الطبیعاتی اُمور کا حصہ ہیں۔ لیکن تمام پیش گوئیوں کے بارے میں یہ فرض کر لینا کہ وہ معجزات وکرامات کی قبیل ہی سے ہیں، درست رویہ نہیں ہے۔

چونکہ دورِ فتن میں عام لوگوں کا ایمان متزلزل ہوجاتا ہے، اس لئے پیش گوئیوں کے بارے میں اہل علم بھی اِفراط وتفریط کا شکار ہوجاتے ہیں۔ فتنۂ انکارِ حدیث کے فروغ کی وجہ سے بعض منکرین جہاں خروجِ دجال، ظہورِ مہدی اور نزولِ مسیح وغیرہ سے متعلقہ صحیح اَحادیث کو محض افسانہ قرار دیتے رہے ہیں، وہاں بعض حضرات قرآن و حدیث کی ان صحیح اخبار وروایات مثلاً سدِ سکندری، یاجوج وماجوج اور دابۃ الارض وغیرہ کے بارے میں اشاراتی تفسیر کا انداز اپنائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ ہر اس طاقت کو بھی دجال قرار دینے سے نہیں چوکتے جو فتنہ وفساد کا منبع اور مسلمانوں کے لئے تباہی و بربادی کا سبب بنے۔ لہٰذا کسی نے امریکہ کو دجال قرار دیا تو دوسرے نے اسرائیل کو دجال کہہ دیا بلکہ بعض حضرات نے اسرائیل کے مخصوص طیارے KFR کو ثبوت کے طور پر پیش کردیا کہ بعض صحیح روایات حدیث میں دجال کے ماتھے پر ک ف ر مکتوب ہوگا، لہٰذا اس سے مراد یہی طیارہ اور دجال سے مراد یہی اسرائیل ہے۔

سطورِ بالا میں مابعد الطبیعاتی اُمور اور پیش گوئیوں میں امتیاز واضح کرنے کے بعد ایک مسئلہ استعاراتی اُسلوب کا باقی رہ جاتا ہے کہ آیا پیش گوئیوں میں مجازِ استعارہ ممکن ہے یا نہیں؟ حالیہ مذاکرے کا بنیادی نکتہ یہی تھا۔ علاوہ اَزیں معجزات کے حوالے سے دوسرا مسئلہ یہ بھی زیر بحث آیا کہ معتزلہ تو انکارِ معجزات کے لئے ان کی مادی توجیہ کا رجحان رکھتے تھے جو سراسر غلط ہے مگر ان کے برعکس دورِ حاضر میں سائنسی ترقی کی وجہ سے پیش آنے والے مواصلاتی معاملات جوابِ معمول کا حصہ بن چکے ہیں مگر ان سے ملتے جلتے واقعات جو ماضی میں مادی اسباب کے بغیر انبیا کے ہاتھوں رونما ہوئے اور

خرقِ عادت ہونے کی وجہ سے معجزہ قرار پائے تھے، تو کیا دورِ حاضر میں ان کے مشابہ اور معمول کا حصہ بننے والے واقعات سے ان گذشتہ معجزات کی حیثیت پر تو فرق نہیں پڑتا؟ مثلاً معراج کی رات آنحضرت ﷺ کا مادّی اسباب کے بغیر پل بھر میں آسمانوں کا سفر کر آنا اس دور میں بلا شبہ معجزہ ہی تھا مگر اب سائنسی پیش رفت کی بدولت مصنوعی سیاروں اور راکٹوں کے ذریعے دور فضاؤں میں پہنچنے اور وہاں کی خبریں پل بھر میں حاصل کر لانے نے جب 'سفر آسمان' کو خرقِ عادت رہنے ہی نہیں دیا تو کیا موجودہ دور کیلئے بھی انہیں معجزہ ہی سمجھا جائے گا؟ یا اس کی کوئی سائنسی توجیہ کی جائے گی......؟

مذاکرے کے میزبان مجلس التحقیق الاسلامی کے ڈائریکٹر حافظ عبدالرحمٰن مدنی (مدیرِاعلیٰ ماہنامہ 'محدث' لاہور) تھے۔ انہوں نے شرکاے مذاکرہ کے سامنے انہی دو سوالات کو پیش کر کے اہل علم کو اظہارِ خیال کی دعوت دی اور شرکائے مذاکرہ کو مندرجہ بالا موضوع پر مرتکز رکھنے کے لئے یہ بھی واضح کر دیا کہ درایتِ حدیث کے حوالے سے آج کل جو بحثیں استخفافِ حدیث کی صورت میں پیش آ رہی ہیں، اس پر ان شاء اللہ ایک باقاعدہ علمی مذاکرے کا اہتمام مستقبل قریب میں کیا جائے گا۔ تاہم اس سلسلے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ قرآنِ مجید کے الفاظ تو اللہ تعالیٰ کے ہیں، اس لئے وہ وحی کی 'لفظی خبر' کی قبیل سے ہیں جبکہ حدیثِ رسول صحابہ کرام کی طرف سے خبر ہونے کے ناطے بسا اوقات روایت بالمعنی کی شکل میں آگے منتقل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کئی دفعہ راویانِ حدیث اس مفہوم کو مختلف الفاظ سے بیان کرتے ہیں۔ اس لئے پیش گوئیوں کے حوالے سے یہ بات بھی قابل غور ہے کہ صحابہ کرام نے بہت عرصہ بعد پیش آنے والے واقعات کی خبر میں ممکن ہے کہ خبر کا معجزاتی انداز اپنے فہم کی بنا پر اپنایا ہو لیکن حالات کی بڑی تبدیلی کی بنا پر اب وہی معمول کے واقعات نظر آ رہے ہیں۔ نیز حالات کی تبدیلی کے بغیر بعض دفعہ مبہم رمشکل تجزیوں میں صحابہ کا فہم مختلف ہوتا رہا ہے جیسا کہ آنحضرت

ﷺ کے واقعہ معراج کے حوالہ سے صحابہ کرام میں یہ اختلاف ہوا کہ معراج کی رات آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا یا جبریلؑ کو؟ یا جس طرح قلیبِ بدر کے واقعہ میں صنادیدِ کفار کی لاشوں سے نبی اکرم ﷺ کا خطاب صحابہ کرام کے درمیان سماعِ موتی کے حوالہ سے باعثِ اختلاف ہوا۔(۱)

اس تمہیدی گفتگو کے بعد مدنی صاحب نے بحیثیتِ میزبان علماے کرام کو یکے بعد دیگرے اظہارِ خیال کی دعوت دی۔ موضوع چونکہ انتہائی حساس اور اہم تھا اور وقت بھی محدود تھا، اس لئے بعض علما موضوع سے متعلقہ کسی ایک پہلو ہی کی وضاحت کر پائے تاہم دیگر علما کی موجودگی سے، پیدا ہونے والی یہ تشنگی بھی ساتھ ساتھ رفع ہوتی رہی۔

حافظ عبدالعزیز علوی

سب سے پہلے جامعہ سلفیہ کے شیخ الحدیث حافظ عبدالعزیز علوی صاحب نے اظہارِ خیال فرمایا اور نبی اکرم ﷺ کی سچی! پیش گوئیوں کے بارے میں ایمان ویقین مستحکم کرنے کے لئے سورۃ الروم کی ابتدائی آیات ﴿الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْ اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ﴾ (الروم:۱ تا ۴) ''الم! رومی مغلوب ہوگئے ہیں، نزدیک کی زمین پر اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب چند سال میں ہی

(۱) اہل علم ایسی احادیث کے فہم میں امکانی اختلافات کی بنا پر انہیں 'مشکل الاحادیث' کا نام دیتے ہیں جن میں فہم وتعبیر کے اختلافات اگر مختلف اسالیبِ زبان تک ہی محدود رہیں تو پھر 'توسع' کی گنجائش ہوسکتی ہے لیکن فتنۂ انکارِ حدیث یا استخفافِ حدیث کے پیش نظر مناسب یہی ہے کہ عہدِ نبوت کے مروّج اسالیبِ زبان تک بات محدود رہے ورنہ بعد میں فنون کے تنوع میں بھی لغزشِ افکار نے کئی پناہ گاہیں تلاش کی ہیں، بالخصوص مجاز واستعارہ کا بے محابا استعمال حدود سے باہر چلا گیا ہے۔ محدثین کے ہاں احادیث کے صحت وضعف کا مسئلہ ہو یا مفہوم کی مشکلات کا، ایسی احادیث کے لئے ایک اصطلاح 'متوقف فیہ' کی بھی استعمال ہوتی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ چونکہ پیش گوئیوں کی ہی ایک قسم معجزات یا کرامات پر بھی مشتمل ہے لہٰذا احتیاط ملحوظ رکھتے ہوئے یا تو توجیہ کو امکانی صورت میں بیان کیا جائے ورنہ مستقبل کی امکانی وسعتوں کے حوالہ کردینا چاہئے۔ (محدث)

غالب آ جائیں گے۔'' تلاوت فرمائیں اور کہا کہ جس طرح یہ پیش گوئی یوں پوری ہوئی کہ روم کی عیسائی حکومت چند سالوں کے بعد دوبارہ فارس کی حکومت پر غالب آ گئی، اسی طرح آنحضرت ﷺ کی تمام پیش گوئیاں ضرور پوری ہوں گی۔ انہوں نے فرمایا کہ ظاہری اسباب اور سائنسی اُصولوں سے اس حد تک مرعوب نہیں ہونا چاہئے کہ ہم وحی سے حاصل ہونے والی پیش گوئیوں کے بارے میں کسی شک و شبہ کا شکار ہو جائیں۔ سائنسی نظریات تو بدلتے رہتے ہیں مثلاً پہلے ڈارون نے نظریہ پیش کیا کہ علت و معلول کا تخلف نہیں ہوسکتا جبکہ بعد ازاں اس تھیوری کو آئن سٹائن نے غلط ثابت کر دیا کہ نیچرل اور سپر نیچرل کی کوئی حقیقت نہیں......!!

حافظ صلاح الدین یوسف

حافظ صلاح الدین یوسف صاحب نے بھی پیش گوئیوں کے مبنی برحق ہونے اور ان پر پختہ ایمان و یقین رکھنے کے سلسلے میں علوی صاحب کی تائید فرمائی اور اس بات پر بھی زور دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئیوں کی تعبیر و توجیہ میں حد درجہ احتیاط ملحوظِ خاطر رکھی جائے تاوقتیکہ وہ حتمی طور پر سامنے آ جائیں۔ پیش گوئیوں میں معجزات کے بارے میں مابعد الطبیعاتی اُمور کے پیش نظر ان کا تبصرہ امام مالک کے اندازِ فکر کی طرف تھا جس کے مطابق صفاتِ الٰہی کی کیفیت پیش کرنے سے احتراز کا پہلو پایا جاتا ہے۔ کیونکہ امام مالک سے جب مابعد الطبیعاتی امور مثلاً اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کی کیفیت و حالت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے اس پر اظہارِ ناراضگی کرتے ہوئے فرمایا کہ ''لفظ استواء سے اللہ تعالیٰ کا عرش پر قرار یا بلند ہونے کا معنی تو واضح ہے مگر اللہ تعالیٰ کے مستوی علی العرش ہونے کی حالت و کیفیت کیسی ہے، اس کے بارے میں (شارع کی طرف سے) ہمیں کچھ نہیں بتایا گیا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے مستوی علی العرش

ہونے پر ایمان لانا تو واجب ہے مگر اس استواء کی حالت و کیفیت اور کنہ و حقیقت کا سوال کرنا بدعت ہے۔''

انہوں نے فرمایا کہ بعض سورتوں کے آغاز میں حروفِ مقطعات بھی متشابہات کی اقسام سے ہیں، موصوف کے بقول پیش گوئیوں کو بھی ایسے ہی خیال کرنا چاہیے۔

مولانا زاہد الراشدی

مولانا زاہد الراشدی صاحب مصروفیت کی بنا پر خود تو تشریف نہ لا سکے تاہم انہوں نے مندرجہ ذیل تحریر بھیج کر اپنا نکتہ نظر پیش کیا:

''جس مسئلہ پر مذاکرہ کا انعقاد ہو رہا ہے، اس کے تمام پہلوؤں پر کچھ عرض کرنا تو سردست مشکل ہے البتہ ایک دو اُصولی باتوں کے حوالے سے مختصراً گزارش کر رہا ہوں کہ قرآن کریم یا جناب نبی کریمؐ کی پیش گوئیوں کا اپنے دور کے واقعات پر اطلاق یا انہیں مستقبل کے حوالہ کر کے ان کے وقوع کا انتظار خود حضرات صحابہ کرام کے دور میں بھی مختلف فیہ رہا ہے۔ سورۃ الدخان میں 'دخان' اور البطشۃ الکبریٰ کی پیش گوئیوں کا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے دور کے حالات پر اطلاق کرتے ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ انہیں قیامت کی نشانیوں میں شمار کر کے اپنے دور میں ان کے وقوع کی بات قبول نہیں کرتے۔ اس سے اصولاً یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ پیش گوئیوں کے بارے میں تعبیر و تاویل کا دامن اس قدر تنگ نہیں ہے اور اہل علم کے لئے اس کی گنجائش بہرحال موجود ہے۔

اصل اُلجھن ہمارے ہاں یہ رہی ہے کہ ہر دور میں اس نوعیت کی پیش گوئیوں کو اپنے دور کے اَحوال وظروف کے دائرے میں رہ کر سمجھنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ وہی بات اب بھی ہو رہی ہے جبکہ مستقبل کا اُفق بہت وسیع ہے مثلاً امام

مہدی کے ظہور کی روایات کا اطلاق بعض اہل علم نے حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز پر بھی کرنے کی کوشش کی تھی اور یہ اس لئے ہوا تھا کہ ایسے کرنے والوں کے سامنے صرف اس دور کا تناظر تھا جبکہ مستقبل کے قیامت تک کے تناظر اور امکانات کو بھی سامنے رکھا جائے تو تاویل وتعبیر میں اس قدر آگے جانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ احادیثِ نبویہ علی صاحبها التحية والسلام کا ظاہری مفہوم سرے سے اس میں تحلیل ہوکر رہ جائے.

ایک مسئلہ یہ بھی ذہنوں کے لئے پریشانی کا باعث بن جاتا ہے کہ پیش گوئیوں کا ظاہری حالات میں پورا ہونا ممکن نظر نہیں آتا تو اسے عقلی طور پر قابل قبول بنانے کے لئے تاویل کا سہارا لینا مناسب سمجھا جاتا ہے جو ایک غیر ضروری محنت ہے کیونکہ مستقبل کے اِمکانات کا دائرہ حال کے امکانات سے کہیں زیادہ وسیع اور مختلف ہوتا ہے۔ مثلاً یہودیوں کے ساتھ مسلمانوں کی جنگ اور اس میں یہود کی ابتدائی کامیابیوں کا جن روایات میں تذکرہ ملتا ہے، آج سے ایک صدی قبل کے احوال و ظروف میں اس کا کوئی اِمکان نظر نہیں آتا تھا لیکن آج اس کا وقوع بھی ہو چکا ہے۔ اس لئے میرا اپنا ذوق تو یہی ہے کہ پیش گوئیوں کو ان کے اصل مفہوم ہی میں سمجھنے کی کوشش کی جائے اور اپنے دور کے حالات پر اس کا ہر حال میں اطلاق کرنے یا ان کے بظاہر ممکن نہ ہونے کو حتمی سمجھنے کی بجائے مستقبل کے پردۂ غیب میں مستور امکانات کے حوالے کر دیا جائے۔ البتہ اس باب میں اہل علم کے بحث و مباحثہ اور تاویل وتعبیر کے حق سے انکار نہ کیا جائے۔ بحث و مباحثہ اور تعبیر و تاویل کا یہ عمل گذشتہ چودہ صدیوں سے جاری ہے اور اب اس پر قدغن لگانے کا نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔''

مولانا ارشاد الحق اثری

مولانا ارشاد الحق اثری نے مولانا زاہد الراشدی کی تحریر کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو فہم و بصیرت عطا کی ہے، اس پر پابندی عائد نہیں ہونی چاہئے تاہم اہل علم کو یہ احتیاط ضرور ملحوظ رکھنی چاہئے کہ وہ وہی موقف اختیار کریں جو سلف کے ہاں پسندیدہ تھا۔

موصوف نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ سے زمینی حقائق کے متعلق بہت سی روایات مروی ہیں لیکن صحابہ کرام، تابعین اور بعد کے ادوار میں کسی نے بھی ان میں رائے زنی کی جسارت نہیں کی بلکہ وہ ان کے وقوع کا انتظار کرتے رہے۔ مثلاً نبی اکرم ﷺ کی یہ پیش گوئی کہ مدینہ کے مشرق میں بصرہ کے شہر سے آگ نکلے گی جو (ساڑھے تین سو میل کی) لمبی مسافت سے دیکھی جائے گی اور وہاں کے چرواہے اس آگ کی روشنی میں اپنے اونٹوں کو پہچان سکیں گے۔ اس وقت ساڑھے تین سو میل سے آگ کا نظر آنا، بادی النظر میں اس کا تصور بھی محال تھا۔ لیکن یہ ایک زمینی حقیقت تھی جو زبانِ رسالتؐ سے صادر ہوئی اور پھر یہ واقعہ رونما ہوا، کائنات نے اس کا مشاہدہ کیا۔ لہٰذا ہمیں بھی سلف کی طرح اس بارے میں محتاط رویہ اختیار کرنا چاہئے اور توجیہات و تاویلات کرنے سے حتیٰ الامکان گریز کرنا چاہئے۔

اس موقع پر اللہ کے رسول ﷺ کی غزوۂ ہند سے متعلقہ مشہور حدیث بھی زیر بحث آئی۔ تو مولانا نے فرمایا کہ جہادی تنظیمیں کشمیر کے حوالے سے پاک بھارت جنگ کو غزوۂ ہند کا مصداق قرار دینے میں مغالطے کا شکار ہیں۔ اس لئے کہ مسند احمد میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے اپنے الفاظ ہیں کہ ''ہم ارضِ بصرہ کو ارضِ ہند سمجھتے تھے۔'' مولانا نے فرمایا کہ اس روایت کو امام ذہبیؒ نے 'سیر اعلام النبلاء' اور امام یعقوب بن سفیان نے اپنی 'تاریخ' میں بھی نقل کیا ہے اور اس روایت کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علاقہ دراصل 'ارضِ بصرہ' ہی کا تھا جسے صحابہ کرام ارضِ ہند سمجھتے تھے۔

اس پر تعلیق چڑھاتے ہوئے حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے وضاحت فرمائی کہ کشمیر کا

مسئلہ برصغیر کا داخلی مسئلہ ہے یعنی جب رسولؐ نے ہندوستان سے لڑنے کی پیش گوئی فرمائی تھی اس وقت پاکستان مع کشمیر 'ہند' کا ہی حصہ تھے، اس لئے غزوۂ ہند سے مراد پاک و ہند کی باہمی لڑائی نہیں ہوسکتی بلکہ زیادہ امکان ہندوستان کے باہر سے آنے والے جرنیل محمد بن قاسم ثقفی کا واقعہ ہے جو گذر چکا ہے۔

محمد عطاء اللہ صدیقی

پیش گوئیوں کے بارے میں الہامی خبروں کی صداقت اور سائنسی توجیہات کے رویہ پر گفتگو کرتے ہوئے جناب صدیقی صاحب نے سائنس اور اسلام کے تصادم کے بارے میں خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تصور غلط ہے کہ سائنس اور اسلام کے درمیان تصادم ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ 'سائنس اور مذہب' کے تصادم کا معرکہ عیسائیت کے بگڑے ہوئے مذہبی تصور کے حوالہ سے برپا ہوا۔ کیونکہ بائبل میں یہ موقف موجود ہے کہ زمین ساکن ہے چنانچہ اس معرکہ میں جس نے بھی اس کے خلاف اپنی رائے کا اظہار کیا، اسے ناقابل تلافی جرم قرار دیا گیا اور اس کی پاداش میں سینکڑوں عیسائی مفکرین کو سزائے موت دی گئی۔ پیش گوئیوں کے حوالے سے صدیقی صاحب نے کہا کہ ان کی تعیین کے بارے میں صحابہ کرام کا بھی اختلاف رہا ہے مثلاً بعض صحابہؓ ابن صیاد کو دجال سمجھتے تھے جبکہ بعض اس کے خلاف رائے رکھتے تھے۔

علاوہ ازیں موصوف نے علمائے مذاکرہ کو توجہ دلائی کہ آج مسلمانانِ عالم جن حالات کا شکار ہیں، اس کے پیش نظر ان پیش گوئیوں کی تعبیر و تفحص میں اپنی توانائیاں زیادہ صرف کرنے کی بجائے مسلمانوں کو درپیش چیلنجز کا حل سوچنا چاہیے۔

مولانا مسعود عالم شرقپوری

اس کے بعد مولانا مسعود عالم صاحب کو اظہارِ خیال کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے

پہلے اس مجلسِ مذاکرہ کے انعقاد پر مدنی صاحب کا شکریہ ادا کیا اور اس طرح علماء کو ایک فورم پر جمع کر کے اہم موضوعات پر اظہارِ خیال کو ایک مفید طریقہ کار اور قابل قدر اقدام قرار دیا۔ اس کے بعد انہوں نے دو پہلوؤں سے گفتگو کی: انہوں نے جناب صدیقی کے اس موقف کہ ایسے موضوعات پر وقت صرف نہیں کرنا چاہئے، سے عدمِ اتفاق کرتے ہوئے فرمایا کہ نبیؐ نے بعض مجالس میں اتنی وضاحت اور اہمیت سے فتن اور اشراط الساعہ کا تذکرہ کیا ہے کہ صحابہؓ فرماتے ہیں کہ ''جب آپ بیان فرما رہے ہوتے تو ہمیں یوں محسوس ہوتا کہ جیسے ہم یہ چیزیں اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں یا ایسی ہی کوئی شخصیت ابھی کہیں اوٹ سے نمودار ہو جائے گی'' اور رسول اللہ ﷺ کا تفصیل سے ان کا تذکرہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ چیزیں ایمانیات کا حصہ ہیں، اس لئے ان میں نکھار ہونا چاہئے کہ کون سی چیزیں اس حوالہ سے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں کہ ان پر ایمان لایا جائے اور کون سی چیزیں ثابت نہیں کہ ان پر یقین نہ کیا جائے۔

اس کے بعد انہوں نے حالات پر ان پیش گوئیوں کے انطباق کے پہلو سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ بعض لوگ نبی کریم ﷺ سے مستند خبروں کی روایات کو جمع کر کے ان کی رعایت کرتے ہیں اور بعض لوگ ان پیش گوئیوں کو تمثیل اور استعارہ کے رنگ میں سمجھتے ہیں۔ لیکن ایمانیات کے بارے میں سلف کا نقطہ نظر ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ انہوں نے ظاہری الفاظ کا اعتبار کیا اور ایمانیات کے اندر تمثیل اور استعارہ کو برداشت نہیں کیا، لہٰذا ہمیں بھی وہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے جو صحابہ اور سلف تابعین نے اختیار کیا، کیونکہ اسی دور کا فہم حجت ہے، وہ لوگ نبیؐ کے الفاظ کو بہتر سمجھتے تھے اور یہ کہنا کہ صحابہؓ کے فہم میں غلطی ہوسکتی ہے، درست نہیں اور پھر یہ چیزیں رسول اللہ ﷺ نے عام لوگوں کے ایمان اور یقین کے لئے بتائی ہیں اور عام لوگوں کے لئے شارع کا

طریقہ تمثیل اور استعارہ کا نہیں ہے۔ لہٰذا انہیں ظاہری الفاظ میں ہی سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

بعض لوگوں نے تاویل کے ذریعے کھینچ تان کر مفہوم متعین کرنے کی کوشش کی، لیکن بعد کے واقعات نے اسے غلط ثابت کر دیا۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث کہ ''دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نکلے گا......'' اب اس کے بارے میں لوگوں نے تاویلات کے سہارے پر عجیب وغریب تعبیرات پیش کی ہیں جبکہ زمینی حقائق نے ابھی تک ان کا ساتھ نہیں دیا۔

نیز انہوں نے پیش گوئیوں کو متشابہات قرار دینے کے نظریہ کو غلط قرار دیا۔ اور کہا کہ ہمیں بہرحال ان پیش گوئیوں کو رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سے سمجھنے کی کوشش کرنا چاہئے، البتہ ان کا مصداق متعین کرنے میں اختلاف ہوسکتا ہے اور سلف میں بھی ہوا۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث **يوشك أن يضرب الناس أكباد الإبل فلا يجدون أعلم من عالم المدينة** کا مصداق بعض نے عمرؒ بن عبدالعزیز کو قرار دیا اور بعض نے سعید بن مسیبؒ کو اور بعض کے بارے میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ ''پہلے ہم فلاں کو اس حدیث کا مصداق سمجھتے تھے، لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ اس سے مراد امام مالکؒ ہیں۔'' اس سلسلہ میں ہمارے کرنے کا کام یہ ہے کہ تحقیق کے ذریعے صحیح روایات کو جمع کر کے الفاظ کا مفہوم اُجاگر کیا جائے اور تمثیلی اور تاویلی موقف کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

حافظ محمد شریف

مرکز التربیۃ الاسلامیہ، فیصل آباد کے مدیر حافظ محمد شریف صاحب نے قرآنِ مجید کی آیت ﴿**وَلاَ تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ**﴾ سے اپنی بات کا آغاز کرتے ہوئے

فرمایا کہ اللہ کے رسولؐ نے جن چیزوں کو مجمل چھوڑ دیا اور خاص وقت کے ساتھ ان کا تعین نہیں کیا تو مخصوص حالات اور اوقات کے ساتھ ان کے تعین کی کوششیں اس آیت کے منافی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یاجوج ماجوج کے بارے میں مولانا آزاد، مولانا مودودی اور مولانا اصلاحی رحمہم اللہ وغیرہ نے جو کچھ کہا ہے، مفتی محمد شفیع صاحب نے اپنی تفسیر میں ان کی بہتر انداز میں تردید وتوضیح کی ہے۔

انہوں نے مزید فرمایا کہ اللہ کے رسولؐ کی پیش گوئیاں سچی ہیں، اس لئے ان پر صدقِ دل سے ایمان لانا چاہئے۔ البتہ ان کی کیفیت و ماہیت کیا ہے، یاجوج ماجوج اور دجال وغیرہ کہاں ہیں یا ان کا ظہور کب ہوگا؟ اس بارے میں حتمی فیصلہ دینا بسا اوقات نقصان کا باعث بھی ہوتا ہے۔ مثلاً خلیج کی جنگ (۱۹۹۱ء) کے حوالہ سے بعض لوگوں نے اللہ کے رسولؐ کی پیش گوئیوں کی روشنی میں صدام حسین کو زندیق اور اس کے بالمقابل اتحادی افواج کو مسلمان اور اہل کتاب قرار دیا اور کہا: یہ پہلے صدام پر فتح یاب ہوں گے، پھر دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نمودار ہونے پر باہم لڑیں گے اور اس کے بعد امام مہدی کا ظہور ہوگا لیکن بعد کے واقعات نے اس کو غلط ثابت کر دیا۔ اب جنہیں ہم نے یہ احادیث سنا کر تاویلیں اور تعبیریں کیں، وہ ہمارے بارے میں کیا تاثر قائم کریں گے؟ صاف ظاہر ہے کہ یا تو وہ ہمیں جھوٹا کہیں گے یا پھر اللہ کے رسولؐ کی پیش گوئیوں کو ناقابل اعتبار قرار دیں گے......!

مدنی صاحب کی توضیح

چونکہ مذاکرے کا ارتکاز زیادہ تر پیش گوئیوں کے تعبیر کے جواز یا ان کے بارے میں توقف کی صورت اختیار کئے جا رہا تھا، اس لئے حافظ عبدالرحمٰن مدنی صاحب نے اس صورتحال کو معمول پر لانے کے لئے وضاحت فرمائی کہ جب اکابر صحابہؓ پیش گوئیوں کی تعیین کے حوالہ سے ایسی احتیاط ضروری نہ سمجھتے تھے تو آخر ہمیں احتیاط کی اتنی کیا ضرورت ہے؟ پھر اگر پیش گوئیوں سے صورتحال کا تعین کرنا ہی غلط قرار پائے تو ان کا

فائدہ ہی کیا ہے؟ اس سلسلے میں انہوں نے قرآن میں مذکور یاجوج ماجوج اور صحیح احادیث میں مذکور امام مہدی اور دجال وغیرہ کے حوالہ سے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے ان سب کے بہت سے اوصاف بیان فرمائے ہیں جن کا مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ ان کا تعین کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ ان پیش گوئیوں کا غیر یقینی اور غیر حتمی انداز سے تعین کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ قرائن وآثار اگر واضح ہوں تو صحابہ کرامؓ نے بھی ان کا تعین کیا ہے اور اس تعین میں ان کا اختلاف بھی ہوتا رہا ہے۔ مثلاً جب ازواجِ مطہراتؓ نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ ہم میں سے سب سے پہلے (آخرت میں) آپؐ سے کون ملاقات کرے گی؟ تو آپؐ نے جواب دیا کہ أطولکن یدًا ''وہ جس کے ہاتھ تم میں سے سب سے زیادہ لمبے ہیں۔'' اس پر ازواجِ مطہرات نے لکڑی سے اپنے اپنے ہاتھ ماپنا شروع کر دیئے۔ چنانچہ حضرت سودہؓ ان میں سب سے لمبے ہاتھوں والی نکلیں۔ مگر آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت سودہؓ کی بجائے حضرت زینبؓ سب سے پہلے فوت ہوئیں تو اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کی پیش گوئی کے بارے میں ہمیں معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھوں والی سے آپؐ کی مراد یہ تھی کہ جو زیادہ صدقہ کرنے والی ہوگی اور حضرت زینبؓ کو صدقہ کرنا بڑا محبوب تھا۔ (بخاری:۱۴۲۰)

اسی طرح دجال والی پیش گوئی کے حوالہ سے بھی صحابہ کرامؓ میں اختلاف رونما ہوا، بعض صحابہ ابن صیاد ہی کو دجال قرار دیتے تھے جبکہ بعض کا موقف اس کے برعکس تھا۔ اسی طرح الأئمة من قریش والی روایت کے بارے میں حضرت عمرؓ کا موقف یہ تھا کہ اس سے خاص قریشی نسل مراد نہیں بلکہ اس دور کے ایسے ممتاز لوگ مراد ہیں جنہیں معاشرے میں قریش جیسا دینی/سماجی مقام حاصل ہو۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس حدیث کو تسلیم کرنے کے باوجود وہ اپنے بعد خلیفہ نامزد کرنے کے موقع پر حسرت سے فرماتے

تھے کہ آج اگر سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ زندہ ہوتا تو میں اس کو خلیفہ بناتا۔ اسی طرح معاذ بن جبلؓ کے بارے میں بھی آپؓ کی اس خواہش کا ذکر ملتا ہے حالانکہ سالم غلام تھے اور معاذ بن جبلؓ انصاری ہیں، نسلاً قریشی نہیں ہیں!

مولانا حافظ عبدالوحید مدنی

مولانا حافظ عبدالوحید صاحب نے بھی پیش گوئیوں کے تعین کے موقف پر زور دیا اور کہا کہ دورِ حاضر میں مسلمانوں کی اندوہناک صورتحال کے پیش نظر اس قسم کے مسائل میں مسلمانوں کی رہنمائی کرنا ضروری ہے۔

ایمانیات کے بارے میں ضروری نہیں کہ صرف مابعدالطبیعاتی (غیبی) اُمور پر ہی ایمان لایا جاتا ہے بلکہ ماضی اور مستقبل کے زمینی حقائق کے بارے میں رسول کریم ﷺ کی ایسی خبروں کو سچا تسلیم کرنا بھی ایمانیات میں داخل ہے۔ غیبی امور کی بلاوجہ تاویل ضرور ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ کی ممانعت کے تحت آتی ہے لیکن ارضی واقعات کے اوصاف اگر زبانِ رسالت سے پیش ہو چکے ہوں تو ان اوصاف کی مدد سے اشخاص و اقوام کا تعین غیبی اُمور کی غلط تاویل کا رویہ قرار نہیں دیا جا سکتا بلکہ ان کی توجیہ مناسب ہے اور مطلوب بھی۔

نیز تشبیہ کی دو قسمیں ہیں: تشبیہ مفرد جسے استعارہ کہتے ہیں دوسری تشبیہ مرکب جسے تمثیل کہا جاتا ہے۔ ماضی یا مستقبل میں پیش آنے والے واقعات میں بہت دفعہ تشبیہ مرکب (تمثیل) کی شکل ہوتی ہے جس میں اجزاے واقعہ کے بجائے صورت واقعہ کی مشابہت مطلوب ہوتی ہے۔ بلا شبہ پیش گوئیوں میں وارد کئی واقعات میں صورت حال مراد لینے کی گنجائش بھی موجود ہے۔

جناب عمار ناصر کے سوالات

اسی موقف کو نکھارنے کے لئے جناب عمار ناصر نے تعبیر و توجیہ کے بارے میں

توقف اختیار کرنے والے اہل علم کے سامنے دو سوالات پیش کئے اور کہا کہ مذاکرہ میں جو جذباتی انداز سامنے آیا ہے، وہ یہ ہے کہ پیش گوئیوں کے حوالہ سے اللہ کے رسولؐ نے جو کچھ بیان کیا ہے، اس کو روایت تو کر دینا چاہئے لیکن قرائن و احوال کی مدد سے کسی خاص صورتحال کو اس پر منطبق کرنے کی کوشش نہیں کرنا چاہئے۔ اس سلسلے میں انہوں نے پہلا سوال یہ کیا کہ اللہ کے رسولؐ نے مستقبل کے متعلق جو پیش گوئیاں کی تھیں، ان کا مقصد کیا تھا؟

انہوں نے کہا کہ اس بارے میں میری رائے یہ ہے کہ مستقبل کے حوالے سے آپ نے جو کچھ بیان فرمایا ہے، ان میں سے اکثر چیزوں کا تعلق غیبی امور سے نہیں۔ غیبی امور میں سے جنت و جہنم، صفاتِ الٰہی وغیرہ سے متعلقہ کیفیتیں اگر ہمیں نہ بھی بتائی جائیں تو ہمارے ایمان بالغیب پر کوئی زد نہیں پڑتی لیکن پیش گوئیوں کا مقصد دراصل انسان میں مستقبل کو جاننے کی جستجو کے فطری جذبہ کی تسکین ہے اور پیش آمدہ واقعات کے بارے میں خوشخبری یا احتیاط کے پہلو اختیار کرنے کا رویہ بھی مطلوب ہے، لہٰذا اس فطری جذبہ جستجو کی بنا پر مستقبل کی پیش گوئیوں کے بارے میں کسی واضح تعبیر و تعیین کی گنجائش ہونی چاہئے۔

دوسرا سوال انہوں نے یہ کیا کہ اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ قرائن و آثار کی روشنی میں ہم پیش گوئیوں کو کسی خاص صورتحال پر منطبق نہیں کر سکتے تو جب متعین اشخاص و اقوام یا کوئی واقعہ حقیقت میں رونما ہوگا مثلاً امام مہدی کا ظہور وغیرہ تو اس کا تعین کیسے ہوگا؟ کیا اس وقت ہاتفِ غیبی کی طرف سے کوئی باقاعدہ اعلان ہوگا کہ فلاں شخص امام مہدی ہے؟ آخر اس کا تعین بھی تو قرائن و احوال کی روشنی ہی میں ہوگا......!

مولانا مسعود عالم کا جواب

مولانا مسعود عالم نے ان سوالات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ جہاں تک یہ خیال ہے کہ مستقبل کو جاننے کے لئے انسان میں جستجو کا فطری جذبہ موجود ہے جس کی بنیاد پر انسان اپنے علم کو دنیاوی اُمور کے اندر ترقی دینے کی جستجو کرتا ہے تو اس کی ضرور حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ لیکن وحی پر مبنی اُمور کے بارے میں اس مفروضہ کی بنیاد پر کہ اللہ کے رسولؐ نے کچھ کڑیاں تو بتا دی ہیں اور باقی خالی جگہ کو انسان اپنے جذبہ جستجو سے پر کر کے ان کڑیوں کو باہم ملا سکتا ہے لہٰذا ان غیبی امور کے بارے میں رائے زنی شروع کر دی جائے، یہ بات غلط ہے اور قرآن مجید کی اس آیت ﴿وَلاَ تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ کے منافی ہے۔ علم میں توسع کے جذبہ کی تسکین کے لئے دنیاوی اُمور میں تجربات کا میدان کھلا ہے لیکن وحی الٰہی کو اس جذبہ کی تسکین کے لئے تجربات کا تختۂ مشق نہیں بنایا جا سکتا۔

دوسرے سوال یہ کہ اس واقعہ کے حقیقت میں رونما ہونے کی صورت میں اس کی تعیین کیسے ہوگی، کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ چونکہ امت بحیثیتِ مجموعی معصوم ہے، یعنی پوری اُمت رسول اللہ ﷺ کے فرمان "لا تجتمع أمتي على الضلالة" (میری اُمت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی) کے بموجب گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا جب کسی پیش گوئی سے متعلقہ واقعہ حقیقت میں ظہور پذیر ہوگا تو اس وقت مسلمانوں کی رہنمائی کا فریضہ انجام دینے والے علما اور اہل حل وعقد اس کی حقیقت وتعین پر مجتمع ہو جائیں گے۔ اب اگر اتفاق نہیں ہوتا تو اس کی وجہ یہی ہے کہ اللہ نے اُمت کو معصوم بنایا ہے اور تمام اُمت ایک غلط چیز پر جمع نہیں ہو سکتی۔

وضاحت طلبی

اس پر جناب عمار ناصر نے پھر نکتہ اٹھایا کہ اُمت کا آخرِ کار ایک واقعہ کی حقیقت پر جمع ہو جانا ان کے ابتدائی اختلاف کو مانع نہیں۔ لازمی طور پر پہلے اس پر بحث و مباحثہ ہوگا یا رائے زنی ہوگی۔ جس پر اختلاف بھی ہوگا پھر آخر کار اس پر اتفاق ہو جائے گا اور غالباً اثری صاحب کی سابقہ گفتگو کا بھی یہی حاصل ہے۔

حافظ عبدالرحمٰن مدنی صاحب

پیش گوئیوں کے بارے میں مذکورہ بالا مکالمے کے بعد حافظ عبدالرحمٰن مدنی صاحب نے اراکین مجلس کی مذاکرے کے مرکزی سوال (استعارے کی حدود) کی طرف توجہ مبذول کرواتے ہوئے فرمایا کہ جہاں تک پیش گوئیوں کے بارے میں ظاہری الفاظ کا تعلق ہے تو اس میں ہمیں صحابہ کرام کے انداز سے یہی روشنی ملتی ہے کہ صحابہ کرام عربی زبان کے اُسلوب استعارہ کے مطابق کسی چیز کے تعین سے گریز نہیں کرتے تھے بلکہ گفتگو میں اسلوبِ استعارہ کو بھی مدنظر رکھا کرتے تھے مثلاً صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے فتنوں کے بارے میں رسولؐ کی پیش گوئیوں کے متعلق سوال کیا تو حضرت حذیفہؓ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: "ليس عليك منها بأس يا أمير المؤمنين، إن بينك وبينها بابا مغلقا" امیر المومنین! آپ کو ان فتنوں سے پریشان ہونے کی کیا ضرورت؟ آپ کے اور ان فتنوں کے درمیان تو بند دروازے کی رکاوٹ ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے پوچھا: "أيكسر الباب أم يفتح؟" وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا کھولا جائے گا؟ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ اسے توڑا جائے گا۔ بعد میں مسروق تابعی نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ دروازے سے آپ کی کیا مراد تھی؟ تو حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: عمر فاروقؓ۔ (بخاری:۷۰۹۶)

گویا اس روایت میں حضرت حذیفہؓ نے دروازے سے حضرت عمرؓ کو اور دروازے کے ٹوٹنے سے ان کی شہادت کا استعارۃً مراد لیا ہے۔ اسی طرح اس حدیث "لا تقوم الساعة حتى تضطرب اليات نساء دوس على ذي الخلصة" (بخاری) میں تضطرب إليات نساء بھی ذي الخلصة بت کی زیارت اور طواف سے استعارہ ہے۔

ان تمام احادیث اور ان سے ملتی جلتی دیگر احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے رسولؐ کو جو جوامع الکلم کی نعمت عطا ہوئی تھی، اس میں جوامع الکلم کی ایک شکل استعاراتی اسلوب بھی تھا اور عربی ادب میں اس کا استعمال بہرحال موجود ہے جس سے مجال انکار نہیں مگر اصل مسئلہ استعارہ کی حدود و شرائط کا ہے مثلاً دجال کے بارے میں جب ایسی صریح و صحیح احادیث موجود ہیں جو دجال کی شخصیت کو متعین کردیتی ہیں تو پھر اس سے استعاراتی طور پر کوئی قوم مراد لینا سراسر غلط ہے مثلاً دجال کے بارے میں آنحضرتؐ کا ارشادِ گرامی ہے:

"رجل جسيم أحمر جعد الراس أعور العين كأن عينه عنبة طافية ...... أقرب الناس به شبها ابن قطن" (بخاری:۷۱۲۸)

"(مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ دجال) سرخ رنگ کا موٹا شخص ہے، اس کے بال گھنگریالے، اسکی آنکھ کانی اور ایسے تھی جیسے پھولا ہوا انگور ہوتا ہے۔ اسکی شکل و صورت عبد العزیٰ بن قطن (دورِ جاہلیت میں فوت ہونے والا ایک شخص) سے بہت ملتی تھی۔"

اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ: "وإن بين عينيه مكتوب كافر (ک ف ر)" (بخاری:۷۱۳۱) "اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا" اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ "جب وہ مدینے کے قریب آنے کی کوشش کرے گا تو اس کی

طرف ایک آدمی جو تمام لوگوں سے بہتر ہوگا، نکلے گا اور اسے کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کے بارے میں اللہ کے رسولؐ نے اپنی حدیث بیان فرمائی ہے۔'' (بخاری:۲؍۱۳۲۷)

ان تمام روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک شخص ہوگا نہ کہ مجازی طور پر کوئی قوم یا ملک۔ صحابہ کرامؓ بھی اسے شخص ہی سمجھتے تھے، البتہ ان کا اختلاف اس بات پر ہوا کہ وہ شخص ابن صیاد ہے یا کوئی اور۔ اگر اس سے مراد امریکہ یا اسرائیل یا کوئی اور ملک وقوم ہوتی تو اللہ کے رسولؐ ان کے اختلاف پر ضرور یہ کہہ دیتے کہ ساتھیو! دجال کوئی شخص نہیں کہ تم اسے متعین کرتے پھرو بلکہ وہ تو کوئی جابر استبدادی قوت ہوگی !

مگر آنحضرت ﷺ کا بوقتِ ضرورت کوئی ایسی بات نہ کرنا اسی بات کی قطعی دلیل ہے کہ دجال سے مراد شخصیت ہے، کوئی استعاراتی امر (یعنی دجالی قوتیں وغیرہ) نہیں۔

مدنی صاحب نے مزید فرمایا کہ میری رائے میں ہم استعارہ کی حدود میں افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ اس بارے میں ہمارا رویہ متوازن ہونا چاہئے۔ جہاں کہیں اشخاص مراد ہوں وہاں استعارہ کی صورت میں بھی اشخاص ہی مراد لینے چاہئیں نہ کہ قوتیں۔ مثلاً ملائکہ و جنات اللہ تعالیٰ کی مخصوص مخلوق ہیں، نہ کہ نیچریوں کے بقول صرف روحانی قوتیں یا اُجڈ لوگ۔ اسی طرح دجال، امام مہدی اور حضرت مسیحؑ وغیرہ سے مراد مخصوص اشخاص ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو اپنے لئے مثلِ مسیحؑ کا نظریہ پیش کیا ہے، یہ سراسر تحریفِ دین ہے، اسے استعارہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ البتہ دریائے فرات سے سونے کے پہاڑ کے نمودار ہونے پر الملحمة العظمیٰ کی جو پیش گوئیاں احادیث میں موجود ہیں، اس کے بارے میں میرا ذہن اگرچہ اس طرف جاتا ہے کہ چودہ سو سالہ پہلے والی خبر کے الفاظ سے اگر استعارہ کی صورت میں سیال سونا (پٹرول) مراد لے لیا

جائے تو اس کی گنجائش نکل سکتی ہے لیکن میں اسے حتمی تعبیر نہیں کہہ سکتا بلکہ اس کی نوعیت اسی طرح کی ہے جس طرح درج ذیل قرآنی پیش گوئی کی ہے کہ

﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ﴾ (الدخان:۱۰)

''آپ اس دن کے منتظر رہیں جب کہ آسمان واضح دھواں لائے گا۔''

اب اس سے بعض اہل علم مثلاً حضرت ابن مسعودؓ، مجاہدؒ، ابوالعالیہؒ، ضحاکؒ وغیرہ نے تو یہ مراد لیا کہ یہ کوئی حقیقی دھواں نہیں ہے بلکہ اہل مکہ جب قحط سالی کا شکار ہوئے وہ جب آسمان کی طرف دیکھتے تو بھوک اور کمزوری کی شدت کی وجہ سے انہیں دھواں سا محسوس ہوتا تھا۔ یعنی ان کے نزدیک اس قرآنی پیش گوئی سے انسانوں کی ایسی نفسیاتی کیفیت کا استعارہ مراد ہے۔ جبکہ ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابوسعیدؓ، حضرت حذیفہؓ اور کئی تابعین کے بقول اس سے مراد حقیقی طور پر وہ دھواں ہے جو قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوگا اور اس کا ظہور تا حال نہیں ہوا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: تفسیر طبری :۱۵/۱۱۱ تا ۱۱۴، تفسیر قرطبی :۱۶/۱۳۱، ابن کثیر: ۷/ ۲۳۷، شرح مسلم للنووی:۱۸/۱۲، التذکرۃ للقرطبی:۶۵۵)

بہرصورت میری رائے میں استعاراتی توجیہات کے جواز کے باوجود یہ احتیاط ضرور ملحوظ رکھنی چاہئے کہ کسی بھی ایسے موقع ومحل کی تعیین کے وقت پہلے ایسی تمام صحیح روایات کو جمع کرلیا جائے اور بغور یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ دیگر روایات واحادیث میں کوئی ایسے الفاظ تو موجود نہیں جو استعارے کی وسعتوں کو محدود کررہے ہوں ۔تشبیہ مفرد کی صورت میں دریائے فرات کے مذکورہ بالا سونے کے پہاڑ کے حوالہ سے بعض روایات کا اسلوب اس سے سیال سونا (Black Gold) مراد لینے سے مانع نظر آتا ہے لیکن بعض روایات میں پہاڑ کی بجائے کنز (خزانہ) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے گویا روایت حدیث میں ہی مفہوم کے اختلاف کی کچھ گنجائش نکل رہی ہے اس بنا پر تعبیر کی وسعت کا رویہ اختیار کرنے والے پر گمراہی کا فتویٰ عائد نہیں کیا جاسکتا۔

تشبیہ مرکب : البتہ اگر (تمثیل واقعہ) کے طور پر مسلمانوں کی دولت پر کفار سے

لڑائیوں اور تباہی کی صورت حال سامنے رکھی جائے تو واقعات کی موجودہ حالات سے کافی حد تک مماثلت موجود ہے۔ خلیج کی موجودہ جنگ کو 'اُمّ المحارب' بھی قرار دیا جارہا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ آغازِ جنگ ہے پتہ نہیں انجام کیا ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم فرمائے۔ آمین! ☆



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

عقیدۂ آخرت اسلام کے بنیادی عقائد میں شامل ہے جس سے انکار وانحراف، دراَصل اسلام سے انکار وانحراف ہی کے مترادف ہے۔عقیدہ آخرت میں وقوع قیامت اوراس کی علامات ، اَحوال بعد الممات ، حساب وکتاب ، جزا وسزا، اور جنت وجہنم وغیرہ شامل ہیں ۔ اس مادی وظاہری دنیا میں مذکورہ اشیا کا ہر دم نظروں سے اوجھل ہونا ایک حد تک ایمان باآخرت کو کمزور کرتا رہتا ہے لیکن اس کے مداوا کے لیے آنحضرت ﷺ نے قیامت سے پہلے کچھ ایسی علامات وآیات کے ظہور کی پیشین گوئیاں فرمائی ہیں جن کا وقوع جہاں لامحالہ قطعی ولازمی ہے وہاں اس کے اثرات مسلمانوں کے ایمان کو مضبوط بنانے اور نبی ﷺ کی نبوت صادقہ کے اعتراف واثبات پر بھی معاونت کرتے ہیں۔

پیشین گوئی دراصل تین لفظوں کا مرکب ہے یعنی پیش اور گوئی دو الگ الگ لفظ ہیں جب کہ ایک تیسرا لفظ 'ایں' ان میں ربط واتصال پیدا کیے ہوئے ہے یعنی پیشین گوئی ، پیش ایں گوئی کا مرکب ہے ۔مزید تخفیف کے لیے اسے پیش گوئی بھی کہہ لیا جاتا ہے۔ پیشگوئی کی تعریف یہ ہے کہ''کسی چیز کے وقوع سے قبل ہی اس کی خبر دے دینا''(لغت فارسی/اردو) کسی واقعہ کے بارے میں پیشگی مطلع کرنا لامحالہ دو باتوں پر موقوف ہے یا تو ایسی اطلاع دینے والے شخص کو اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے مطلع فرما دیتے ہیں یا پھر وحی کے علاوہ آثار وقرائن ، کشف والہام ،خواب والقاء، شیطانی وحی ،علم جادو اور دیگر مادی ذرائع واَسباب اور آثار وقرائن سے کسی اَمر کے وقوع سے پہلے اس کے اَحوال معلوم کر

کے پیش گوئی کر دی جاتی ہے۔

اول الذکر بات تو صرف انبیاء سے مخصوص ہے جنہیں اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعہ سے مختلف باتوں کے متعلق پیشگی مطلع کر دیتے تھے جب کہ ثانی الذکر میں مسلم وغیر مسلم سبھی یکساں ہیں۔ کسی نیک صالح مسلمان کو اس کی نیکی، پاکیزگی اور تقویٰ وطہارت کی وجہ سے کسی امر کا پیشگی الہام ہوسکتا ہے۔ اسی طرح کسی غیر مسلم یا بے دین مسلمان کو جادوگروں، شیطانوں، کاہنوں، خوابوں یا علم ہیئت اور علم ریاضیات وغیرہ کے ذریعے کئی باتوں کا پیشگی علم ہوسکتا ہے لیکن انبیاء اور غیر انبیاء میں ایک بنیادی امتیاز یہ ہے کہ انبیاء کی پیش گوئی سو فیصد 100% مبنی برحقیقت اور سچی ہوتی ہے جب کہ غیر انبیاء کی مختلف ذرائع کے پیش نظر کی جانے والی پیش گوئی ننانوے فیصد جھوٹی اور متردد ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں انبیاء کی پیشگوئی کا مقصد ان کی نبوت کی صداقت کی دلیل مہیا کرنا ہوتا ہے جب کہ غیر انبیاء کی پیشگوئیوں کے مقاصد خالصتاً مادی اور دنیاوی مفادات کے حصول پر مبنی ہوتے ہیں۔ زیر نظر مضمون (مقدمہ) میں راقم اس وقت انبیاء کی پیش گوئیوں کی مناسبت سے حضور ﷺ کی پیش گوئیوں کی حقیقت، ان کی تعبیر کا طریقہ اور اس کے بنیادی اُصول وضوابط پیش کرنا چاہتا ہے۔ البتہ غیر انبیاء کی پیش گوئیوں کے جواز یا عدم جواز اور ان کی حقیقت واصلیت پر پھر کسی موقع پر جائزہ پیش کیا جائے گا۔ •

عصر حاضر میں حضور نبی کریم ﷺ کی پیشگوئیوں کی تعبیر کے سلسلہ میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد افراط وتفریط کا شکار ہورہی ہے یعنی ایک طرف تو بہت سے مسلمان بلکہ

• اس موضوع پر راقم کی ایک اور تحقیقی کتاب ''نجومیوں، کاہنوں، جادوگروں اور جنات کا پوسٹ مارٹم'' زیر طبع ہے جس میں علم نجوم، کہانت، رمل، جفر، اعداد، دست شناسی، چہرہ شناسی، قیافہ شناسی، وغیرہ جیسے ان تمام علوم پر مناقشہ کیا گیا ہے جن کے ذریعے غیب دانی کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ نیز جادو، جنات اور روحانی علاج معالجہ پر بھی بحث وتمحیص موجود ہے۔ بہرصورت محققین کے لیے یہ کتاب لائق مطالعہ ہے۔ [مصنف]

کئی صاحب علم حضرات بھی خروج دجال، ظہور مہدی، نزول مسیح وغیرہ ایسی پیشگوئیوں کو محض قصے، کہانیاں کہہ کر نظر انداز کر دیتے ہیں جب کہ اس منفی رویے کی وجہ سے شعوری یا غیر شعوری طور پر قرآن وسنت کی بے شمار نصوص کا انکار لازم آتا ہے جب کہ اس کے برعکس کچھ لوگوں کا ردعمل یہ ہوتا ہے کہ پیشگوئیوں سے متعلقہ احادیث کے انکار و تکذیب سے محفوظ رہنے کے لیے وہ ان کی تاویلات کرتے ہوئے غلط تعبیرات پیش کرتے ہیں اور 'سانپ بھی مر جائے لاٹھی بھی نہ ٹوٹے' کے مصداق ان کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ پیش گوئیوں کی تاویل کر کے ان کا وقوع بھی ثابت کر دیا جائے اور نصوص کی تکذیب بھی لازم نہ آئے۔

اگر بنظر عمیق دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ پہلے گروہ کے انکار پر تاویلات کرنے والا گروہ سامنے آیا اور بظاہر ان کی نیتیں نیک ہی معلوم ہوتی ہیں کہ نصوص شرعیہ کی تکذیب سے دفاع اور اعتراضات (یعنی اگر دجال، مہدی وعیسی، یاجوج ماجوج وغیرہ برحق پیشگوئیاں ہیں تو آج تک ان کا ظہور دنیا سے کیوں مخفی ہے؟ وغیرہ) کا جواب دینے کے لیے انہوں نے تاویلات کا سہارا لیا۔ مثلاً دجال سے ایک مخصوص فرد مراد لینے کی بجائے اس کا انطباق ہر اس طاقت پر کیا جانے لگا جو دجل وفریب میں سب سے بڑھ کر ہو اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرے، چنانچہ بعض لوگوں نے امریکہ اور بعض نے اسرائیل کو 'دجال' کہا، اس کے حقیقی طور پر کانے ہونے کی یہ تاویل کی کہ امریکہ وغیرہ عدل وانصاف کی بجائے جانبدارانہ نظر سے دیکھتے ہیں اس لیے ان پر اس 'دجالی فتنہ' کی یہ علامت صادق آتی ہے۔ اسی طرح دجال کے ماتھے پر کافر لکھا ہونے کی یہ تاویل کی گئی کہ اس سے اسرائیل کا K-F-R جنگی طیارہ مراد ہے پھر اس طرح دجال سے متعلقہ ہر پیش گوئی کی کوئی نہ کوئی تاویل ضرور کی گئی، کسی نے

کچھ تاویل کی کسی نے اس کے برعکس کچھ اور......!

مہدی سے مراد ہر وہ شخص لیا گیا جو تجدید دین کا کام کرے گا......اسی طرح سونے کے پہاڑ والی پیش گوئی (کہ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نکلے گا جس کے حصول کے لیے خطرناک جنگ ہوگی) کو حقیقت پر محمول کرنے کی بجائے اس کا انطباق پٹرول پر کیا گیا اور خلیج کی ایک عشرہ قبل (تقریباً ۱۹۹۱ء میں) ہونے والی جنگ (گلف وار) کو اس جنگ عظیم کا مصداق ثابت کرنے کی کوشش کی گئی جس کا ذکر احادیث میں موجود ہے۔ مگر اس غلط تاویل وتعبیر پر بہت سے اعتراضات وارد ہوئے جن میں سے ایک یہ تھا کہ اس جنگ میں ننانوے فیصد 99% لوگ قتل ہوں گے جب کہ فی الواقع گلف وار میں ایسا نہیں ہوا اور ہنوز یہ معمہ قابل تشنہ وقابل اعتراض باقی ہے!!

اسی طرح بعض لوگوں نے افغانستان کی سرزمین پر ہونے والی گزشتہ دو جنگوں (روس کے خلاف جنگ اور سقوط طالبان) پر ان احادیث کا انطباق کرنے کی بہت زیادہ سعی لا حاصل کی جن میں جنگ عظیم (الملحمة العظمى) کی پیشگوئی کی گئی ہے اور یہ دعویٰ کیا گیا کہ افغانستان کی سرزمین پر لڑنے والی ایک متحارب قوت مسلمان ہے اور جائے وقوع 'ٹیلوں والی سرزمین' یہی ہے......!

حالانکہ سقوط طالبان ہو یا روس کے خلاف جنگ افغانستان ، انہی احادیث کا یہ لازمہ ہے کہ وہ جنگ عظیم ابھی ختم نہ ہونے پائے گی کہ 'دجال اکبر' کا ظہور ہو جائے گا اور اس دورانیہ میں امام مہدی، اور حضرت عیسیٰ بھی نازل ہو چکے ہوں گے مگر فی الواقع روس (U-S-S-R) کے پاش پاش ہو جانے اور طالبان حکومت کے خاتمے کے باوجود آج تک خروج دجال ،ظہور مہدی یا نزول عیسیٰ میں سے کوئی نشانی بھی سامنے نہ آسکی جب کہ اس کے برعکس ملحد اور مخالفِ اسلام لوگوں کے اعتراضات ،ذخیرہ احادیث بلکہ

فی الحقیقت دین اسلام کی یقینی و قطعی حقیقت کو مشکوک بناتے رہے! حالانکہ نہ تو احادیث اور پیشگوئیوں کی صحت میں کوئی شک ہے اور نہ ہی ایسی فاسد و باطل تاویلات رکیکہ کی کوئی ضرورت ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمیں یہ جائزہ لینا ہے کہ اگر احادیث میں وارد شدہ پیش گوئیاں حالات کے ساتھ ساتھ وقوع پذیر نہیں ہوں گی تو پھر پیشگوئیاں چہ معنی دارد؟ بصورت دیگر دین اسلام مشکوک و مجروح ٹھہرا؟ حالانکہ یہ ہر دو پہلو ناممکن ہیں!

تیسری صورت میں اگر یہ فی الواقع بلا تاویل وتحریف ظہور پذیر ہوتی ہیں اور یقینی طور پر ایسا ہی ہوگا تو بحیثیت مسلمان ہمارے لیے کیا لائحہ عمل ہے؟ اس سلسلے میں تفصیلی بحث سے پہلے ہمیں چند ہدایات اور اصول وضوابط کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ مثلاً 'عقیدہ ایمان بالغیب کی حقیقت واصلیت' اور 'متشابہات' کی بحث وتفصیل کو اچھی طرح سمجھنا اَز حد ضروری ہے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ کچھ چیزوں کا تعلق ما بعد الطبیعاتی اُمور سے ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات وغیرہ ان میں کیفیت وماہیت کے حوالے سے رائے زنی کرنا درست نہیں جب کہ پیشگوئیوں کا تعلق دنیاوی امور سے ہے نا کہ مابعد الطبیعاتی اُمور سے۔ اس لیے ان میں رائے زنی اور ان کی تعیین میں بحث ومباحثہ تو جائز ہے مگر حقیقت ومجاز کے اصول وضوابط میں رہتے ہوئے۔ آئندہ سطور میں ہم ان تمام چیزوں کو بالترتیب ذکر کریں گے کہ جن کا تعلق ہمارے موضوع سے ہے اور آخر میں ان کا خلاصۂ بحث پیش کر کے کتاب کا آغاز کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

❶ عقیدہ ایمان بالغیب

بلا مبالغہ یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے دین کا اکثر و بیشتر بلکہ پوری بنیاد ہی غیب پر ایمان میں مضمر ہے۔ اگر ہم ان غیبی امور پر ایمان نہ لائیں یا ایمان لانے کے بعد کسی ایک غیبی امر کی بھی نفی کا رویہ اپنا لیں تو ہماری نجات نہیں ہو سکتی۔ نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ ایمان کی خبر دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر وتؤمن بالقدر خيره وشره"•

''(ایمان یہ ہے کہ) تو اللہ پر اس کے فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور تقدیر کے اچھے یا برے ہونے پر ایمان لے آ۔''

اب یہ چھ چیزیں ایمان کے لیے بنیادی ارکان ہیں اور ان چھ میں سے سب سے پہلے اللہ پر ایمان لانا شامل ہے، جب کہ ہم اللہ تعالیٰ کو بلا دیکھے اور محسوس کیے ایمان لے آتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کے فرشتوں میں سے کسی بھی فرشتے کو دیکھے بغیر ہم ان سب پر غیبی طور پر ایمان لے آتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے کسی نبیؑ اور رسولؑ کو نہیں دیکھا اور نہ ہی صحابہؓ کے علاوہ کسی مسلمان نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے لیکن اس کے باوجود ہم آپ کی رسالت واطاعت پر بلا چون وچرا ایمان لاتے ہیں۔

اسی طرح ہم قرآن مجید کو اللہ کی منزل کردہ سچی اور آخری کتاب تسلیم کرتے ہیں جبکہ ہم نے از خود اس کتاب کے نزول کا کوئی عینی مشاہدہ نہیں کیا بلکہ نبی کی تصدیق کی بنیاد ہی پر ہم اسے منزل من اللہ کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں تقدیر اور یوم آخرت

• [بخاری: ۵۰، مسلم: ۸]

بھی ہماری نگاہوں سے اوجھل ہیں لیکن ہم ان کے اوجھل و پوشیدہ ہونے کی بنیاد پر ان کی نفی نہیں کر سکتے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی صفات وعلامات کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن مجید کے بالکل آغاز ہی میں ارشاد فرمایا: ﴿ اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ﴾ ''جولوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں (اللہ سے ڈرنے والے وہی ہیں)'' (البقرۃ:۲:۲)

جب کہ اس کے برعکس ارکان ایمان میں سے کسی رکن کے بارے میں نفی یا تردید اور تشلیک کا اظہار کرنے والے کے بارے میں یہ وعید سنائی کہ: ﴿وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِیْدًا...... ﴾ (النساء:۱۳۶)

''جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

اس سے ثابت ہوا کہ جب کسی بھی شخص کے مسلمان ہونے کی بنیاد مذکورہ غیبی امور پر ایمان لانے میں مضمر ہے اور اس کا انحصار بھی محض اس بات پر ہے کہ سید الانبیاء وخاتم النبیین جناب حضرت محمد ﷺ نے ہمیں اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور آخرت وغیرہ پر ایمان لانے کا حکم دیا اور ہم آپ ﷺ کی اطاعت کرتے ہوئے ان سب غیبی امور پر ایمان لے آئے ہیں اب مسلمان ہونے کے ناطے یہ بھی ضروری ہے کہ حضور ﷺ کی بتائی ہوئی ان تمام پیش گوئیوں کی حقیقت پر بھی ایمان لایا جائے جن کا وقوع عملی طور پر عقل انسانی سے بعید معلوم ہوتا ہے مثلاً آپ کی خبر کے مطابق یاجوج وماجوج کے دنیا پر موجود ہونے اور اپنے ظہور سے پہلے انسانوں سے مخفی و پوشیدہ رہنے پر بھی بلا تاویل وتردید ایمان لایا جائے اور ایسا کوئی تشکیکی یا تنکیری اظہار واعتقاد نہ رکھا جائے کہ اگر یہ قوم (یاجوج ماجوج) دنیا پر موجود ہے تو پھر جغرافیہ دانوں سے غیب کیوں رہی ہے۔؟ حالانکہ جس طرح اللہ تعالیٰ یا فرشتوں کا انسانوں سے غیب ہونا ان کے معدوم ہونے پر

دلیل نہیں تو یاجوج ماجوج یا دجال وغیرہ کا انسانوں سے مخفی و پوشیدہ ہونا ان کے معدوم ہونے پر دلیل کیسے ہوسکتا ہے؟

لہٰذا دجال اور یاجوج ماجوج وغیرہ سے متعلقہ پیشگوئیوں کے بارے میں یہ عقیدہ پیش نظر رہے کہ انکا وجود دنیا پر موجود ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اسے ایک خاص مدت تک کے لیے لوگوں سے پردہ غیب میں رکھا ہے اور جب ان کا وقت آجائے گا تو اللہ تعالیٰ انہیں لوگوں کے سامنے کر دیں گے۔ نیز اسے اس مثال سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ بہت سے معدنی وسائل اللہ نے دنیا میں پھیلا رکھے ہیں اور جیسے جیسے ان کی ضرورت کا وقت آتا گیا اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان سے مطلع کرتے گئے حالانکہ یہی چیزیں دریافت سے پہلے لوگوں کی نگاہوں سے مخفی تھیں! (لكل أجل معلوم)

صرف اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہیں

غیب شہادت کی ضد ہے جس طرح باطن، ظاہر کی ضد ہے اور جب تک کوئی چیز باطن (مخفی) رہے گی اسے ظاہر سے موسوم نہیں کیا جاسکتا لیکن جب وہ چیز ظاہر ہو جائے گی تو پھر اسے باطن سے موسوم کرنا غلطی ہے۔ اسی طرح جب کوئی چیز غیب ہو تو اسے حاضر یا ظاہر قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن جب وہ ظاہر ہو جائے تو پھر اس پر غیب کا اطلاق نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا غیب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو انسانی حواس و ادراک سے مخفی ہو اور جب تک وہ چیز انسانی ادراک و احساسات سے پوشیدہ رہے گی اسے غیب ہی سے موسوم کیا جائے گا۔

کائنات میں بہت سی چیزیں انسانوں کے علم و احساس اور درک و شعور سے مخفی ہیں جنہیں بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی متعدد

آیات میں یہ بات واضح کر دی ہے کہ اس کے علاوہ کوئی ذات خواہ وہ معزز نبی ہو یا ولی ،فرشتے ہوں یا جن ،غیب کا علم نہیں رکھتی ۔جیسا کہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل چند ایک آیات سے ثابت ہوتا ہے۔

① ﴿وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لاَ يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ (الانعام:۵۹)

''اور اسی (خدائے واحد) کے پاس غیب کی چابیاں ہیں جنہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

② ﴿قُلْ لاَ يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل:۲۵)

(اے نبی!) آپ فرما دیں کہ جو (مخلوقات) آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے کوئی بھی غیب کا علم نہیں رکھتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

③ ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾ (الحجرات:۱۸)

''بلا شبہ اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کے غیب کا علم رکھتا ہے۔''

حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی ساری مخلوق ہمہ وقت روز روشن کی طرح ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے ظاہر و باطن اور ماضی، حال و استقبال سے ہمہ وقت آگاہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ظاہر و باطن کا خالق ہے اور خالق ہونے کی وجہ سے کوئی چیز بھی اس کے علم سے مخفی یا اوجھل نہیں۔ چونکہ بہت سی چیزیں انسانوں کے سامنے غیب کی حیثیت سے ہوتی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ ان کی اس کیفیت کے حوالے سے قرآن مجید میں اس طرح کا خطاب فرماتے ہیں کہ ''صرف میں غیب کو جانتا ہوں'' یعنی انسانوں کے لیے تو وہ 'غیب' ہیں لیکن اللہ کے لیے وہ غیب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اس 'غیب' کو اس لیے جانتے ہیں کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر اور روشن ہیں۔

کیا انبیاء عالم الغیب ہوتے ہیں؟

قرآن وحدیث کے واضح اور صریح دلائل کی روشنی میں یہی بات مبنی برحق ہے کہ انبیاء بھی عالم الغیب (غیب دان) نہیں ہوتے البتہ انبیاء کے غیب دان ہونے کا شبہہ اس بات سے ہوتا ہے کہ بسا اوقات انبیاء کسی ایسے واقعہ کی خبر دیتے ہیں جو 'غیبی' ہوتا ہے تو اسے بنیاد بنا کر کئی لوگ یہ دعویٰ کر دیتے ہیں کہ انبیاء عالم الغیب ہوتے ہیں حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں کیونکہ قرآن مجید میں صریح الفاظ میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی غیب دان نہیں۔ ◆

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حسب ضرورت کسی موقع پر کسی غیبی امر سے مطلع کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے اپنے انبیاء کو منتخب کر کے انہیں اس سے مطلع کرتے ہیں پھر انبیاء اپنی امتوں کو ان باتوں کی اطلاع دے دیتے ہیں، جیسے امور آخرت، احوال قیامت، جنت وجہنم وغیرہ سے متعلقہ امور ہیں۔ چونکہ یہ امور انسانیت کی اخروی ضرورت کی بنیاد ہیں اس لیے ان سے مطلع کرنے کا اللہ تعالیٰ کو کوئی نہ کوئی ذریعہ اختیار کرنا ہوتا ہے چنانچہ اس کار عظیم کے لیے اللہ تعالیٰ انبیاء کو منتخب فرماتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید کی درج ذیل دو آیتوں میں یہ بات بیان کی گئی ہے۔

① ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ﴾ (آل عمران:۱۷۹)

''اور نہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ تمہیں غیب سے آگاہ کر دے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کا چاہے انتخاب کر لیتا ہے اس لیے تم اللہ تعالیٰ اور اس کے

◆ تفصیل کے لیے دیکھیے: البقرۃ:۳۲، الانعام:۵۰، الاعراف:۱۸۸، الاحزاب:۶۳، النمل:۱۸، ۶۵، الحجرات:۱۸، الشوریٰ:۵۲ وغیرہا]

رسولوں پر ایمان رکھو۔''

② ﴿ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ﴾ (الجن: ۲۶،۲۷)

''وہ غیب کا جاننے والا اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ پسند کرے لیکن اس کے بھی آگے پیچھے پہرے دار مقرر کر دیتا ہے۔''

تیسری بات یہ ہے کہ جب تک انبیاء کو ان امور کی خبر نہیں پہنچی تھی، وہ ان سے بھی مخفی تھیں اور وحی الٰہی سے پہلے انہیں بھی عام انسانوں کی طرح ان چیزوں کے بارے میں کچھ علم نہیں تھا لیکن جب اور جس موقع پر، جن جن باتوں کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو فراہم کر دی تب سے اور صرف انہی چیزوں کے بارے میں انبیاء کو بھی علم ہو گیا۔ لیکن اس اطلاع سے انبیاء کے بارے میں یہ دعوی بھی نہیں کیا جاسکتا کہ اب وہ جزئی یا کلی طور پر عالم الغیب ہو گئے ہیں بلکہ اب وہ چیز غیب نہیں رہی بلکہ ظاہر ہو چکی ہے اور جو چیز ظاہر ہو جائے اسے غیب سے موسوم کرنا حماقت ہے!

مزید برآں انبیاء کو حکم ہے کہ وہ تبلیغی ذمہ داری کی وجہ سے ہر وحی کو آگے پہنچا دیں جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ:

﴿ يٰأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ﴾ (المائدۃ: ۶۷)

''اے رسول! جو کچھ بھی آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دیجئے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اللہ کا پیغام کما حقہ نہیں پہنچایا۔''

اس لیے انبیاء بلا استثناء ہر وحی کو لوگوں تک پوری ذمہ داری کے ساتھ پہنچا دیتے

ہیں جیسا کہ حشر و نشر، جنت و جہنم اور قیامت سے متعلقہ بہت سے غیبی امور سے ہمیں اس لیے واقفیت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے وحی الٰہی کے ذریعہ ان سے مطلع ہو کر ہمیں مطلع کر دیا۔ لہٰذا جس طرح ان غیبی امور سے مطلع ہونے کے باوجود ہم عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے اسی طرح انبیاء کو بھی عالم الغیب قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لیکن اگر انبیاء کے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ کیا جائے گا تو پھر لازم ہے کہ ہم سب بھی 'عالم الغیب' کہلانے کے مستحق ہوں لیکن یہ دونوں دعوے غلط ہیں!

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء عالم الغیب نہیں تھے مثلاً اگر حضرت آدم کو غیب کا علم ہوتا کہ ممنوعہ شجر کے پھل کھانے کی سزا جنت سے اخراج ہے تو وہ کبھی اس کا ارتکاب نہ کرتے! حضرت نوح علیہ السلام کو اگر غیب کا علم ہوتا کہ اپنے نافرمان مشرک بیٹے کی نجات کے سوال پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض ہوں گے تو حضرت نوح علیہ السلام اس کی نجات کا قطعاً سوال نہ کرتے۔ اسی طرح اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام غیب دان تھے تو پھر ان سے آزمائشوں اور امتحانوں کا کیا فائدہ؟ اگر وہ غیب دان ہوتے تو فرشتوں کو انسان سمجھ کر بھنا ہوا بچھڑا کیوں لے آئے؟؟

اسی طرح اگر حضرت لوط علیہ السلام کو اگر غیب کا علم تھا تو وہ حسین لڑکوں کی شکل میں آنے والے فرشتوں کو کیوں نہ پہچان پائے؟ اسی طرح اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام غیب دان تھے تو اپنے عصا کے (پہلی مرتبہ) سانپ بننے سے خائف کیوں ہوئے؟ اور اگر انہیں علم ہوتا کہ میرے گھونسا مارنے سے ایک آدمی مر جائے گا تو وہ اسے گھونسا مار کر بعد میں پریشان نہ ہوتے؟ اسی طرح دیگر کئی مثالیں قرآن مجید میں موجود ہیں لہٰذا انبیاء کو غیب دان سمجھنا حماقت اور قرآن مجید سے لاعلمی کی علامت ہے۔

سید الانبیا حضرت محمد ﷺ بھی عالم الغیب نہیں تھے

حضور ﷺ نے ہمیں قیامت کی بہت سے علامات سے آگاہ کیا ہے اور بہت سے غیبی اور پیش آمدہ امور کی خبریں دی ہیں لیکن ان پیشگوئیوں کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ آنحضرت ﷺ غیب دان تھے بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ دیگر انبیاء کی طرح آپ بھی عالم الغیب نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب چاہتے حسبِ ضرورت اور حسب موقع آپ کو ماضی یا مستقبل کے کسی غیبی واقعہ سے مطلع کر دیتے اور آپ ﷺ اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے اسے مِن وعَن اپنی امت کو پہنچا دیتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلاً مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ (المومن: ۷۸)

''یقیناً ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں جن میں سے بعض کے واقعات ہم آپ کو بیان کر چکے ہیں اور ان میں سے بعض کے (قصے) تو ہم نے بیان ہی نہیں کیے اور کسی رسول کا یہ (مقدور) نہ تھا کہ کوئی معجزہ اللہ کی اجازت کے بغیر لا سکے۔''

اس سے ثابت ہو کہ جس طرح کچھ رسولوں اور نبیوں کے احوال وواقعات سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مطلع کیا اور آپ ﷺ نے بذریعہ قرآن وحدیث انہیں مِن وعَن ہم تک پہنچا دیا اسی طرح بہت سے انبیاء ورسل کے واقعات سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مطلع نہیں کیا اسی لیے قرآن وحدیث میں چند انبیاء کے سوا بے شمار انبیاء کا تذکرہ اور احوال وواقعات موجود نہیں ہیں۔ اس لیے حضور ﷺ کی کسی غیبی اطلاع کی بنیاد پر آپ ﷺ کو ما کان وما یکون کا عالم الغیب قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اسی طرح بے شمار واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور عالم الغیب نہیں تھے مثلاً اگر آپ عالم الغیب ہوتے

تو پہلی مرتبہ جب جبریل امین علیہ السلام وحی لے کر غار حرا میں تشریف لائے تو آپ ﷺ ان سے خائف اور حراساں و پریشان نہ ہوتے لیکن امر واقعہ اس کے برعکس ہے۔ اسی طرح جب حضرت عائشہؓ کے خلاف زنا کی تہمت لگی اور آپ ﷺ مہینہ بھر پریشان اور حقیقت حال سے آگاہی کے لیے وحی الٰہی کے منتظر رہے لیکن اگر آپ غیب دان ہوتے تو اتنی پریشانی کیوں اٹھاتے؟

اگر آپ عالم الغیب ہوتے تو ایک یہودن (عورت) کی دعوت پر زہر آلود گوشت کیوں تناول کیا بلکہ کھانے سے پہلے ہی سب صحابہ ؓ کو مطلع کر دیتے کہ یہ زہر آلود ہے لیکن آپ ﷺ ایک نوالہ لے چکے تھے اس کے بعد وحی آ گئی اور آپ ﷺ نے صحابہ ؓ کو منع کیا اور اسی زہریلے گوشت کی تکلیف سے آپ نے پچھنے لگوائے اور وفات تک آپ ﷺ اس کے زہر کی تکلیف سے بوجھل رہے۔ •

قرآن مجید کا فیصلہ

﴿قُلْ لَّآ أَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلاَ أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلاَ أَقُوْلُ لَكُمْ إِنِّىْ مَلَكٌ إِنْ أَتَّبِعُ إِلاَّ مَا يُوْحٰى إِلَيَّ﴾ (الانعام: ۵۰)

(اے نبی ﷺ!) آپ فرمادیں کہ میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ ہی میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف اس چیز کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

• [ابوداود، البخاری]

❷ متشابہات، اسماء وصفات اور پیشگوئیوں کی بحث

یہ لفظ ش ،ب ، ہ (شبہ) سے مشتق ہے یعنی دو ایسی چیزیں جو باہمی طور پر ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہوں جس طرح قرآن مجید میں ہے کہ اہل جنت کو اس طرح کے پھل اور میوہ جات سے نوازا جائے گا جن سے ملتے جلتے (متشابہہ) وہ دنیا میں کھاتے رہے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا قَالُوا هٰذَا الَّذِىْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَاُتُوا بِهٖ مُتَشَابِهًا﴾ (البقرۃ:۲۵)

''جب کبھی وہ پھلوں کا رزق دیئے جائیں گے اور ہم شکل (میوہ جات) لائے جائیں گے تو کہیں گے کہ یہ وہی ہے جو ہم اس سے پہلے دیئے گئے تھے حالانکہ انہیں اس کے مشابہ دیا جائے گا۔''

متشابہات کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں:

① ایسے الفاظ وکلمات جن کے مجرد معنی بھی ہم نہیں جانتے جیسے قرآنی سورتوں کے آغاز میں حروف مقطعات (الم ،حم ،ق وغیرہ) کا استعمال ہے۔ اگرچہ بعض لوگ ان حروف کے فرضی معنی پیش کرتے ہیں لیکن یہ محض تکلف ہے اس لیے کہ جب آنحضرت ﷺ نے ان کے کوئی معنی بیان نہیں فرمائے اور نہ ہی صحابہ کرامؓ نے ان میں رائے زنی کی کوشش کی تو پھر ہمیں اٹکل پچو لگانے کی کیا ضرورت ہے؟

امام قرطبی اپنی تفسیر میں حروف مقطعات کے سلسلے میں رقمطراز ہیں کہ

''عامر شعبیؒ ،سفیان ثوریؒ اور محدثین کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ یہ (حروف)

قرآن مجید میں اللہ کا راز ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ہر کتاب میں ایسا کوئی نہ کوئی راز رہا ہے حالانکہ یہ متشابہات کی اس قسم سے تعلق رکھتے ہیں جن کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے لہٰذا ان میں رائے زنی درست نہیں البتہ ہم ان پر ایمان لاتے ہیں اور اسے من وعن تلاوت کرتے ہیں اور یہی قول حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب (وغیرہ) سے بھی مروی ہے'' •

② ایسے الفاظ وکلمات جن کا مجرد معنی اور ظاہری مفہوم تو ہم فوری طور پر سمجھ لیتے ہیں لیکن ان کی کنہ وحقیقت ان کے واقعاتی طور پر منصۂ شہود پر آ جانے سے پہلے ہم سمجھ نہیں سکتے لیکن اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ ایسے امور کا انکار کر دیا جائے بلکہ یہ امور جیسے جیسے ظاہر ہوں گے ویسے ویسے ان سے متعلقہ ظاہری کیفیت ہی حقیقت کا روپ دھار لے گی۔ اس قسم میں ما بعد الطبیعاتی امور مثلاً اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات اور بعض طبیعاتی امور مثلاً پیشگوئیاں وغیرہ شامل ہیں۔ اللہ کے اسماء وصفات اور بالخصوص پیش گوئیوں سے متعلقہ امور کو سمجھنے کے لیے الفاظ کی دلالت اور حقیقت ومجاز کی بحث کو مدنظر رکھنا از حد ضروری ہے۔لہٰذا اصول فقہ اور علم البلاغہ کی روشنی میں پہلے حقیقت ومجاز پر بالاختصار بحث کی جاتی ہے۔

❶ حقیقت ومجاز کی بحث

حقیقت کیا ہے؟ اصول فقہ کی کتابوں میں حقیقت کی تعریف اس طرح پیش گئی ہے کہ 'الحقیقة هي اللفظ المستعمل فيما وضع له'•• یعنی جب کسی لفظ کو اس کے موضوع لہ (یعنی جس معنی کے لیے وہ لفظ وضع کیا گیا ہو) میں استعمال کیا

• [(تفسیر احکام القرآن للقرطبی (ص ۱۹۹ ج ۱)]

•• [الوجیز ص ۳۳۱]

جائے تو وہ لفظ اس معنی کے لیے حقیقت کہلاتا ہے۔

حقیقت کی تین اقسام ہیں:

❶ حقیقت لغویہ ❷ حقیقت شرعیہ ❸ حقیقت عرفیہ

بلا قرینہ صارفہ ہر لفظ دائمی طور پر انہی تین قسموں میں سے کسی ایک میں حقیقی طور پر استعمال ہوگا مثلاً شمس وقمر لغت کے اعتبار سے اجرام فلکی کے لیے وضع کیے گئے ہیں لہٰذا ان سے مراد حقیقی طور پر شمس وقمر ہی ہوگا۔ اسی طرح پیش گوئیوں کے ضمن میں بعض احادیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے، خزانے تقسیم کریں گے تو اس میں خنزیر سے مراد وہ جانور (سور) ہے جس کے لیے لغت نے یہ لفظ وضع کیا ہے اور مال ودولت سے مراد خزانہ ہے لہٰذا اس سے یہ مراد لینا کہ عیسیٰ علیہ السلام 'صفت خنزیری' یعنی بے حیائی وغیرہ کو ختم کریں گے یا خزانوں سے مال ودولت جو ان کا حقیقی مفہوم ہے، اس کی بجائے صرف 'روحانی خزائن' مراد لینا غلط ہے جیسا کہ مرزائی حضرات یہ تاویلات کرتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ وہ بے حیائی وغیرہ کو ختم نہیں کریں گے بلکہ وہ نبی ہونے کے ناطے بے حیائی کو بھی ختم کریں گے اور ان کی بدولت روحانیت بھی خوب پھیلے گی مگر خنزیر کا قتل اور مال ودولت کی فراوانی بھی مستقل طور پر ان احادیث سے ثابت ہے جنہیں حقیقت پر محمول کیا جائے گا۔

اسی طرح شریعت نے صلاۃ (نماز) کو مخصوص عبادت کے لیے اور 'جزیہ' کو مخصوص اصطلاح میں استعمال کیا ہے لہٰذا ایسے الفاظ کے لیے شریعت کی اصطلاح ہی حقیقی سمجھی جاتی ہے لہٰذا حضرت عیسی علیہ السلام کا جزیہ موقوف کرنے کا حقیقی اور صحیح معنی یہی متصور ہوگا کہ وہ غیر مسلموں کے ساتھ اسلام یا جنگ یہی دو صورتیں پیش کریں گے اور 'جزیہ' کی صورت کو نبی ﷺ ہی کی حدیث کے مطابق ختم کر دیں گے لہٰذا اس جزیہ کا کوئی

اور معنی مراد لینا غلط ہے۔

مجاز کیا ہے؟

اصول فقہ میں مجاز سے مراد "هو اللفظ المستعمل فی غیر ما وضع له لعلاقة بینهما وقرینة تمنع ارادة المعنی الحقیقی للفظ "•

یعنی جب کسی لفظ کو اس کے موضوع لہ کے سوا کسی اور معنی کے لیے استعمال کیا جائے مگر دوسرے معنی کو پہلے (حقیقی) معنی سے کوئی ربط ومناسبت ہو یا پہلا (حقیقی) معنی مراد لینا محال ہو تو اس (دوسرے معنی) کو مجاز یا مجازی معنی قرار دیا جاتا ہے۔ جیسے کسی انسان کو شیر یا گدھا قرار دینا یعنی حقیقت میں تو وہ انسان ہے شیر یا گدھا (جانور) نہیں۔ کیونکہ وہ عام انسانوں ہی کی طرح ایک انسان ہوتا ہے اس کی جسمانی ساخت اور حلیہ شیر یا گدھے جیسا نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کی دم یا چار ٹانگیں ہیں لیکن اس کے باوجود کسی انسان کو شیر یا گدھے سے اس لیے موسوم کر دیا جاتا ہے کہ اس میں مذکورہ حیوانوں میں سے کسی ایک حیوان کے اوصاف یعنی وصف حماقت یا وصف شجاعت لازمی طور پر موجود ہوں گے اور اسی خصلت مشترکہ کی وجہ سے اسے حیوان مفترس یعنی شیر یا پھر گدھے سے موسوم کر دیا جاتا ہے۔

حقیقت ومجاز کی بحث میں اصولی اور متفقہ مسئلہ یہی ہے کہ لفظ کو ہمیشہ اس کے حقیقی معنی پر محمول کیا جائے گا الا یہ کہ کسی جگہ حقیقی معنی مراد لینا متعذر و ناممکن ہو یا حقیقی معنی متروک ہو چکا ہو تو ایسی صورتوں میں اس کے مجازی معنی کا اعتبار کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں کسی لفظ کا ایک وقت میں حقیقت ومجاز میں سے ایک ہی معنی پر اطلاق ہو گا۔ (تفصیل کے لیے اصول فقہ کی کتب ملاحظہ فرمائیے)

• [ایضاً]

کتاب وسنت کی تعبیر کے سلسلہ میں مذکورہ بحث فیصلہ کن اہمیت رکھتی ہے اگرچہ اس وقت اس بحث کی تفصیلات کا احاطہ ممکن نہیں لیکن حقیقت ومجاز کی مذکورہ بنیاد ہی اگر سمجھ آجائے تو بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔عصر حاضر میں پیش گوئیوں کے سلسلہ میں سب سے زیادہ بگاڑ اسی اصول کے غلط استعمال کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔آپ دیکھ لیں کہ اخبارات ،صحائف وجرائد ہر جگہ مجازی معانی ومفاہیم کا کثرت سے استعمال ہے حالانکہ کثرت کا اصل استحقاق حقیقی معانی کو حاصل ہونا چاہیے کیونکہ مجاز تو اضطراری صورتوں میں فائدہ دیتا ہے اور قواعد واحکامات میں اضطرار شاذ ونادر ہوتا ہے اکثر وبیشتر نہیں! لیکن بہت سے لوگ دجال (متعین فرد) سے مراد دجالی قوتیں (امریکہ اسرائیل وغیرہ)، مہدی (فرد خاص) سے مراد ہر مصلح کو سمجھتے ہیں حالانکہ قرائن وعلامات کے بغیر مجازی معنی مراد لینا بہت بڑی غلطی ہے۔

صحابہ کرام ﷺ الفاظ کو حقائق پر محمول کر کے ان کے حقیقی معنی اخذ کیا کرتے تھے اور حقیقت کا استعمال اس کثرت سے کرتے تھے کہ بسا اوقات مجازی مفہوم کو بھی غلطی سے حقیقی مفہوم سمجھ لیتے تھے لیکن غلط فہمی کی نشاندہی پر فوراً صحیح صورتحال کو اپنا لیتے تھے۔چونکہ صحابہ کرام ﷺ نے حضور ﷺ سے سارا دین اسلام حقائق کے لبادہ ہی میں اخذ کیا ہے اس لیے اس کی بجائے میں چند ایک ایسی مثالیں پیش کرتا ہوں جن سے یہ ثابت ہوتا کہ صحابہ کرام ﷺ حقیقی معانی کا اس کثرت سے استعمال کرتے تھے کہ بسا اوقات مجاز کو بھی حقیقت سمجھ لیتے تھے مثلاً

① حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعض بیویوں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ہم میں سے سب سے پہلے (آخرت میں) کون آپ سے ملاقات کرے گی؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا 'أطولكن يدا' جس کے ہاتھ سب

سے زیادہ لمبے ہوں گے تو ازواج مطہرات نے لکڑی (کانے) سے اپنے اپنے ہاتھوں کو ناپنا شروع کر دیا تو حضرت سودہ ان میں سب سے لمبے ہاتھوں والی نکلیں ہم نے بعد میں سمجھا کہ لمبے ہاتھوں والی سے آپ ﷺ کی یہ مراد تھی کہ جو صدقہ زیادہ کرنے والی ہوگی اور وہ (حضرت زینبؓ) ہم سب سے پہلے نبی کریم ﷺ سے جا کر ملیں اور صدقہ کرنا انہیں بڑا محبوب تھا۔ •

حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اس حدیث کی شرح میں یہ ثابت کیا ہے کہ "امہات المؤمنین میں سے حضور ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا...... اسی پر اہل سیر کا اتفاق ہے اور جن روایات میں حضرت سودہؓ کا نام ہے ان میں راوی سے بھول ہوئی ہے۔

بہر صورت مذکورہ روایت میں یہ الفاظ "اطولکن یدا" قابل غور ہیں کہ سب اُمہات المؤمنین نے انہیں حقیقی مفہوم کے مطابق خیال کیا اور لکڑی کے ساتھ اپنے ہاتھ ماپنے شروع کر دیئے لیکن جس کے ہاتھ سب سے لمبے تھے اس سے پہلے ایک دوسری زوجہ حضرت زینبؓ کی وفات ہونے پر انہیں معلوم ہوا کہ ان الفاظ سے حقیقی معنی مراد نہیں تھا بلکہ اس سے حضور ﷺ کی مراد مجازی تھی کہ جو صدقہ زیادہ کرنے والی ہو گی اس کی وفات میرے بعد سب سے پہلے ہو گی، چنانچہ فی الواقع ایسا ہی ہوا اور حضرت زینب دیگر امہات المؤمنین سے زیادہ صدقہ خیرات کرتی تھیں اور وہی اس حدیث کی مصداق ٹھہریں۔

② حضرت عدی بن حاتمؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ "کھاؤ اور

• [(بخاری، کتاب الزکاۃ ۱۴۲۰)]

پیو تاوقتیکہ تمہارے لیے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے'' تو میں نے ایک سیاہ اور ایک سفید دھاگہ لیا اور انہیں اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا اور رات بھر انہیں دیکھتا رہا، لیکن (ان کے رنگ) مجھ پر ظاہر نہ ہوئے، جب صبح ہوئی تو میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے تو رات کی تاریکی (صبح کاذب) اور دن کی سفیدی (صبح صادق) مراد ہے۔ •

اس روایت سے بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام حقیقی معنی ومفہوم کو کس کثرت سے استعمال کرتے تھے اگرچہ یہاں سیاہ وسفید دو دھاگوں سے رات اور دن کی طرف اشارہ تھا لیکن عدی بن حاتمصاور دیگر کئی صحابہ نے حقیقی دھاگے سمجھ کر انہیں اپنے تکیوں کے نیچے اور بعض نے اپنے پاؤں میں باندھ لیے لیکن حضور ا کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ ان دھاگوں سے مجازی طور پر صبح کاذب وصبح صادق مراد ہے

❷ اسماء وصفات کی بحث

ارشاد باری تعالیٰ ہے:﴿وَلِلّٰهِ الاَسْمَاءُ الْحُسنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوْا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْ أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ (الاعراف:۱۸۰)

''اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں لہٰذا ان ناموں سے اللہ تعالیٰ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے قطع تعلق اختیار کرو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں ان لوگوں کو ان کے اعمال (بد) کی قرار واقعی سزا دی جائے گی۔''

ان اچھے ناموں سے مراد ایسے نام (اسماء) ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی قدرت وطاقت، عظمت وجلال اور مختلف صفات کا اظہار ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے،

• [(بخاری: کتاب الصیام، ۱۹۱۶)]

سمیع وبصیر ہے۔ عالم وخالق ہے، عرش پر مستوی ہے، آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے وغیرہ ۔اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات ان ما بعد الطبیعاتی امور میں شامل ہیں جن کی کنہ وحقیقت ہم نہیں جانتے اور نہ ہی انہیں طبیعاتی امور پر قیاس کر کے ہمیں رائے زنی کی اجازت ہے اس لیے ان پر بلا تشبیہ وتعطیل اور بلا تاویل وتکییف ایمان لانا ضروری ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ چہرے اور پنڈلی وغیرہ کا ذکر فرمایا ہے ۔اب ہم ان الفاظ کے ظاہری معانی پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہاتھ سے مراد فی الواقع ہاتھ ہے نہ کہ قدرت (جو ہاتھ (ید) کا مجازی معنی ہے) پھر اس ہاتھ کو عام انسانی ہاتھ پر قیاس کرنا اور اس کی کیفیت بیان کرنا درست نہیں اور نہ ہی یہ درست ہے کہ ہاتھ کا مطلق انکار کر دیا جائے اسی طرح بقیہ صفات کا معاملہ ہے۔

اسماء وصفات اور جمہور علماء

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''ائمہ سلف کا (اسماء وصفات میں) مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو بعینہ اسی طرح بیان کیا جائے جس طرح خود اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول محمد ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔ان میں تحریف (مختلف تاویلات باطلہ) تعطیل (انکار مطلق) تمثیل (مخلوق سے مشابہت) اور تکییف (حالت وماہیت) کو دخل نہ دیا جائے ...... خالق بنسبت مخلوق کے زیادہ فصیح وبلیغ ہے لہٰذا اس کے مقابلے میں مخلوق کی فصاحت وبلاغت کو بالائے طاق رکھا جائے۔''•

• [(الفتاوی الحمویۃ ص ۱۶)]

امام ابوحنیفہؒ

ابو مطیع بلخی (صاحب فقہ اکبر) فرماتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہؒ سے پوچھا وہ شخص کیسا ہے جو کہے میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے یا زمین میں! فرمایا کہ وہ کافر ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا' رحمان عرش پر مستوی ہے'' اور اس کا عرش آسمانوں پر ہے۔ میں نے کہا کہ وہ اقرار کرتا ہے کہ اللہ عرش پر ہے مگر اس کے عرش کے متعلق علم نہیں کہ وہ آسمان میں ہے یا زمین میں، فرمایا جب اس نے عرش کے آسمان پر ہونے کا انکار کر دیا تو گویا وہ کافر ہے۔ •

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ چہرہ اور وجود قرآن مجید کی رو سے ثابت ہے اور یہ اللہ کی صفات میں شامل ہیں۔ جن کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہاتھ سے مراد اللہ کی قدرت یا نعمت ہے کیونکہ اس طرح صفت باری تعالیٰ کا انکار لازم آتا ہے اور اس طرح تاویل کرنے والے قدریہ اور معتزلہ (وغیرہ) ہیں •• امام ابوحنیفہ سے صفات باری تعالیٰ کے متعلق سوال ہوا تو انہوں نے فرمایا انہیں (بلا تاویل ومجاز) ظاہری معنی پر محمول کیا جائے گا۔ •••

امام مالکؒ

جعفر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی امام مالکؒ کے پاس آیا اور کہا (اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى) 'اللہ عرش پر مستوی ہے' اس استواء کی کیفیت کیا ہے؟ جعفر فرماتے ہیں کہ اس سوال پر امام مالکؒ سخت غضبناک ہوئے حتی کہ پسینے سے

• [(کتاب العلو للذہبی ص ۱۲۶، الفتوی الحمویۃ ص ۳۷)]

•• [(الفقہ الاکبر مع الشرح ص ٦٦)]

••• (ایضا)

شرابور ہو گئے پھر جب غصہ رخصت ہوا تو جواب دیا "الكيف غير معقول والاستواء من غير مجهول والايمان به واجب والسوال عنه بدعة" ''اللہ کا مستوی علی العرش تو ثابت ہے مگر استواء کی کیفیت غیر معقول ہے اس لیے استوا علی العرش پر ایمان لانا ضروری ہے جب کہ اس (کی کیفیت و ہیئت) کے متعلق سوال کرنا بدعت ہے پھر کیا مجھے لگتا کہ تم گمراہ ہو اور اسے (مجلس سے) نکال باہر کیا۔''•

امام شافعیؒ

امام شافعیؒ اپنا عقیدہ ذکر کرتے ہیں کہ ''میرا عقیدہ اور جن علماء کو میں نے دیکھا مثلاً سفیانؒ اور مالکؒ وغیرہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ آسمانوں پر عرش پر ہے جس طرح چاہتا ہے اپنی مخلوق کے قریب ہوتا ہے جس طرح چاہتا ہے آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔''••

امام احمد بن حنبلؒ

حنبل بن اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم بلا تردید اللہ کی ان صفات پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی تصدیق کرتے ہیں کیونکہ یہ صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔•••

•[کتاب الاسماء والصفات ۴۰۸، حسن سندہ ابن حجر فی الفتح ۴۰۶/۱۳، الفتاوی ۳۶۵/۵، اُصول الاعتقاد للالکائی ۳۹۸/۳، کتاب العلو الذهبی ص ۱۶۶/۷]

••[مختصر الصواعق المرسلة لابن القیم (۲۷۴/۲)، کتاب العلو (۱۳۲) نیز الفتاوی الحمویة (۴۲)، الاسماء والصفات للبیهقی (۲۹۲) میں بھی اللہ تعالیٰ کے آسمان پر موجود ہونے کا عقیدہ امام شافعیؒ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔]

•••[مختصر الصواعق ۲۵۲/۲)، اصول الاعتقاد (۴۵۳/۲) اسی طرح امام احمد سے اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کی روایات بھی مروی ہیں کتاب العلو (۱۳۵)، طبقات الحنابلة ۴۲۱/۱ وغیرہ]

محمد بن حسن فرماتے ہیں مشرق ومغرب کے فقہاء کا اس مسئلہ پر متفقہ ایمان ہے کہ قرآن وحدیث میں اللہ تعالیٰ کی جس قدر صفات مذکور ہیں انہیں بلا تاویل وتشبیہ مانا جائے اور جس شخص نے صفات باری تعالیٰ میں اپنی تفاسیر کو دخل دیا گویا اس نے سنت کی خلاف ورزی کی اور جماعت اہل سنت سے خارج ہو گیا......•

مذکورہ بحث کا ملخص یہ ہے کہ مسئلہ اسماء وصفات میں مجاز اور تاویل کی قطعاً گنجائش نہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے اوصاف اور اسماء کو بیان کیا اس طرح نبی علیہ السلام نے بیان کیا اور اسی طرح صحابہ کرام ﷺ، تابعین وائمہ سلف نے ان صفات کو بلا تاویل وتمثیل نقل کر دیا۔ لہٰذا قرآن وسنت میں مروی صفات باری تعالیٰ (ہاتھ چہرہ ،پنڈلی، ذات ،نزول وصعود، سماعت وبصارت، استواء علی العرش ،نزول من العرش وغیرہ) کو ان کے ظاہری اور حقیقی معنی پر محمول کیا جائے گا جس میں تحریف وتاویل تمثیل وتجسیم، تکییف وتشبیہ کو مطلق دخل نہیں اور ظاہری سے مجازی معنی پر محمول کرنے والے اولین گروہ میں معتزلہ جہمیہ (جعد بن درہم) وغیرہ تھے جنہوں نے بالواسطہ یہود، مشرکین و صابئین سے تعلیم حاصل کی اور غلط نظریات کو مسلمانوں میں شائع کیا۔ ••

مذکورہ بحث سے یہ واضح ہوا کہ اسماء وصفات اگرچہ متشابہات کی اس قسم میں سے ہیں جن کے مجرد معنی ہم جانتے ہیں یعنی اللہ کا ہاتھ (ید)، چہرہ (وجہ) اور پنڈلی وغیرہ جیسے الفاظ کو تو ہم پہنچانتے ہیں لیکن ان الفاظ کی کیفیت وماہیت (کہ اللہ کا ہاتھ اور چہرہ وغیرہ انسانوں کے ہاتھ اور چہرے ہی کی مانند ہے یا اس کی کوئی اور شکل وصورت ہے) کے متعلق ہم اس وقت تک کوئی رائے زنی نہیں کر سکتے تا آنکہ ہم ان چیزوں کا مشاہدہ

• (اصول الاعتقاد ۲/۴۳۳)

••(الفتوی الحمویۃ ص ۱۳)

کر لیں اور اہل ایمان کے لیے یہ مشاہدہ آخرت میں ہوگا (ان شاء اللہ) لہٰذا اس دنیا میں ہمیں اسماء وصفات کے ظاہری الفاظ پر سکوت کرنا چاہیے۔ البتہ اسماء وصفات اور اخبارِ غیب (پیشگوئیوں) میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ اسماء وصفات کا تعلق اللہ تعالیٰ (اور مابعد الطبیعاتی امور) سے ہے جسے بشری صفات (اور دنیاوی امور) پر چسپاں نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن پیشگوئیوں کا تعلق اسی مادی دنیا کے مکینوں کے ساتھ ہے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی وغیرہ بھی عام انسانوں جیسی شکل وشباہت کے حامل، کھانے پینے اور ضروریات زندگی کے محتاج ہوں گے۔ کوئی مافوق الفطرت مخلوق نہیں ہوں گے۔ اسی لیے حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عروۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی سے تشبیہ دی۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اسماء وصفات کی انسانوں کے ساتھ اس طرح تشبیہ نہیں دی جا سکتی اور نہ ہی اسماء وصفات کے سلسلہ میں کسی تاویل وتکییف یا قیاس وتمثیل کی گنجائش ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی اچھی مثال دی جا سکتی ہے۔ وللہ المثل الاعلیٰ

❸ پیش گوئیوں کی حقیقت

پیش گوئیوں سے مراد حضور ﷺ کی وہ اخبارِ غیب ہیں جو آپ نے بغیر مادی وسائل کے محض وحی الٰہی کی بنیاد پر لوگوں کو فراہم کیں لیکن اس سے یہ کشید نہیں کیا جا سکتا کہ آپ ﷺ عالم الغیب تھے جیسا کہ ہم دلائل کے ساتھ واضح کر چکے ہیں کہ عالم الغیب صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ذات ہے البتہ اللہ تعالیٰ جب چاہیں اپنے انبیاء کی حسب ضرورت مختلف غیبی اور باطنی امور سے بھی مطلع کر دیتے تھے۔

اخبارِ غیب اور پیش گوئی میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے یعنی ہر پیشگوئی خبر غیب تو ہے مگر ہر خبر غیب پیشگوئی نہیں کیونکہ پیشگوئی مستقبل کے ساتھ خاص ہے جب کہ

خبر غیب ماضی، حال اور استقبال تینوں کو شامل ہے مثلا

خبر ماضی

اس میں وہ احوال واخبار شامل ہیں جو آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے ماضی قریب یا ماضی بعید میں وقوع پذیر ہو چکے تھے مگر آپ نے بلا مادی وظاہری اسباب کے محض وحی الٰہی کے ساتھ ان سے مطلع کیا جیسے مختلف انبیا اور اقوام وملل کے احوال وواقعات وغیرہ ہیں۔قرآن مجید میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔مثلاً گذشتہ بہت سے انبیاء کے واقعات اور ان کی امتوں کے احوال وغیرہ کے متعلق آنحضرت ﷺ نے وحی کے ذریعے ہمیں مطلع کیا جن میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ،جنت میں دخول پھر وہاں سے خروج وغیرہ سے متعلقہ واقعات شامل ہیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام ،حضرت موسیٰ علیہ السلام ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تفصیلی واقعات بھی ان میں شامل ہیں۔اسی طرح بعض اہل کتاب کے سوالات پر آپ ﷺ نے ذوالقرنین (اور اصحاب کہف وغیرہ) کے واقعات پر روشنی ڈالی۔انہیں غیبی واقعات کے پس منظر میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

﴿تِلْکَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَا إِلَیْکَ مَا کُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلاَ قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا﴾ (ہود:۴۹)

’’یہ غیب کی خبریں ہیں جنہیں ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں اور نہ تو اس (وحی) سے پہلے انہیں جانتا تھا اور نہ ہی تیری قوم۔‘‘

خبر حال

اس میں وہ احوال وواقعات شامل ہیں جو حضور ﷺ کی زندگی (بعد البعثت) میں پیش آئے اور آپ ﷺ نے بلا اسباب وذرائع (Media) کے محض وحی الٰہی کی بنا

پر ان کی خبر دی مثلاً غزوہ موتہ کے حوالہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

"أن النبی نعی زیدا وجعفرا وابن رواحة للناس قبل أن یاتیهم خبرهم فقال: أخذ الرایة زیدا فأصیب ثم أخذ جعفر فأصیب ثم أخذ ابن رواحة فأصیب وعیناه تذرفان حتی أخذ الرایة سیف من سیوف الله حتی فتح الله علیهم" •

''حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر اس وقت صحابہ کو دے دی تھی جب کہ ابھی ان کے متعلق کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ آپ ﷺ فرماتے جارہے تھے کہ اب زید رضی اللہ عنہ جھنڈا اٹھائے ہوئے ہیں، اب وہ شہید کر دیئے گئے ہیں اور اب ابن رواحہ نے جھنڈا اٹھا لیا ہے وہ بھی شہید کر دیئے گئے ہیں جب کہ آنحضرت ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (پھر فرمایا کہ اب) بالآخر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔''

حضور ﷺ اس غزوہ میں شریک نہیں تھے بلکہ حضور ﷺ مدینہ میں اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے ہوئے انہیں مدینہ سے کوسوں دور مقام موتہ میں ہونے والے معرکے کی پل پل کی خبریں براہ راست سنا رہے ہیں لیکن اس کی بنیاد سیٹلائٹ سسٹم، پرنٹ میڈیا یا کسی مصنوعی سیارہ سے رابطہ نہیں تھا بلکہ محض وحی الٰہی اور اللہ مالک الملک سے رابطہ تھا۔

خبر استقبال

اس میں ایسے احوال وواقعات شامل ہیں جو ❶ عہد نبوی میں مستقبل قریب یا ❷ حضور ﷺ کے بعد پیش آتے رہے یا ❸ مستقبل بعید تا قیامت وقوع پذیر ہوتے رہیں

• [(بخاری: ۴۲۶۲)]

گے۔ ان تینوں کی بالترتیب مثالیں درج ذیل ہیں۔

① جنگ خیبر کے موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ

"لأعطين هذه الراية غدا رجلا يفتح الله على يديه يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله "•

''کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائیں گے اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت رکھتے ہیں۔''

پھر آپ نے وہ جھنڈا حضرت علی ؓ کو دیا اور آپ ﷺ کی پیش گوئی کے عین مطابق دوسرے روز ہی خیبر فتح ہو گیا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے جنگ بدر کے موقع پر آغاز معرکہ سے قبل یہ پیشگوئی فرمائی کہ فلاں فلاں کافر فلاں فلاں جگہ پر واصل جہنم ہوگا اور آپ کی پیشگوئی چند لمحات میں ہی پوری ہو گئی۔ ••

ایک عیسائی نے اسلام قبول کیا پھر وہ اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گیا اور نبی ﷺ پر الزام تراشی کرنے لگا، آپ نے پیشگوئی فرمائی کہ تجھے زمین قبول نہیں کرے گی اور من وعن ایسا ہی ہوا کہ اس کی وفات کے بعد لوگوں نے اسے دفن کیا، صبح ہوئی تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا، عیسائیوں نے سوچا کہ یہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چنانچہ دوسری مرتبہ انہوں نے خوب گہری زمین میں اسے دفن کیا مگر صبح کو پھر زمین نے اسے باہر پھینک دیا حتیٰ کہ کئی روز اس طرح ہوتا رہا اور وہ عیسائی سمجھ گئے کہ (یہ اللہ کا عذاب ہے) کسی انسان کا کام نہیں۔ •••

• [(بخاری: ۴۲۱۰)] •• [(بخاری)]

••• [(بخاری: ۳۶۱۷)]

② قسم ثانی میں وہ پیش گوئیاں شامل ہیں جو حضورﷺ کی وفات کے بعد پیش آتی رہی ہیں مثلاً آپ نے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے بارے میں یہ پیش گوئی فرمائی کہ میرے اہل بیت میں سے تم سب پہلے (فوت ہوکر) مجھ سے ملاقات کرو گی ◆ اور فی الواقع ایسا ہی ہوا کہ آپ کی وفات کے بعد حضرت فاطمہؓ سب سے پہلے فوت ہوئیں۔

اسی طرح آپ ﷺ نے مصر، یمن، شام، مغرب ومشرق، روم وایران کی فتوحات، بیت المقدس کی آزادی، مال ودولت کی فراوانی وغیرہ کے بارے میں جتنی پیش گوئیاں فرمائیں تھیں وہ تمام من وعن پوری ہوئیں۔

③ تیسری قسم موجودہ دور سے قیامت تک پر مشتمل ہے جس میں بہت سی پیشگوئیاں فی الواقع اپنے ظاہر اور حقیقی مفہوم کے ساتھ روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہیں اور بہت سی ابھی واقع ہوں گی حتی کہ یہ سلسلہ قیامت کی علامات کبری (دجال، مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ) کے ظہور کے ساتھ قیامت پر منتج ہوگا۔

❸ پیشگوئیوں کی تعبیر کا صحیح منہج

پیش گوئیوں کا بنیادی طور پر تین طرح کی چیزوں کے ساتھ ربط وتعلق ہے ایک قسم میں 'شخصیات' شامل ہیں یعنی ایسی چیزیں جو قائم بالذات (اپنا وجود رکھتی) ہیں۔ ان میں بے جان اور جاندار دونوں طرح کی چیزیں شامل ہیں۔ بے جان چیزوں میں آگ، سونے کا پہاڑ یا سونے کا خزانہ وغیرہ شامل ہیں اور جاندار چیزوں میں غیر عاقل یعنی حیوانات وشجرات، دابۃ الارض، اور عاقل یعنی امام مہدی کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، دجال اور یاجوج وماجوج کا خروج وغیرہ شامل ہیں۔

◆ [(بخاری: ۳۶۲۳، ۳۶۲۴)]

'شخصیات' سے متعلقہ پیش گوئیوں کا اطلاق بلا تاویل واستعارہ انہی شخصیات پر کیا جائے گا جن کے اوصاف وعلامات حضور ﷺ نے متعین کر دیئے ہیں۔ مثلاً امام مہدی سے مراد ایک خاص مسلمان امام مراد ہے جس کی چند مخصوص صفات آپ ﷺ نے متعین کر کے واضح کر دی ہیں لہٰذا اس سے یہ مفہوم کشید نہیں کیا جا سکتا کہ امام مہدی سے مراد ہر وہ عادل حکمران ہے جو لوگوں کی ہدایت اور دین کی تجدید کا کام کرے!

دوسری قسم میں 'علاقہ جات' سے متعلقہ پیش گوئیاں شامل ہیں۔ ان میں کچھ علاقہ جات پیش گوئیوں میں بالکل واضح طور پر ذکر کر دیئے گئے ہیں مثلاً مکہ اور مدینہ میں دجال داخل نہیں ہو سکے گا تو اب اس سے وہی مکہ اور مدینہ دو مقدس شہر مراد ہیں جن کی طرف حضور ﷺ نے اشارہ کیا ہے۔

البتہ کچھ علاقہ جات کو مبہم اور اشاراتی انداز کے ساتھ بیان کیا گیا۔ مثلاً 'مشرق' کی طرف سے ایک لشکر آئے گا یا 'ٹیلوں والی سرزمین' پر جنگ ہو گی۔ اب ایسے علاقہ جات کی تعیین آثار وعلامات کے ساتھ ہی ممکن ہے لیکن اس سلسلہ میں یہ واضح رہے کہ اگر کسی صحابی سے کسی مبہم علاقے کی تعیین ہو جائے تو اسی کو ترجیح دی جائے گی۔ علاوہ ازیں ایسی مہمل پیش گوئی کی، قرائن وعلامات اور علل واسباب کے ساتھ ذاتی قیاس آرائی کرتے ہوئے اس کے حتمی انطباق کا دعویٰ نہ کیا جائے۔ کیونکہ قیاس میں صواب وخطا دونوں پہلوؤں کا امکان ہوتا ہے لیکن اگر کوئی شخص اپنے ذاتی قیاس وظن کی بنا پر کسی پیشگوئی کا حتمی انطباق کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کے انطباق کے صحیح ثابت ہونے پر اس کی 'علمی معراج' تو ہو سکتی ہے مگر بصورت دیگر اسی فرد واحد کی وجہ سے اس انطباق کے غلط ثابت ہونے پر پورا اسلام اعتراضات اور شکوک وشبہات کے زد میں آئے!

علاقہ جات سے متعلقہ پیش گوئیوں کے ضمن میں یہ مسئلہ بھی مدنظر رکھا جائے کہ

حضور ﷺ کے دور میں جن علاقوں کے لیے جو نام متعین تھے اوران علاقہ جات سے کسی پیش گوئی کا کسی حیثیت سے کوئی ربط وتعلق بھی احادیث میں اگر ملتا ہے تو اس پیشگوئی کا مصداق وہی مخصوص علاقہ اور حدود اربعہ ہے جو آپؐ کے دور میں تھا خواہ بعد میں اس کی حدود یا نام میں تبدیلی واقع ہوگئی ہو۔ مثلاً خراسان کے بارے میں جو پیش گوئیاں کی گئی ہیں ان سے مراد قدیم خراسان ہے اور اس کی وہی سابقہ حدود اربعہ اس میں شامل ہیں اگرچہ آج اس خراسان کی حدود میں کافی حد تک کمی کر دی گئی ہے لیکن قدیم جغرافیائی کتابوں (معجم البلدان، فتوح البلدان وغیرہ) میں ان کی گزشتہ حدود وغیرہ آج بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ اسی طرح قسطنطنیہ سے متعلقہ پیش گوئیوں کا اطلاق اسی قسطنطنیہ کی سرزمین پر ہوگا جو 'استنبول' (ترکی کا دار الحکومت) سے موسوم کیا جا چکا ہے۔

اسی طرح مدینہ طیبہ میں کھڑے ہو کر جن سمتوں کی طرف اشارہ کر کے آپ ﷺ نے کسی واقعہ کی پیش گوئی فرمائی ہے ان سمتوں سے مدینہ ہی کی سمتیں مراد لی جائیں گی مثلاً آپ ﷺ نے مدینہ سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے پیشگوئی فرمائی ہے تو اس سے مراد مدینہ کا مشرق ہے نا کہ 'دنیا کا مشرق'۔

علاوہ ازیں اگر آپ ﷺ نے کسی خاص اصطلاح سے کوئی پیش گوئی فرمائی ہے تو اس سے مراد وہی قدیم اصطلاح ہوگی گو آج وہی اصطلاح اس کے برعکس ہو چکی ہو مثلاً آپ نے مغرب (یہ سمت ہونے کے ساتھ ملک شام کے لیے بطور اصطلاح مستعمل تھی) کی طرف کسی واقعہ کی پیش گوئی فرمائی تو اس سے مراد وہی مغرب اور اہل مغرب ہیں جو آپ ﷺ کے دور میں معروف تھے اگرچہ آج وہ سارے علاقے دنیا کے مشرق میں شمار کیے جاتے ہیں!

نیز یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اگر کسی سمت کو غیر محدود انداز میں استعمال کیا گیا ہے تو اسے غیر محدود ہی معتبر سمجھا جائے گا الا یہ کہ کسی قرینے سے اس کی کوئی حد بندی

متعین کی جا سکتی ہو۔ مثلاً 'مشرق' کی سمت کا غیر محدود استعمال کیا گیا ہے تو اس میں مشرق قریب، وسطی اور بعید تینوں ہی شامل ہو سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ تیسری قسم میں 'غیر مرئیات' چیزوں سے متعلقہ پیش گوئیاں شامل ہیں جنہیں غیر شخصیات سے متعلقہ پیشگوئیوں سے بھی موسوم کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ چیزیں غیر محسوس وغیر مرئی ہیں اگرچہ ایک لحاظ سے فی نفسہ ان کا وجود بھی ہے۔ مثلاً حضور ﷺ نے خبر دی کہ مجھے دکھایا گیا کہ فتنے اس طرح (زمین پر) گر رہے ہیں جس طرح بارش کے قطرے گرتے ہیں۔ حالانکہ فتنہ ایک غیر مرئی چیز ہے اسی طرح آپ ﷺ نے قیامت کی نشانیوں میں بہت سی معنوی اور غیر مرئی چیزوں سے ہمیں پیشگی مطلع فرما دیا ہے مثلاً جہالت بڑھ جائے گی، علم ختم ہوتا جائے گا، زنا، فحاشی اور بے حیائی وغیرہ جیسی معنوی چیزیں بہت زیادہ بڑھ جائیں گی۔

عقل پرستوں سے مرعوب ومتاثر ہو کر بہت سے نام نہاد مسلمان بھی غیر مرئی چیزوں میں نفی وتشکیک کا رویہ اپنائے ہوئے ہیں کہ جو چیز حس وادراک سے باہر ہو، ناپی، تولی اور گنی نہ جا سکتی ہو اسے کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ حالانکہ یہی عقل پرست بہت سی ایسی چیزوں کا 100% یقین رکھتے ہیں جو دیکھی، سنی یا محسوس نہیں کی جا سکتیں مثلاً 'روح' ایک حقیقت ہے جسے بلا استثناء ہر شخص تسلیم کرنے پر مجبور ہے لیکن کسی نے روح کو دیکھا ہو؟ محسوس کیا ہو؟ اس سے مخاطب ہوا ہو؟ کوئی ایک شخص بھی ایسا دعویٰ نہیں کر سکتا مگر اس کے باوجود 'روح' کے وجود کو تسلیم کیا جاتا ہے بلکہ اخلاقیات میں بہت سی مثبت اور منفی چیزوں کو تسلیم کیا جاتا ہے جب کہ ان کا ٹھوس وجود نہیں ہوتا! بہر صورت مسلمان کی تعریف ہی یہ ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی ہر بات کو بلا چون وچرا تسلیم کرے خواہ اس کی عقل اسے تسلیم کرے یا نہ کرے۔

❹ خواب اور پیشگوئی کی تعبیر میں فرق

بعض لوگ پیشگوئیوں کے انطباق میں خواب کی تعبیر کا رویہ اپنا لیتے ہیں کہ جس طرح خواب میں کچھ اشارات اور علامات دکھائی جاتی ہیں اور ان کی مدد سے کسی چیز تک رسائی حاصل کی جاتی ہے جب کہ وہ مطلوبہ چیز خواب میں نظر آنے والی چیز کے بالکل برعکس ہوتی ہے۔ ایسے ہی پیشگوئیوں میں اشارے کنائے سے کام لیا گیا ہے اور ان کی مراد الفاظ کی حقیقت پر نہیں بلکہ تخیل پر ہوتی ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے بقول یہ نکتۂ نظر فلاسفہ اور صوفیا کا ہے جب کہ سلف صالحین کا نکتہ نظر اس کے برعکس ہے۔•

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فلاسفہ اور صوفیا کے اس نکتۂ نظر کی بھرپور تردید کی ہے۔ علاوہ ازیں عصر حاضر میں بھی کئی لوگ اسی غلط نظریہ کا شکار ہیں ان کی تردید کے لیے راقم عرض کرنا چاہے گا کہ خواب اور پیشگوئی دو الگ الگ چیزیں ہیں اور ان کا دائرہ کار ایک دوسرے سے مختلف ہے جیسا کہ درج ذیل نکات سے واضح ہوتا ہے۔

خواب	پیشگوئی
❶ نیند کی حالت میں کسی چیز کے مشاہدے کا نام ہے۔	❶ حالت بیداری میں مستقبل کے کسی معاملے کی خبر دینے کا نام ہے۔
❷ خواب کی دو قسمیں یعنی شیطانی اور نفسیاتی کوئی اثر نہیں رکھتیں۔	❷ ہر پیشگوئی کی اپنی ایک اصلیت اور حقیقت ہے۔
❸ خواب میں اشارے کنائے کا زیادہ تعلق ہے۔	❸ پیشگوئی میں اکثر و بیشتر واضح الفاظ سے خبر دی جاتی ہے۔

• [(الفتوی الحمویة ص:۱۹، ۲۰)

❹ خواب کا سمجھنا صرف ماہر تعبیر کا کام ہے۔	❹ پیشگوئی ہر خاص وعام کے لیے قابل فہم ہوتی ہے۔
❺ خواب بسا اوقات متضاد تعبیر رکھتا ہے۔	❺ پیشگوئی الفاظ کے مطابق ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ بھی ان دونوں میں فرق ہیں مثلاً آنحضرت ﷺ نے خود خواب کی تعبیر تو فرمائی ہے جب کہ کسی پیشگوئی کی خواب کی طرح تعبیر نہیں فرمائی اور صحابہ کرام وتابعین عظام بھی خواب کی تعبیر تو کیا کرتے تھے مگر پیشگوئیوں کی خواب کی طرح تعبیر نہیں کرتے تھے بلکہ پیشگوئیوں کو بالعموم الفاظ کی حقیقت ہی پر محمول کیا کرتے تھے الا کہ کوئی قرینہ اس سے مانع ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیشگوئیوں کو خواب کے مترادف قرار دے کر ان کی تعبیر کرنا سراسر غلط رویہ ہے۔

خلاصہ بحث

گزشتہ بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ

❶ مابعد الطبیعاتی اُمور اور پیشگوئیوں میں فرق ہے۔

❷ مابعد الطبیعاتی امور مثلاً اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات وغیرہ کی کیفیت وماہیت پر بحث کرنا درست نہیں۔

❸ پیشگوئیوں کی تعیین وتعبیر پر بحث ومباحثہ ممکن ہے اس لیے کہ یہ دنیاوی معاملات سے تعلق رکھتی ہیں مابعد الطبیعاتی امور سے نہیں۔

❹ پیشگوئیوں کی تعبیر وتعیین میں حقیقت ومجاز کی حدود وقیود کو مدنظر رکھنا اَز بس ضروری ہے۔

❺ پیشگوئیوں کی تعبیر میں خواب کی طرح اشاراتی انداز اختیار کرنا سراسر غلط ہے۔

باب اول

شخصیات سے متعلقہ پیش گوئیاں

شخصیات سے مراد وہ چیزیں ہیں جو قائم بالذات اور مستقل وجود رکھتی ہیں ان میں بے جان اور جاندار دونوں شامل ہیں۔

بے جان چیزوں میں جمادات کے ساتھ شجرات کی مثالیں بھی شامل کر دی گئی ہیں اگر چہ نئی سائنسی تحقیقات کے مطابق اب شجرات کو 'حیوانات' کی ایک قسم قبول کیا جا چکا ہے اس لیے شجرات کا اصل موقع ومحل حیوانات کی بحث میں ہونا چاہیے لیکن میں اختصار اوران صحیح احادیث جن میں شجر وحجر کا اکٹھا ذکر کیا گیا ہے، کے پیش نظر شجرات کو جمادات کے ضمن میں پیش کر رہا ہوں۔

علاوہ ازیں جاندار اشیاء سے متعلقہ پیشگوئیوں کو اس طرح تقسیم کر دیا گیا ہے کہ غیر ذوی العقول کو عرف عام (کی اصطلاح) کے پیش نظر 'حیوانات' کے ضمن میں اور انسانوں سے تعلق رکھنے والی پیش گوئیوں کو 'ذوی العقول' کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے۔



فصل اول

جمادات سے متعلقہ پیش گوئیاں

❶ دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ نمودار ہوگا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات عن جبل من ذهب يقتتل الناس عليه فيقتل من كل مائة تسعة وتسعون ويقول كل رجل منهم لعلي أكون أنا الذي أنجو"[1]

''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ (دریائے) فرات سے سونے کا ایک پہاڑ نہ ظاہر ہو جائے جس (کے حصول) پر لوگ جنگ کریں گے اور ہر سو میں ننانوے مقتول ہوں گے۔ ان میں سے ہر بندہ یہ کہے گا کہ شاید بچنے والوں میں سے ایک وہی ہے''۔

بعض روایات میں یہ لفظ ہیں:

"عن كنز من ذهب فمن حضره فلا ياخذ منه شيئا"

''کہ سونے کا خزانہ نمودار ہوگا اور تم میں سے کوئی شخص جو وہاں موجود ہو اسے حاصل نہ کرے''[2]

مذکورہ حدیث کو اس کے ظاہر سے عدول کرتے ہوئے مختلف لوگوں نے مختلف تاویلات پیش کی ہیں جن پر بحث وتمحیص سے پہلے ہمیں اپنے اصولی موقف پر غور کرنا

(۱) [(صحیح مسلم: کتاب الفتن ۸۹۴)]

(۲) [(بخاری: کتاب الفتن، باب خروج النار ۷۱۱۹)]

چاہیے کہ بالآخر کیا وجہ (مانع رقرینہ) ہے کہ ہم اس حدیث کو ظاہر پر محمول نہ کریں؟ بلکہ اسے (سونے کا پہاڑ یا خزانہ) ظاہر ہی پر محمول کیا جائے گا کہ فی الواقع دریائے فرات سے سونے کا پہاڑ یا خزانہ نمودار ہوگا جس پر خونریز جنگ ہوگی اور اس کا وقوع تا حال دنیا کے سامنے نہیں ہوا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم 'پہاڑ' کا تصور رکھتے تھے، وادیوں اور پہاڑوں میں ان کی سکونت تھی، جنگوں، معرکوں اور سفروں میں وہ پہاڑوں کو کراس کرتے تھے اور اس طرح 'سونا' بھی ان کے ہاں معروف تھا جسے عورتیں بناؤ سنگھار میں استعمال کرتی تھیں۔ اس لیے نبی ﷺ نے ان کے سامنے وہی بات (پیش گوئی) فرمائی جسے وہ سمجھ سکتے تھے۔ کیونکہ آپ ﷺ اپنی اُمت پر شفقت کے لیے آئے تھے مشقت کے لیے نہیں کہ انہیں مختلف 'پہیلیوں' میں الجھائے رکھتے (معاذ اللہ!) کہ آپ کے ذہن میں تھا کہ وہ 'پٹرول' ہے جب کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے محض وگمان میں بھی پٹرول کا تصور نہ تھا!!۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ 'سونے کا پہاڑ' کی حقیقت متعذر ہ (ناممکن) ہے یعنی یہ ممکن ہی نہیں کہ پانی سے سمندر کا پہاڑ نکل آئے لہٰذا اسے مجاز پر محمول کرنا پڑے گا، کہ اس حدیث کا معنی سونے کا پہاڑ کی بجائے کچھ اور کرنا ہوگا! چنانچہ عقل پرستی کی وجہ سے بہت سے لوگ 'جبل بن ذہب' کو پٹرول (پیٹرو ڈالر یا سیال سونے) پر محمول کرتے ہیں بطور مثال ملک کے معروف عالم ڈاکٹر اسرار احمد سابقہ امیر تنظیم اسلامی کی کتاب 'مسلمان امتوں کا ماضی، حال اور مستقبل' کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے۔

''صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ'' گمان ہے کہ فرات سے سونے کا ایک خزانہ برآمد ہو جائے گا'' اور صحیح مسلم میں حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضور ﷺ نے

ارشاد فرمایا: ''گمان ہے کہ فرات سے سونے کا ایک پہاڑ برآمد ہو جائے گا تو جب لوگ اس کے بارے میں سنیں گے تو اس پر ٹوٹ پڑیں گے تو جو لوگ اس کے پاس ہوں گے وہ سوچیں گے کہ اگر ہم نے انہیں چھوڑ دیا تو وہ ساری دولت لے جائیں گے پھر اس پر جنگ کریں گے یہاں تک کہ ننانوے فیصد لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔''

(ان احادیث کو پڑھتے ہوئے یہ بات پیش نظر رہے کہ قدیم زمانے میں ملکوں اور علاقوں کو دریاؤں یا پہاڑوں یا بڑے شہروں کے نام سے موسوم کرنے کا رواج عام تھا) تو ذرا غور فرمائیں کہ کیا یہ بات محض 'اتفاق' ہے اور عظمت حدیث کی دلیل نہیں کہ آج تیل کی دولت کو 'سیال سونا' قرار دیا جا رہا ہے؟ پھر کیا یہ واقعہ نہیں کہ خلیج کی جنگ کا اصل باعث یہی تیل کی دولت ہے؟ مزید برآں کیا یہ امر قابل توجہ نہیں ہے کہ عراق کے صدر صدام حسین نے اس جنگ کو 'ام المحارب' یعنی جنگوں کی ماں یا جنگوں کے سلسلے کا نقطہ آغاز قرار دیا؟ (واضح رہے کہ صدام حسین خواہ اپنی ذاتی حیثیت میں دینی اعتبار سے کتنی ہی ناپسندیدہ شخصیت اور مسلمانوں اور اسلام کے حق میں اسم بامسمی یعنی 'صد + دام' یعنی سو داموں یا جالوں کی حیثیت رکھتا ہو، بہر حال عرب ہونے کے ناطے قرآن سے بھی واقف ہے اور حدیث نبوی ﷺ سے بھی۔ یہی وجہ ہے کہ دسمبر ۹۰ء میں، میں نے اس کا جو طویل انٹرویو لاس اینجلس میں سی این این پر دیکھا تھا جو ایک نہایت ماہر و شاطر شخص جان رادر نے لیا تھا، اس موقع پر میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا کہ اس کی پشت پر جو طغریٰ آویزاں تھا۔ وہ سورۃ الانبیاء کی آیت ۱۸ کے اس حصے کا تھا۔ ﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ﴾ یعنی ''ہم حق کا کوڑا باطل کے سر پر دے مارتے ہیں، جو اسکے دماغ کا بھرکس نکال دیتا ہے اور اس طرح باطل نیست و نابود ہو جاتا ہے۔''

رہی یہ بات کہ ننانوے فیصد کی ہلاکت کی بات صحیح ثابت نہیں ہوئی تو اولاً اس کا بھی امکان ہے کہ وہ الفاظ کبھی خاص محاذ سے متعلق ہوں، مثلاً جیسے کہ سب کو معلوم ہے کہ کویت سے پسپا ہونے والی عراقی فوج کا جوحشر ہوا اس پر تو یہ الفاظ پوری طرح منطبق ہوتے ہیں اور ثانیاً ابھی عراق کا معاملہ ختم کب ہوا ہے؟ ابھی تو صدام حسین امریکہ اوراس کے حواریوں کے حلق میں پھنسی ہوئی ہڈی بنا ہوا ہے کہ نہ اگلی جائے نہ نگلی جائے۔ (اس لیے کہ اس کے خاتمے کا مطلب اس پورے علاقے کو ایران کے حلقہ اثر میں دے دینا ہوگا!) تو کون سے تعجب کی بات ہوگی اگر کسی آئندہ راؤنڈ میں امریکہ اوراس کے اتحادی دو سال قبل کی وحشیانہ بمباری سے بھی سو گنا زیادہ پیمانے پر بمباری کریں اور کسی خاص شہر یا علاقے میں تباہی اسی درجہ کی ہو جائے جس کا نقشہ حدیث نبوی ﷺ میں سامنے آتا ہے؟ اس لیے کہ خلیج کی جنگ سے یہ حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ امریکہ اوراس کے حواری ہر ممکن کوشش کریں گے کہ ان کے کسی ایک سپاہی کو بھی کوئی گزند نہ پہنچے خواہ دشمن کا بچہ بچہ ہلاک ہو جائے[1]

ڈاکٹر موصوف کے اقتباس سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

❶ مذکورہ حدیث میں سونے کے پہاڑ سے مراد پٹرول ہے فی الحقیقت سونے کا خزانہ مراد نہیں۔

❷ خلیج کی جنگ اسی پیش گوئی کا مصداق ہے کیونکہ وہ پٹرول کے حصول کے لیے لڑی گئی ہے۔

❸ اس پیش گوئی کا دوسرا حصہ ننانوے فیصد لوگ یہاں قتل ہوں گے، تا حال پورا نہیں ہوا۔

---

(۱) [(مسلمان امتوں کا ماضی، حال اور مستقبل ص ۱۲۱، ۱۲۲)]

نقد وتبصرہ

اگرچہ پٹرول فی الواقع ایک قیمتی معدنی دولت اور عصر حاضر کی ایک بنیادی ضرورت ہے جس پر ایک جنگ (گلف وار) ہو چکی ہے جب کہ دوسری (جنگ افغانستان) جاری ہے مگر سونے کے پہاڑ کی پٹرول سے تاویل کرنا درج ذیل وجوہات کی بنا پر غلط ہے۔

❶ حدیث کے الفاظ کے مطابق فرات (کے ڈیلٹا) سے سونے کا پہاڑ (یا سونے کا خزانہ) از خود نمودار ہو گا جب کہ پٹرول کسی بھی دریا یا سمندر کی گہرائی سے انتہائی دشوار تکنیکی سسٹم کے بعد نکالا جاتا ہے۔لہٰذا سونے کے پہاڑ کے از خود ظاہر ہونے اور پٹرول کے خود محنت ومشقت سے نکالنے میں تضاد واضح ہے اس لیے پٹرول اس حدیث کا مصداق نہیں بن سکتا!

❷ حدیث میں سونے کے پہاڑ کا ذکر ہے لہٰذا ان الفاظ کو حقیقت پر محمول کیا جائے گا کیونکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے کانوں میں سونا پیدا کیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اس بات پر بھی قادر ہیں کہ کسی دریا یا سمندر میں سے ایسی کان ظاہر فرما دیں جو سونے سے مالا مال ہو یا اس کی شکل ہی ایسی ہو کہ اس میں خالص سونا ہو اور اس وجہ سے اسے سونے کا خزانہ یا سونے کے پہاڑ سے موسوم کر دیا گیا۔

❸ حدیث میں سونے کا ذکر ہے جب کہ پٹرول سونا نہیں گو اسے قیمتی ہونے کی وجہ سے سیال سونے سے بھی موسوم کیا جاتا ہے لیکن کسی چیز کو محض سونا قرار دینے سے اس کی حقیقت نہیں بدل جاتی جس طرح والدین کے لیے اپنی اولاد سونا ہے، زمیندار کے لیے اپنی فصل سونا ہے، تاجر کے لیے اپنا سرمایہ سونا ہے مگر اس کے باوجود جہاں سونے کی دھات کا ذکر ہوگا وہاں حقیقی سونا (ذھب۔GOLD) ہی مراد

ہوگا۔اسی لیے پٹرول حقیقی طور پر سونا نہیں بلکہ یہ دونوں الگ الگ معدنیات ہیں۔

❹ سونے کا پہاڑ (حدیث کے مطابق) اس طرح نمودار ہوگا کہ لوگ بلا مشقت وکلفت اسے دیکھیں گے جب کہ پٹرول اس طرح نہ دیکھا جاتا ہے نہ دیکھا جا سکتا ہے۔

❺ نبی ﷺ نے صرف دریائے فرات کا نام لیا ہے جب کہ پٹرول تو ہر دریا وسمندر بلکہ خشکی سے بھی نکالا جاتا ہے لہٰذا یہ ایک خاص واقع اور حادثہ ہوگا جو دریائے فرات پر پیش آئے گا۔

❻ نبی ﷺ نے مسلمانوں کو اس سونے کے حصول سے منع کیا ہے اگر آپ کی مراد پٹرول ہوتی تو پھر اہل عرب اور بالخصوص فرات کے گردونواح میں بسنے والے مسلمان کم از کم اسے استعمال نہ کرتے جب کہ تیل کی دریافت سے لے کر آج تک یہ (مسلمان) لوگ تیل کو استعمال کرتے آرہے ہیں اور کسی اہل علم نے ان پر اس حوالے سے تنقید نہیں کی کہ آنحضرتؐ نے تو اس سیال سونے کے استعمال سے منع فرمایا تھا!

❼ حدیث کے مطابق سونے کا ظہور ایک فتنہ ہوگا جب کہ اہل عرب اسے بطور نعمت استعمال کر رہے ہیں۔

❽ فرمان نبوی ﷺ کے مطابق اس سونے کے حصول پر خونریز جنگ ہوگی جس میں ننانوے فیصد لوگ مارے جائیں گے اگر آپؐ کی مراد مجازی (پٹرول) ہوتی تو پٹرول کی دریافت سے اب تلک فرات تو کجا کہیں بھی ننانوے فیصد لوگوں کے خاتمے کی پیشگوئی ظاہر نہیں!

اس کے علاوہ بھی کئی وجوہات کی بنا پر مجازی معنی کی تردید ہوتی ہے لہٰذا اسلامتی اسی میں ہے کہ مذکورہ حدیث کو اس کے ظاہر پر محمول کیا جائے اور جب اس پیشگوئی کا ظہور ہوگا، ساری دنیا اس کی حقیقت کو خود بخود تسلیم کرے گی۔ إن شاء الله

❷ لاٹھی، کوڑا اور جوتے کا تسمہ گفتگو کریں گے

"عن أبی سعید الخدری قال قال النبی ﷺ والذی نفسی بیدہ لا تقوم الساعة حتی یکلم السباع الإنس ویکلم الرجل عذبة سوطه وشراك نعله ویخبرہ فخذہ بما أحدث أهله بعدہ" (۱)

''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت سے پہلے درندے انسانوں سے کلام کریں گے۔ آدمی کا کوڑا اور جوتے کا تسمہ بھی اس سے باتیں کرے گا اور اس کی ران اسے اس کے اہل خانہ کی نقل وحرکت سے آگاہ کرے گی۔

مذکورہ حدیث میں انسان کے کوڑے (بعض احادیث میں لاٹھی کا ذکر ہے) اور جوتے کے بولنے کا ذکر ہے حالانکہ یہ چیزیں جمادات سے تعلق رکھتی ہیں جو بولنا تو درکنار فی نفسہ حرکت یا شعور سے بھی تہی دامن ہوتی ہیں۔ اس طرح انسان کی ران گفتگو نہیں کرتی بلکہ زبان اظہار خیال کرتی ہے مگر حدیث ہذا کے بموجب، قبل از قیامت یہ تمام چیزیں گفتگو کریں گی اور اللہ تعالیٰ انہیں قوت گویائی بخشیں گے۔ لہٰذا یہ بھی علامات قیامت میں سے ایک علامت ہے جس کی نبی کریم ﷺ نے پیش گوئی فرمائی ہے اور اسے من وعن بلا تاویل تسلیم کرنا ضروری ہے، نیز ابھی تک اس علامت کا ظہور نہیں ہوا البتہ درندوں کی گفتگو کا ظہور نبی علیہ السلام کے دور میں بھی ہو چکا ہے جیسا کہ آئندہ صفحات میں ذکر کیا جائے گا۔

بعض لوگوں نے اس خلاف فطرت امر کو مستحیل سمجھتے ہوئے مذکورہ حدیث کی یہ

(۱) [جامع الترمذی (۲۱۸۱)، احمد (۱۰۵/۳)، البدایة والنهایة (۱۵۰/۶)، حاکم (۵۱۴/۴)، شرح السنة (۴۱۷۷)، السلسلة الصحیحة (۱۲۲)]

تاویل پیش کی کہ ''جہاں تک جمادات کے کلام کرنے کا تعلق ہے تو اس سے مراد یہی ریڈیو، ٹیلیفون وغیرہ الیکٹرونکس ایجادات ہیں جو جامد ہونے کے ساتھ اظہار بیان کی صلاحیت سے آرستہ ہیں''۔ حالانکہ یہ تاویل بوجوہ فاسد ہے:

❶ جب حیوانات کے ہم کلام ہونے کا ثبوت احادیث میں موجود ہے (جیسا کہ ابھی ذکر کیا جائیگا) تو جمادات کے ہمکلام ہونے کو تسلیم کرنے سے کیا مانع ہے؟ اگر چہ یہ خلاف فطرت ہے مگر خلاف قدرت نہیں اور یاد رکھیے فطرت قدرت الٰہی کی محتاج ہے، قدرت فطرت کی محتاج نہیں! اگر قدرت الٰہی انسان کو قوت گویائی سے نواز سکتی ہے تو حیوانات و جمادات کو قوت گویائی بخشنا بھی کچھ بعید نہیں۔ اگر 'زبان' خیالات کی ترجمان ہے تو بحکم الٰہی 'ران' بھی ہمکلام ہوسکتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ﴾

''جب قیامت کے دن ان کی زبانیں، ان کے ہاتھ اور پاؤں ان کیخلاف ان کے بداعمال پر شہادت دیں گے۔'' (النور:۲۴)

لہٰذا جب قیامت کے دن ایسا ممکن ہے تو دنیا میں بھی اس کا نمونہ دکھایا جا سکتا ہے۔

❷ مذکورہ حدیث میں اس عبارت کے پیش نظر کہ انسان کا جوتا (یا اس کا تسمہ) اور اس کا کوڑا (یا اس کی لاٹھی) اسے اس کے گھر والوں کے احوال سے مطلع کرے گا کہ وہ اس کی عدم موجودگی میں کیا کرتے رہے تھے۔ اس حدیث کے پیش نظر کیا ریڈیو، ٹیلیفون، ٹیلی ویژن وغیرہ انسان کو اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھریلو حالات سے آگاہ کرتے ہیں؟

یقیناً جواب نفی میں ہے!۔

❸ حدیث میں 'ران' کے ہمکلام ہونے کا ذکر ہے حالانکہ انسان کی ران الیکٹرونکس ایجادات میں شامل نہیں۔

❹ حدیث میں درندوں کے ہمکلام ہونے کا ذکر ہے جو 'قسم جمادات' سے نہیں بلکہ 'قسم حیوانات' سے تعلق رکھتے ہیں۔

لہٰذا مذکورہ صحیح حدیث کو بلا تاویل ومجاز حقیقت پر محمول کیا جائے گا والله علی کل شئی قدیر!

❸ شجر وحجر پکار اٹھیں گے

"عن أبی هريرة ﷺ قال قال رسول الله ﷺ : لا تقوم الساعة حتی يقاتل المسلون اليهود فيقتلهم المسلمون حتی يختبئی اليهودی من وراء الحجر أو الشجر فيقول الحجر أو الشجر يامسلم يا عبد الله ! هذايهودی خلفی فتعال فاقتله الا الغرقد فإنه من شجر اليهود"[1]

''حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں گے اور انہیں قتل کریں گے یہاں تک کہ اگر کوئی یہودی درخت یا پتھر کے پیچھے چھپے گا تو وہ درخت یا پتھر پکار اٹھے گا کہ اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہاں یہودی میری اوٹ میں ہے، ادھر آ اور اسے مار ڈال۔البتہ 'غرقد' (کانٹے دار درخت مثل کیکر) نامی درخت (نہیں بولے گا) کیونکہ یہ یہودیوں کا درخت ہے۔''

ہمارا ایمان ہے کہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے گو شجر وحجر میں قوت گویائی نہیں مگر

(۱) [مسند احمد (۲/۹۱، ۱۶۳، ۱۷۵)، مسلم (۲۹۲۱)، بخاری (۳۵۹۳، ۲۹۲۵)، طبرانی کبیر (۲/۳۰۷)، مجمع الزوائد (٦٦٤/٧)]

اللہ تعالیٰ جب چاہیں ان میں بھی قوت گویائی پیدا فرما سکتے ہیں اور قبل از قیامت ایسا ہو گا۔حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ "مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ قیامت سے قبل جمادات یعنی شجر وحجر کلام کریں گے اور اس کلام کا مبنی بر حقیقت ہونا ظاہر ہے اگر چہ یہاں مجاز کا احتمال بھی موجود ہے یعنی (اس کا یہ مجازی معنی لیا جائے کہ) یہودیوں کو شجر وحجر کے پیچھے چھپنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا مگر اسے حقیقی معنی پر محمول کرنا ہی راجح ہے۔"(۱)

اگر عہد نبوی ﷺ پر نگاہ ڈالی جائے تو شجر وحجر کے تکلم کی کئی ایک مثالیں سامنے آسکتی ہیں مثلاً

① حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مکہ میں ایک ایسا پتھر تھا جو بعثت سے کچھ دن قبل مجھے سلام کیا کرتا تھا اور میں آج بھی اس پتھر کو پہچانتا ہوں۔ (۲)

② حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری عورت نے آنحضرت ﷺ سے کہا کہ میں آپ کے بیٹھنے کے لیے ایک منبر پیش کرنا چاہتی ہوں کیونکہ میرا غلام بڑھئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جیسے تمہاری مرضی۔ راوی نے کہا کہ پھر اس عورت نے ایک منبر پیش کیا، جب جمعہ کے دن نبی علیہ السلام اس منبر پر بیٹھے جو آپ کے لیے بنایا گیا تھا تو کھجور کا وہ تنا جس کے سہارے آپ ﷺ خطبہ دیا کرتے تھے اس طرح چیخنے چلانے لگا کہ گویا ابھی پھٹ جائے گا۔ نبی ﷺ منبر سے اتر آئے اور اس تنے کو سینے سے لگا لیا۔ تو وہ اس طرح سے بلک بلک کر رونے لگا جیسے وہ بچہ روتا ہے جسے چپ کرایا

---

(۱) (فتح الباری ۶/۶۰۷)

(۲)[إن بمكة حجرا كان يسلم على ليالى بعثت أنى لأعرفه الآن ۔صحیح مسلم (۲۲۷۷)، مسند احمد (۵/۸۹، ۹۵، ۱۰۵)، دارمی (۱/۱۲)، ترمذی (۳۶۳۳) وغیرہ]

جائے (نیز آپ کے ہاتھ پھیرنے سے وہ خاموش ہو گیا)[1]

قرآن مجید کا فیصلہ

﴿أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰفّٰتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ﴾ (النور: ۴۰)

''ارشاد باری تعالیٰ ہے: کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ ارض وسماء کی کل مخلوق اور پر پھیلائے کل پرند اللہ کی تسبیح میں مشغول ہیں ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح سے واقف ہے۔''

ثابت ہوا کہ تمام جمادات، شجرات، حیوانات اور انس وجن اللہ کے لیے تسبیح وتحمید اور نماز ادا کرتے ہیں علاوہ ازیں حضرت داود اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے ساتھ چرند پرند اور پہاڑ بھی اللہ کی تسبیح کرتے تھے۔ لوہا حضرت داود کے تابع فرمان تھا، حضرت سلیمان 'حیوانات' سے گفتگو کرتے تھے۔ تفصیل کے لیے سورہ سبا اور ص کا مطالعہ فرمائیے۔



(۱) [بخاری (۳۵۸۴/۵)، مسند احمد (۲۴۹/۱، ۲۶۷، ۲۶۳)، ابن ماجہ (۱۴۱۵)، ترمذی (۳۶۳۶)، دارمی (۱۹/۱)]

فصل ثانی

حیوانات سے متعلقہ پیشگوئیاں

❶ جانور انسان سے گفتگو کریں گے!

"عن أبی سعید الخدری قال:عدا الذئب علی شاۃ فأخذھا فطلبه الراعی فانتزعھا منه فاقصی الذئب علی ذنبه قال ألا تتقی الله ؟ تنزع منی رزقا ساقه الله إلیَّ ؟ فقال: یا عجبی ! ذئب وقع علی ذنبه یکلمنی کلام الإنس ! فقال الذئب ألا أخبرك باعجب من ذلك؟ محمدﷺ بیثرب یخبر الناس بانباء ما قد سبق قال فأقبل الراعی یسوق غنمه حتی دخل المدینة فزواھا إلی زاویة من زوایاھا ثم أتی رسول الله فأخبره فأمر رسول الله فنودی بالصلاۃ جامعة ثم خرج فقال للراعی أخبرھم فأخبرھم فقال رسول الله ﷺ صدق والذی نفسی بیده"

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بھیڑیئے نے بکری پر حملہ کیا اور اٹھا کر چلتا بنا، چرواہے نے بھیڑیئے کا تعاقب کیا اور اس سے بکری چھڑانے میں کامیاب ہوگیا۔ بھیڑیا اپنی مخصوص حالت میں بیٹھ کر کہنے لگا ''تجھے اللہ کا خوف نہیں کہ تو مجھ سے ایسا رزق چھین رہا ہے جسے اللہ نے میرا مقدر ٹھہرا رکھا ہے؟ چرواہے نے تعجب بھرے انداز سے کہا کہ بھیڑیا میرے ساتھ انسانوں کی طرح باتیں کررہا ہے! بھیڑیئے نے کہا، کیا میں تمہیں اس سے بھی عجیب بات کی خبر نہ دوں! محمد ﷺ تو یثرب (مدینہ) میں لوگوں کو ماضی کی باتوں سے باخبر کررہے ہیں۔ (یہ

سن کر) چرواہا فورا بکریاں ہانکتا مدینے جا پہنچا اور نبی علیہ السلام کو اپنا واقعہ سنایا۔ نبی ﷺ نے نماز با جماعت کا حکم دیا پھر ادائیگی نماز سے فراغت کے بعد چرواہے سے کہا کہ سب لوگوں کو اپنا واقعہ سناؤ، اس نے سب کو اپنا واقعہ سنایا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس نے سچ کہا ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ 'درندے' انسانوں سے باتیں کریں گے، آدمی کا کوڑا اور جوتے کا تسمہ اس سے خطاب کرے گا اور اس کی ران اسے اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر میں ہونے والی باتوں سے باخبر کردے گی۔''[1]

بعض روایات میں ہے کہ وہ آدمی (چرواہا) یہودی تھا اور اس واقعہ کے بعد مسلمان ہوگیا[2] اور بعض روایات میں ہے کہ اس عجیب وغریب واقعہ پر صحابہ کرام حیران ہوکر 'سبحان اللہ' پکارنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا 'آمنت به وأبوبکر وعمر' میں ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔[3]

بعض روایات میں 'گائے' کا کلام کرنا بھی مذکور ہے جیسا کہ بخاری[4] میں ہے کہ ایک آدمی گائے پر سوار ہوا تو گائے کہنے لگی میں سواری کے لیے پیدا نہیں کی گئی بلکہ میں تو کھیتی باڑی کے لیے پیدا کی گئی ہوں اس پر لوگوں نے متعجبانہ انداز میں 'سبحان اللہ' کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (آمنت به أنا وأبوبکر وعمر) 'میں ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اس (گائے کے کلام) پر ایمان لاتے ہیں۔''

---

(۱) [ترمذی (۲۱۸۱)، ابن حبان (۶۴۹۴)، حاکم (۵۱۴/۴)، بزار (۲۴۳۱)، دلائل النبوة للبیهقی (۱۵۱/۶)، السلسلة الصحيحة (۱۲۲) (۲۱۴/۱) سنده صحيح واصله فى الصحيحين)]

(۲) [(مسند احمد ۴۰۴/۲)] (۳) [بخاری (۳۶۶۳)، مسلم (۲۳۸۸)]

(۴) [رقم الحدیث (۳۶۶۳، ۲۳۲۴)]

مذکورہ روایات سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

① حیوانات کا انسانوں کی طرح گفتگو کرنا علامات قیامت سے ہے۔

② اس علامت کا ظہور عہد نبوی ﷺ میں ہو چکا ہے۔

③ قبل از قیامت مزید اس کا ظہور متوقع ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لا تقوم الساعة حتى يكلم السباع الإنس ''قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ درندے انسانوں سے گفتگو کریں گے۔''[1]

④ مذکورہ حدیث کو بلا تاویل ظاہری معنی پر محمول کیا جائے گا اس لیے کہ آپ ﷺ نے اس کے ظاہری معنی کی تصدیق فرمائی اور کوئی تاویل نہیں فرمائی۔

⑤ مذکورہ پیش گوئی کو مبنی بر حقیقت تسلیم کرنے والا سنت رسول اور خلفائے راشدین کی سنت کا متبع ہے لہٰذا اس پیشگوئی کا انکار یا اسکی تاویل کرنے والا اپنے ایمان کا 'جائزہ' لے!

اس طرح بعض روایات میں ہے کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد (اس قدر امن وامان قائم ہو جائے گا کہ) بچہ اژدہے کے ساتھ کھیلے گا مگر اژدہا اسے کوئی نقصان نہ دے گا۔ بھیڑ بکریوں کے باڑے میں بھیڑیا ہوگا جو انہیں کچھ نقصان نہ پہنچائے گا اور اسی طرح شیر اور گائے اکٹھے ہوں گے مگر شیر گائے کو نقصان نہیں دے گا۔[2]

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ دو متضاد اور عدوان الخلقت جنسیں باہم دوست ہو

---

(۱) [ترمذی (۲۱۸۱)]

(۲) [مسند احمد (۵۳۵/۲، ۵۷۶، ۶۳۸)، عبد الرزاق (۴۰۱/۱۱)، موارد الظمان (۱۹۰۲)، فتح الباری (۴۹۳/۶)] (۱۴) حافظ ابن حجر نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ النهاية (۹۵/۱) حافظ ابن کثیر نے بھی اس کی سند کو صحیح کہا ہے]

جائیں گی حالانکہ ازل سے سانپ، اژدہا وغیرہ انسان کے دشمن ہیں اور بھیڑیا، بکریوں کا اور شیر گائیوں کا کبھی 'ساجھی' نہیں ہوا اور آج تلک ان کی صفت عدوان باقی ہے مگر قبل از قیامت وبعد از نزول عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ مذکورہ جانوروں کے 'خواص' بدل دیں گے اور یہ تبدیلی قدرت الٰہی سے کچھ بعید نہیں۔

علاوہ اَزیں آپ نے اکثر مشاہدہ کیا ہوگا کہ کتا بلی کا اور بلی مرغی اور چوزوں کی دشمن ہوتی ہے کہ موقع پاتے ہی ان پر حملہ آور ہو جاتی ہے لیکن گھریلو کتا اور پالتو بلی کبھی ایسا نہیں کرتے حتی کہ بھوکی بلی کے سامنے چوزے بلاخوف وخطر کھیلتے ہیں۔ اگر آج ہم اپنی آنکھوں سے اس طرح کی ایک ادنی مثال کا مشاہدہ کر سکتے ہیں تو قبل از قیامت اس کے وقوع پر انکار چہ معنی دارد؟ لہٰذا مذکورہ صحیح احادیث میں جن حالات وواقعات کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے اس کے حقیقی معنی ومفہوم پر ایمان لانا ضروری ہے۔

❷ دابۃ الارض

قرآن وسنت کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ قبل از قیامت زمین سے ایک جانور 'دابۃ' نکلے گا جو لوگوں سے کلام کرے گا اور مومن وکافر کے مابین تمیز وتفریق کرتے ہوئے ان کی پیشانیوں پر (ناک کی طرف) مہر ثبت کرے گا اور یہ فی الحقیقت ایک جانور ہوگا جیسا کہ مندرجہ ذیل دلائل سے واضح ہے۔

① ﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ﴾ (النمل:۸۲)

''جب ان پر عذاب (الٰہی) کا وعدہ ثابت ہو جائے گا تو ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرتا ہوگا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔''

② حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ دس چیزیں واقع نہ ہو جائیں ...... (ان میں سے ایک) 'دابۃ' جانور ہے۔(۱)

③ حضرت ابو ہریرہؓ حدیث نبوی ﷺ روایت کرتے ہیں کہ چھ چیزوں سے پہلے اعمال میں سبقت کرو (ان میں سے ایک) 'دابۃ الارض' ہے۔(۲)

④ حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمین سے ایک جانور نکلے گا جو لوگوں کی ناک کے قریب (پیشانی پر) نشان لگائے گا(۳)

⑤ حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان گرامی سنا (قیامت کی) سب سے پہلی نشانی جو ظاہر ہوگی وہ یہ ہے کہ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا اور بوقت چاشت ایک 'جانور' نکلے گا ان دونوں میں سے جو نشانی پہلے ظاہر ہوگی، دوسری اس کے فوراً بعد ہی ظاہر ہو جائے گی۔(۴)

اس کے علاوہ بہت سی احادیث سے 'دابۃ الارض' کے خروج پر دلالت ہوتی ہے جنہیں بغرض اختصار حذف کیا جا رہا ہے۔

مذکورہ دلائل سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

① 'دابۃ الارض' کا خروج قیامت کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

② یہ فی الواقع ایک جانور ہوگا جو (تُكَلِّمُهُمْ) لوگوں سے کلام کرے گا اور لوگ

(۱) [مسلم (۲۱۴/۵)، ابو داود (۴۳۱۱)، ترمذی (۲۱۸۳)، ابن ماجہ (۴۰۵۵) وغیرہ]

(۲) [مسلم (۲۹۴۷)، ابن حبان (۶۷۹۰)، احمد (۴۲۸/۲)، حاکم (۵۶۱/۴) وغیرہ]

(۳) [مسند احمد (۳۳۶/۵)، مجمع الزوائد (۱۴/۸)، الصحیحۃ (۶۳۹/۱) سندہ صحیح]

(۴) [مسلم (۲۹۴۱)، احمد (۲۶۵/۲)]

بآسانی اس کی گفتگو سمجھ سکیں گے۔ راس المفسرین علامہ ابن جریر طبری فرماتے ہیں کہ تُكَلِّمُهُمْ کی قراءت میں اختلاف ہے مگر مشہور عام قراءت تُكَلِّمُهُمْ بمعنی تُحَدِّثُهُمْ وَتُخْبِرُهُمْ ہے۔(یعنی وہ جانور لوگوں سے باتیں کرے گا)[1] نیز فرماتے ہیں لا أستجيز غيرها اس کے علاوہ دوسری قراءتوں کو میں درست خیال نہیں کرتا۔[2]

③ یہ ایک بہت بڑا چوپایہ ہوگا۔جیسا کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے۔[3] مگر اس کی کیفیت و ماہیت ،شکل وصورت وغیرہ کی حتمی تعیین قرآن وسنت میں مذکور نہیں اس لیے اس مسئلہ میں بحث وتمحیص کرنا ، مختلف تاویلات کا سہارا لینا یا غیر مستند اسرائیلی روایات پر اعتماد کرنا لا یعنی وسعی لا حاصل ہے۔ جیسا کہ بعض غیر مستند مرویات میں مذکورہ جانور کی عجیب وغریب تصویر کھینچی گئی کہ اس کے بال، کھر اور داڑھی ہوگی مگر دم نہ ہوگی ،اس کا سر بیل کے سر کے مشابہ ہوگا ،آنکھیں خنزیر کی آنکھوں کے مشابہہ ہوں گی ، کان ہاتھی جیسے ہوں گے ،سینگ کی جگہ اونٹ کی طرح ہوگی ،شتر مرغ جیسی گردن ہوگی ،شیر جیسا سینہ ہوگا، چیتے جیسا رنگ ہوگا ، بلی جیسی کمر ہوگی ،مینڈھے جیسی دم ہوگی اونٹ جیسے پاؤں ہوں گے...... حالانکہ مذکورہ تصویر کشی کی جہات واطراف باہم متضاد و برعکس ہیں۔

اس کے علاوہ بھی 'دابۃ الارض' کی تعیین میں کئی ایک تاویلات کی گئی ہیں مثلاً:

① شیعہ حضرات کے نزدیک 'دابۃ الارض' سے مراد حضرت علی ہیں[4] حالانکہ یہ

---

(۱)[تفسیر جامع البیان (۱۰/۴۔۱۳)] (۲)[(ایضا۔۱۶/۵)]

(۳)[(ابن کثیر ۳/۹۔۸۹۸)النہایۃ :(ص ۱۰۸)]

(۴)[(بحار الانوار للمجلسی ۱۳/۲۱۳)]

بات نقل وعقل کے خلاف ہے۔

② 'دابۃ الارض' اس اونٹنی کا بچہ ہے جو حضرت صالح علیہ السلام کے معجزے کے طور پر پہاڑ سے ظاہر ہوئی تھی۔[1] مگر بطور استشہاد پیش کی جانے والی روایت طلحہ بن عمرو حضرمی (ضعیف راوی) کی وجہ سے ضعیف ہے جیسا کہ علامہ ھیثمی نے بھی لکھا ہے[2]

③ بعض نے کہا کہ 'دابۃ الارض' اور جساسہ (یہ ایک جانور تھا جسے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے ایک جزیرے میں دیکھا اور پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میں 'جساسہ' (دجال کا جاسوس) ہوں) ایک ہی چیز کے دو نام ہیں مگر یہ بات غلط ہے اس لیے کہ 'جساسہ' دجال کا جاسوس اور نمائندہ ہے جب کہ 'دابۃ' اللہ کا نمائندہ اور نشانی ہے۔

④ بعض نے کہا کہ 'دابۃ' جانور نہیں بلکہ ایک انسان اور عالم شخص ہوگا جو مرتد اور بدعتی لوگوں سے مناظرے کر کے انہیں شکست دے گا۔ مگر یہ بات بھی مردود ہے اس لیے کہ 'دابۃ' جانور کو کہتے ہیں اسے ظاہر سے مجاز پر محمول کرنے کے لیے ٹھوس قرینے کی ضرورت ہے جو موجود نہیں۔ نیز کسی عالم (انسان) کو دابۃ (جانور) کہنا انسان کو زیب نہیں دیتا تو اللہ تعالیٰ کے شایان شان کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ (جانور) دابۃ کہہ کر عالم ومناظر مراد لیں؟(سبحانہ و تعالیٰ عما یصفون)[3]

مذکورہ تاویلات 'علمائے' متقدمین سے منقول ہیں جن کے جوابات اور تردید کتب

---

(۱) [تفسیر قرطبی (۲۱۰/۱۳)]

(۲) [مجمع الزوائد ۸/۷]

(۳) [تفصیل کے لیے دیکھیے (التفسیر والتذکرۃ (للامام قرطبیؒ)]

تفاسیر میں ائمہ سلف سے منقول ہے۔ علاوہ ازیں کچھ جدید 'علماء' سے بھی عجیب تاویلات منقول ہیں مثلاً

① 'دابۃ' سے مراد کوئی بھی وحشی جانور اور درندہ ہے جو لوگوں پر حملہ کر کے انہیں زخمی کرتا ہے کیونکہ تکلمھم (جانور ان سے کلام کرے گا) کا معنی تجرحھم (جانور انہیں زخمی کر دے گا) ہے اور ہو سکتا ہے ایسے وحشی جانور اور درندے جن کا ہم آج مشاہدہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بکثرت زمین پر پھیلا دے جو لوگوں کو زخمی کرنا شروع کر دیں۔ (۱)

② تکلمھم بمعنی تجرحھم ہے یعنی وہ جانور لوگوں کو زخمی کرے گا لہٰذا اس سے خطرناک جراثیم (GERMS) مراد ہیں جو انسان کی صحت کے دشمن ہیں اور اللہ تعالیٰ قبل از قیامت ان جراثیم کو ان لوگوں پر مسلط فرما دیں گے جو اللہ کے حد درجہ نافرمان اور باغی ہوں گے اور مقصود انہیں عذاب سے دوچار کرنا ہوگا۔ (۲)

<u>مذکورہ تاویلات فاسدہ بوجوہ غلط اور قابل رد ہیں:</u>

❶ مذکورہ دونوں حضرات نے تکلمھم کے مرجوح وغیر معروف معنی مراد لیے ہیں کیونکہ تکلمھم کے راجح معنی گفتگو کرنے کے ہیں۔ (۳)

❷ مذکورہ تاویل قرآن وسنت کے منافی ہے اس لیے کہ قرآن وسنت سے واضح ہوتا ہے کہ ''زمین سے ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا...... جو لوگوں کی پیشانیوں پر نشان لگائے گا'' جب کہ مذکورہ 'جانور' اور جراثیم

(۱) [(محمد فرید وجدی مؤلف دائرۃ المعارف ۴/۱۴۴)]
(۲) [(محمد فہیم ابو عبیۃ شارح النہایۃ لابن کثیر، ط/جدید (ص ۱۹۰، ۱۹۱، ج ۱)]
(۳) [دیکھیے تفسیر قرطبی (۱۰/۶۔۱۴)]

میں 'بعد المشرقین' ہے!

❸ جراثیم وغیرہ تو پیدائش خلقت سے پائے جاتے رہے ہیں نیز خوردبین بھی ایک عرصہ سے ان کی تصدیق کر چکی ہے پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت کہ قبل از قیامت یہ علامت ظاہر ہوگی؟

❹ جراثیم آنکھ کی ظاہری بصارت سے نظر نہیں آتے جب کہ دابۃ الارض ہر شخص کو نظر آئے گا۔

❺ قرآن وسنت کے مطابق وہ ایک ہی جانور ہوگا جب کہ جراثیم کا شمار خوردبین کے بغیر ناممکن ہے۔

❻ جراثیم کا حملہ کافر ومسلم سب پر یکساں ہے یعنی یہ کافر ومسلم میں کوئی حد امتیاز پیدا نہیں کرتے جب کہ 'دابۃ الارض' مسلم اور کافر کے مابین مہر لگا کر تمیز وتفریق کرے گا۔

دابۃ الارض اور امام قرطبیؒ کا فیصلہ

امام قرطبیؒ 'دابۃ الارض' کی کسی مخصوص جانور کے علاوہ تاویلات کرنے والوں کی تردید کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"فهذه أقوال الصحابة والتابعين فى خروج الدابة وصفتها وهى ترد قول من قال من المفسرين إن الدابة إنما هى إنسان متكلم يناظر أهل البدعى والكفر وقد روى أبو أمامة أن النبى ﷺ قال تخرج الدابة "[1]

''دابۃ الارض کے خروج اور اس کی صفات کے بارے میں صحابہ وتابعین کے یہ

---

(۱) [(تفسیر قرطبی (ص۲۰۳، ج۱۳)]

قول ان مفسرین کی تردید کرتے ہیں جن کا کہنا ہے کہ 'دابۃ الارض' سے مراد ایسا انسان (عالم) ہے جو بدعتیوں اور کافروں سے مناظرے کرے گا جب کہ ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک جانور نکلے گا (لہٰذا جانور سے انسان مراد لینا غلط تفسیر ہے)



فصل ثالث

ذوی العقول شخصیات سے متعلقہ پیش گوئیاں

❶ ظہور مہدی

نبی علیہ السلام کی پیشگوئیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قیامت سے پہلے ایک آدمی منصۂ شہود پر ظاہر ہوگا جس کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا، وہ نبی علیہ السلام کے خاندان سے (یعنی فاطمہ) ہوگا اور بوقت ظہور دنیا میں ہر طرف ظلم و جبر، فتنے، آزمائشیں، اور جنگیں ہو رہی ہوں گی مگر امام مہدی کے ذریعے اللہ تعالیٰ دنیا میں امن وامان، عدل وانصاف قائم فرما دیں گے، ظلم وجبر کا خاتمہ ہوگا، کشت وخون بند ہو جائے گا اور ہر طرف مال ودولت کی ریل پیل اور خوشحالی کا سماں ہوگا اور ویسا سماں دنیا نے پہلے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ مذکورہ پیش گوئی تا حال ظاہر نہیں ہوئی مگر ہمارا ایمان ہے کہ نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی لامحالہ پوری ہو کر رہے گی مذکورہ پیش گوئی سے متعلق لوگوں میں دو غلط نظریئے پائے جاتے رہے ہیں۔

اول یہ کہ مذکورہ پیش گوئی سے متعلقہ احادیث سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے کئی لوگوں نے 'مہدی' ہونے کا جعلی اور خود ساختہ دعویٰ کیا مگر مرور زمانہ نے ان کے کذب وافتراء کو ننگا کر دکھایا اس کے برعکس **دوسرا** یہ نظریہ پیدا ہوا کہ مذکورہ پیش گوئی سے تعلق رکھنے والی جملہ احادیث 'ضعیف' ہیں اگر بالفرض اسے صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس سے مراد ہر وہ نیک عالم، صالح امام اور عادل منتظم ہے جو خلافت راشدہ کی یاد تازہ کر دے، لہٰذا یہ کوئی متعین شخصیت نہیں! اس کے علاوہ 'شیعہ' کا یہ عقیدہ ہے کہ 'مہدی' ہمارا بارہواں امام محمد بن حسن عسکری ہے جو سامرا کی غار میں روپوش ہے اور قبل از قیامت

ظاہر ہو کر حکمرانی کرے گا۔

قارئین ! مذکورہ نظریات باطلہ کی تردید سے پہلے یہ بات نوٹ فرمالیں کہ امام مہدی اوراس کی علامات کے متعلق کتب احادیث میں بکثرت روایات منقول ہیں جن میں صحیح ،ضعیف اور موضوع ہر طرح کی روایات مختلط ہیں مگر صرف ضعیف اور موضوع روایات کی آڑ لے کر صحیح روایات کو بھی نظر انداز کر دینا عدل وانصاف کے منافی ہے اور فی الواقع مشہور مؤرخ ابن خلدونؒ نے یہ کہتے ہوئے اس کی بنا ڈالی کہ 'امام مہدی کے متعلق جملہ احادیث قابل تنقید ہیں اور نقدو جرح سے بچ جانے والی روایات بہت تھوڑی بلکہ نا ہونے کے برابر ہیں (۱)

اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ ابن خلدونؒ فن تاریخ کے امام تھے،مگرفن حدیث کے شہسوارنہیں تھے جب کہ فن حدیث کے ائمہ نے ظہورمہدی سے متعلقہ بہت سی احادیث پر 'صحت' کا حکم لگایا ہے مثلاً امام ابن حبانؒ نے صحیح ابن حبان (۲۳۶/۱۵) میں، حافظ ابو جعفر عقیلیؒ نے الضعفاء الکبیر (۷۶/۲ ، ۲۵۳/۳) میں، محدث ابوسلیمان الخطابیؒ نے (دیکھیے تحفۃ الاحوذی ۲۲۵/۶)امام بیہقیؒ نے (دیکھیے المنارالمنیف لابن قیم ص ۱۳۰) ، علامہ ابن اثیرؒ نے جامع الاصول (۳۲۷/۱۰) میں ،مفسر قرطبیؒ نے التذکرہ (ص ۵۱۶) میں ،شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ (ص ۵۶۲) میں ، حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری (۸۷/۱۳) میں ، نیز بہت سے علما نے ان احادیث کی صحت پر تواتر معنوی کا حکم لگایا ہے مثلاً علامہ شوکانی نے ،(دیکھیے التوضیح فی تواتر ما جاء فی المهدی ......للشوکانی) حافظ ابوالحسن آبریؒ نے (دیکھیے تہذیب الکمال (۱۹۴/۳)، فتح الباری (۳۹۳) ،المنار المنیف ص (۱۴۲) علامہ محمد سفارینی نے (دیکھیے عقیدہ اہل سنت للشیخ عبدالمحسن عباد ص

(۱)[فهذه جملة الاحاديث لم يخلص منها من النقد إلا القليل أو الأقل منه)]

۱۸۳) نواب صدیق بن حسن خان قنوجیؒ نے (دیکھیے الاذاعۃ لما کان وما یکون بین یدی الساعۃ ص۱۱۲)

علاوہ ازیں علمانے ظہور مہدی کے اثبات پر بیشمار کتابیں لکھی ہیں جن میں سے چندایک درج ذیل ہیں:

① 'العرف الوردی فی أخبار المهدی' للسیوطیؒ

② 'الاحادیث الواردة فی المهدی' لابی بکر بن أبی خیثمةؒ

③ 'رسالة فی شان المهدی' لعلی المتقی الهندیؒ

④ 'القول المختصر فی علامات المهدی المنتظر' لابن حجر مکیؒ

⑤ 'الشرب الوردی فی مذهب المهدی' للملا علی قاریؒ

⑥ 'التوضیح فی تواتر ما جاء فی المهدی المنتظر والدجال والمسیح للشوکانیؒ

⑦ 'فوائد الفکر فی ظهور المنتظر' لابن یوسف الحنبلیؒ

⑧ 'الاحادیث القاضیة بخروج المهدی' لمحمد بن اسماعیل الامیر صنعانیؒ

⑨ 'الاحادیث الواردة فی المهدی فی میزان الجرح والتعدیل' للشیخ عبد العلیم

⑩ 'الرد علی من کذب بالأحادیث الصحیحة الواردة فی المهدی للشیخ عبد المحسن العباد

مذکورہ کتابیں اور ائمہ سلف کے فیصلے علامہ ابن خلدونؒ اور ان کے ہمنوا حضرات کی تردید کے لیے کافی وشافی ہیں، علاوہ اَزیں مورخ موصوف کے دعویٰ پر غور وفکر

کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ موصوفؒ نے کلی انکار کے ساتھ استثناء باقی رکھا ہے یعنی (لم یخلص منها من النقد إلا القليل أو الاقل منه /نقد وجرح سے سالم روایات قلیل بلکہ اقل (اسم تفضیل) ہیں۔لہٰذا اگر 'اقل' میں ایک بھی صحیح روایت ثابت ہو جائے تو وہ مسلمان کے علم ویقین کے لیے کافی ہے جب کہ امر واقع یہ ہے کہ محدثین اور علماء کے نزدیک ظہور مہدیؒ کے متعلق دلالت کرنے والی صحیح روایات 'اقل' نہیں 'اکثر' ہیں اور ایسی 'اکثر' ہیں جو 'تواتر' کا درجہ رکھتی ہیں ۔لہٰذا جو حدیث بالتواتر ثابت ہو جائے تو پھر اس میں شک وتردد چہ معنی دارد؟

امام مھدیؒ کا ظہور

ظہور مہدی کے بارے میں چند ایک صحیح روایات درج ذیل ہیں۔

① ''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اسْمُهُ اِسْمِيْ ''(۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ میرے اہل بیت سے ایک آدمی عرب کا حاکم بن جائے گا جس کا نام میرے نام جیسا ہوگا۔''

② ''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا يَوْمٌ (لَطَوَّلَ اللّٰه ذٰلِكَ الْيَوْمِ)حَتّٰى يُبْعَثَ فِيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ يُوَاطِئُ اسْمُهُ اِسْمِيْ وَاسْمُ أَبِيْهِ اِسْمُ أَبِيْ ''(۲)

(۱)[ترمذی: کتاب الفتن،باب ما جاء في المهدي (۲۲۳۰)،احمد (۱/۳۷۷)،ابو داود(۴۲۸۲)، ابن حبان(۱۵/۲۳۶)،طبرانی کبیر(۱۰/۱۳۳)،حاکم (۴/۴۸۸)،صحیح الجامع الصغیر(۵۱۸۰)]

(۲)[ابو داود: کتاب المہدی(۴۲۸۳)،مسند البزار (۴۹۳)،احمد(۱/۱۲۰)،شرح السنۃ (۷/۴۵۷)]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا میں ایک ایسا دن باقی ہے (جسے اللہ تعالیٰ طویل کر دیں گے اور) اس میں میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی کو (امام بنا کر) ظاہر کریں گے جس کا نام میرے نام جیسا اور جس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام جیسا ہوگا۔''

③ ''عَنْ أَبِی سَعِیدِ الْخُدْرِی رَضِی اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّی تَمْتَلِئَ الْأَرْضُ ظُلْمًا وَعُدْوَانًا ، قَالَ : ثُمَّ یَخْرُجُ مِنْ عِتْرَتِی أَوْ مِنْ أَهْلِ بَیْتِی یَمْلَؤُهَا قِسْطًا وَعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَعُدْوَانًا''[1]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ روئے زمین ظلم و زیادتی سے بھر جائے گی، کہا: پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پھر میری نسل یا اہل بیت میں سے (ایک آدمی) نکلے گا جو زمین کو اس طرح عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح یہ ظلم و جور سے بھری پڑی تھی۔''

④ ''عَنْ أَبِی سَعِیدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : خَشِینَا أَنْ یَکُونَ بَعْدَ نَبِیِّنَا حَدَثٌ فَسَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ : یَخْرُجُ الْمَهْدِیُّ فِی أُمَّتِی خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ تِسْعًا''[2]

---

(۱) [احمد (۳/۳۵-۸۸)، ابوداود (۴۲۸۵)، ترمذی: کتاب الفتن، باب ما جاء فی المهدی (۲۲۳۲)، ابن ماجه (۴۱۳۴)، حاکم (۴/۲۰۰)، الحلیة (۳/۱۰۱)، شرح السنة (۷/۴۵۷)، السلسلة الصحیحة (۲/۳۳۶)]

(۲) [احمد (۳/۲۷-۳۲)]

حضرت ابو سعید ؓ فرماتے ہیں کہ

”ہمیں نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد حادثات (کے ظہور) کا خدشہ لاحق ہوا تو ہم نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (امام) مھدی میری امت میں ظاہر ہوں گے جو پانچ سال، یا سات سال یا نو سال تک (زندہ) رہیں گے۔“

⑤ ”عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَلْمَهْدِیُّ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ يُصْلِحُه اللّٰهُ فِي لَيْلَةٍ“[1]

حضرت علی ؓ سے مروی ہے کہ

”اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: مھدی میرے اہل بیت سے ہوگا جس کی ایک ہی رات میں اللہ تعالیٰ اصلاح فرمادیں گے۔“

⑥ ”عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : أَلْمَهْدِیُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مِنْ وَلَدِ فَاطِمَةَ“[2]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

”میں نے اللہ کے رسول ﷺ کا یہ ارشاد گرامی سنا ہے کہ مھدی میری نسل میں (حضرت) فاطمہ ؓ کی اولاد میں سے ہوگا۔“

⑦ ”عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : يَخْرُجُ فِي آخِرِ أُمَّتِي الْمَهْدِیُّ ، يَسْقِيهُ اللّٰهُ الْغَيْثَ ، وَتُخْرِجُ الْأَرْضُ نَبَاتَهَا وَيُعْطِی الْمَالَ صِحَاحًا وَتَكْثُرُ الْمَاشِيَةُ وَتَعْظِمُ الْأُمَّةُ

(۱) [احمد (۱/۱۰۲)، ابن ماجہ: کتاب الفتن، باب خروج المہدی (۴۱۳۶)، ابن ابی شیبہ (۸/۶۷۸) البزار (۲/۲۴۳)، ابو یعلی (۴۶۵)، الحلیة (۳/۱۷۷)، التاریخ الکبیر (۱/۳۱۷)، التذکرہ (۵۱۵)، صحیح الجامع (۲/۱۱۴۰)]

(۲) [ابو داود: کتاب المھدی (۴۲۷۸)، ابن ماجہ (۴۰۸۶)]

يَعِيْشُ سَبْعًا أَوْ ثَمَانِيًا (يَعْنِي حُجَجًا) ''(۱)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میری آخری امت میں مھدی کا ظہور ہوگا، اللہ اسے بارش سے سیراب فرمائے گا، زمین اپنی نباتات اگائے گی، وہ مال کی صحیح صحیح تقسیم کرے گا، مویشی بکثرت ہوں گے، امت عظیم ہو جائے گی اور وہ (مسلسل) سات یا آٹھ سال (تک زندہ) رہے گا۔''

⑧ '' عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَقْتَتِلُ عِنْدَ كِنْزِكُمْ ثَلَاثَةٌ ، كُلُّهُم ابْنُ خَلِيْفَةٍ ثُم لَا يَصِير اِلٰى وَاحِدٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَطْلُعُ الرَّايَاتُ السُّودُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ فَيَقْتُلُونَكُمْ قَتْلًا لَمْ يَقْتُلْهُ قَوْمٌ ......فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَبَايِعُوه وَلوحَبْوا عَلَى الثَّلْجِ فَإِنَّهُ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِيَّ ''(۲)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے (کعبہ کے) خزانے پر تین آدمی لڑائی کریں گے، تینوں خلیفہ کے بیٹے ہوں گے مگر وہ خزانہ کسی ایک کو بھی نہیں ملے گا پھر مشرق کی طرف سے سیاہ جھنڈے آئیں گے اور وہ تمہیں ایسا قتل کریں گے کہ ویسا کسی نے قتل نہ کیا ہو............ جب تم اسے دیکھو تو اس کی بیعت کر لینا خواہ تمہیں برف پر گھسٹ (لڑھک) کر ہی جانا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مھدی ہوگا۔''

شیخ البانی فرماتے ہیں کہ

---

(۱) [مستدرک حاکم: کتاب الفتن والملاحم (۵۵۷-۸/۴)، السلسلة الصحيحة (۳۳۶/۲)]

(۲) ابن ماجہ: کتاب الفتن، باب خروج المہدی (۴۰۸۴)، حاکم (۴۶۳/۴)، النهاية في الفتن (۲۶/۱) وقال ہذا اسناد قوی صحیح]

''یہ حدیث صحیح ہے مگر اس کا آخری جملہ کہ ''وہ اللہ کا خلیفہ ہوگا'' بسند صحیح ثابت نہیں۔ (۱)

⑨ '' عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِىْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، قَالَ : فَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِما السَّلَامُ فَيَقُوْلُ أَمِيْرُهُمْ : تعال صَلِّ لَنَا ، فَيَقُوْلُ: لَا ، اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةُ اللّٰه هٰذِهِ الْأُمَّةِ '' (۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میری امت کا ایک گروہ قیامت تک حق پر غالب (قائم) رہتے ہوئے قتال کرتا رہے گا۔ نیز فرمایا: پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر (مهدی) کہے گا آیئے! نماز پڑھائیں مگر عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے، نہیں! بلاشبہ امیر تم سے ہی ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو شرف بخشا ہے۔''

⑩ '' عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ أَمِيْرُهُمُ الْمَهْدِىُّ ...... '' (۳)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

---

(۱) [تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو السلسلة الضعيفة (۱۱۹/۱)]

(۲) [مسلم: کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ بن مریم حاکما (۳۹۵)، احمد (۳۵۹/۲۔۳۸۴)، مسند ابن عوانہ (۱۰۶/۱)]

(۳) [المنار المنیف لابن قیم (ص ۱۴۷) وقال: هذا اسناد جید]

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے تو ان (لوگوں) کے امیر مھدی کہیں گے...... (اس حدیث میں صراحت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو نماز کی امامت کی دعوت دینے والے مسلمانوں کے امیر و امام مھدی موصوفؒ ہوں گے جبکہ گذشتہ روایت میں امیر کی صراحت نہیں ہے۔)

(11) ''عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : کَیْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَإِمَامُکُمْ مِنْکُمْ ؟ !''[۱]

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا جب (بوقت نماز فجر) عیسیٰ علیہ السلام تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا۔'' (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت نہیں کروائیں گے بلکہ امام مھدیؒ کو آگے کردیں گے)۔

(12) ''عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : یَکُوْنُ فِیْ آخِرِ أُمَّتِی خَلِیْفَةٌ یَحْثِی الْمَالَ حَثْیًا لَا یَعُدُّهٗ عَدَدًا ، قَالَ (الجریری) قُلْتُ لِأَبِیْ نَضْرَةَ وَأَبِی الْعَلَاْ: أَتَرَیَانِ أَنَّهٗ عُمَر بُنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ ؟ فَقَالَا : لَا ''[۲]

حضرت جابر بن عبداللہ ﷛ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری آخری امت میں ایک خلیفہ ہوگا جو بلا حساب وکتاب چلو بھر بھر کر مال تقسیم کرے گا۔''

(جریری) راوی کا کہنا ہے کہ

---

(۱) [بخاری: کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام (۳۴۴۹)، مسلم (۳۹۲)

(۲) [مسلم: کتاب الفتن، باب لاتقوم الساعۃ حتی یمر الرجل...... (۲۹۱۳)، شرح السنۃ (۸۶/۱۵)]

’’میں نے ابونضرۃ اور ابوالعلاء سے پوچھا کہ وہ عمر بن عبدالعزیز تو نہیں؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔‘‘

(13) ’’عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مِنَّا الَّذِیْ يُصَلِّی عِيْسٰی بْنُ مَرْيَمَ خَلْفَهٗ ‘‘(۱)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

’’اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت عیسیٰ جس امام کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے وہ (امام) ہم (اہل بیت) میں سے ہوگا۔‘‘

(14) ’’عَنْ أَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلْمَهْدِیُّ مِنِّی أَجْلَى الْجَبْهَةِ أَقْنَى الْأَنْفِ،يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا وَيَمْلِكُ سَبْعَ سِنِيْنَ ‘‘(۲)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

’’اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: مھدی میری اولاد سے ہوگا، چوڑی پیشانی اور باریک مگر لمبی ناک والا ہوگا۔ وہ زمین کو اس طرح عدل وانصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وطغیان سے بھر دی گئی تھی اور وہ سات سال تک حکومت کرے گا۔‘‘

(15) ’’عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ : عَبَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی مَنَامِهٖ فَقُلْنَا : يَا

(۱) [المنار المنیف (۱۴۸) لابن قیم وقال: اسناد جید، الحاوی للسیوطی (۶۴/۲)، صحیح الجامع الصغیر (۲۱۹/۵)، فیض القدیر (۱۷/۶)]

(۲) [ابوداود: کتاب المہدی (۴۲۶۵)، حاکم (۵۵۷/۴)، المنار المنیف (۱۴۴) وقال سندہ جید، صحیح الجامع الصغیر (۶/۳-۲۲)، المشکوۃ للالبانی (۵۴۵۴) وقال اسنادہ حسن

رَسُوْلَ اللّٰهِ ! صَنَعْتَ شَيْئًا فِي مَنَامِكَ لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُهُ فَقَالَ : أَلْعَجَبَ اِنَّ نَاسًا مِنْ أُمَّتِيْ يَؤُمُّوْنَ الْبَيْتَ بِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ ، قَدلَجَا بِالْبَيْتِ ، حَتّٰى اِذَا كَانُوا بِالْبَيْدَاءِ خُسِفَ بِهِمْ ، فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّ الطَّرِيْقَ قَدْ يَجْمَعُ النَّاسَ ؟ فَقَالَ : نَعَمْ ، فِيْهِمُ الْمُسْتَبْصِرُ وَالْمَجْبُوْرُ وَابْنُ السَّبِيْلِ ، يَهْلِكُوْنَ مَهْلَكًا وَاحِدًا وَيَصْدِرُوْنَ مَصَادِرَ شَتّٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰه عَلٰى نِيَّاتِهِمْ ''(1)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے فرمایا: رسول اللہ اپنی نیند میں گھبرا اٹھے تو ہم نے پوچھا: آج نیند میں آپ کے ساتھ جس طرح ہوا پہلے تو کبھی نہیں ایسا ہوا؟ آپ نے فرمایا: تعجب ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ ایک قریشی آدمی کے لئے بیت اللہ (پر چڑھائی) کا قصد کریں گے کیونکہ اس نے بیت اللہ میں پناہ لی ہوگی اور جب وہ بیدا (میدان) میں پہنچیں گے تو سب (زمین میں) دھنسا دیئے جائیں گے۔ ہم نے کہا: یا رسول اللہ! راستے میں (مقابلہ دیکھنے) تو سب لوگ ہی جمع ہوتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! ان میں اس (مذموم) ارادے سے آنے والے، مجبورا آنے والے اور سفر کرنے والے (ہر طرح کے) لوگ ہوں گے جنہیں یکبارگی ہلاک کر دیا جائے گا پھر (روز قیامت) وہ اپنی اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائیں جائیں گے۔''

ایک روایت میں ہے کہ

''اس لشکر سے صرف ایک آدمی کی جان بخشی ہوگی جو لوگوں کو (ان کی ہلاکت

(1) مسلم: کتاب الفتن، باب الخسف بالجیش الذی یؤم البیت (۲۸۸۴)، احمد (۱۲۱/۶)، الحلیۃ (۱۱۵)

سے) آگاہ کرے گا۔''(۱)

علامات مہدی

مذکورہ احادیث سے مہدی موصوفؒ کی مندرجہ ذیل علامات معلوم ہوتی ہیں جب کہ انہی علامات سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مہدی ایک خاص اور متعین فرد ہے نا کہ ہر مصلح وعادل حکمران!

① امام مہدی کا ظہور علامات قیامت میں سے ایک علامت ہے جس کا وقوع بالکل آخری زمانے میں ہوگا۔

② امام مہدی کے ظہور کے وقت ہر طرف فتنہ وفساد، ظلم وجور اور کشت وخون برپا ہوگا۔

③ امام مہدی کا نام خاتم النبیین کے نام پر اور ان کے والد کا نام نبی ﷺ کے والد کے نام کے مشابہہ ہوگا۔ نبی ﷺ کے دو نام معروف تھے۔محمد ﷺ اور احمد جیسا کہ قرآن مجید سے بھی ثابت ہے اور آپ کے والد کا نام عبداللہ تھا.لہٰذا امام موصوف کا نام محمد (یا احمد) بن عبداللہ ہوگا۔

④ امام مہدی نبی ﷺ کے اہل بیت یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد (حضرت حسنؓ یا حضرت حسین ؓ) سے ہوں گے۔حافظ ابن کثیر نے ان کا یہ نسب ذکر کیا ہے۔محمد بن عبداللہ علوی فاطمی حسنیؒ۔ (۲)

حافظ ابن قیمؒ کا بھی یہی نکتہ نظر ہے۔ (۳)

صاحب عون المعبود فرماتے ہیں کہ باپ کی طرف سے حسین اور ماں کی طرف

---

(۱) [مسلم: ایضا (۲۸۸۳)]

(۲) [النھایة (۱/۲۶)]

(۳) [(المنار المنیف۔۱۳۹)]

سے حسینی ہوں گے (۱)

⑤ امام مہدی کا ظہور حضرت عیسی علیہ السلام سے پہلے ہوگا اور عیسی علیہ السلام ان کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔

⑥ صحیحین میں کنایتا جب کہ دیگر کتب احادیث میں صراحتا امام مہدی کا ذکر موجود ہے جسکے اقرار سے مفر نہیں، لہٰذا جس طرح قرآن کا بعض حصہ بعض کی تفسیر کرتا ہے اس طرح بعض احادیث بعض کی تشریح کرتی ہیں۔(والسنة يفسر بعضها بعضا)۔

⑦ اللہ تعالیٰ امام مہدی کی اچانک ایک رات اصلاح فرما دیں گے اس (حدیث) کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔

❶ امام مہدی میں کچھ عیوب ونقائق ہوں گے جن کی ایک ہی رات میں منجانب اللہ اصلاح فرما دی جائے گی۔حافظ ابن کثیر نے اسی کو اختیار کیا ہے (۲) اور یہی راجح معلوم ہوتا ہے۔

❷ دوسرا معنی یہ ہو سکتا ہے کہ خلافت کا تصور ان کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوگا ایک ہی رات میں اللہ تعالیٰ انہیں خلافت کے لیے تیار کر کے منظر عام پر لے آئیں گے۔

⑧ امام مہدی کے دور میں ہر طرح کی خیر وبرکت ہوگی اور اس کثرت سے ہوگی کہ تاریخ انسانی اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہوگی۔

⑨ امام مہدی ظہور کے بعد زیادہ سے زیادہ نو (۹) سال اور کم سے کم پانچ

---

(۱)[(عون المعبود ۱۱/۲۴۹)]

(۲)[(النہایۃ ۱/۲۷)]

(۵) یا سات (۷) زندہ رہیں گے جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے۔ (۱)

⑩ امام مہدی کوئی نبی یا رسول نہیں ہوگا بلکہ ایک نیک صالح اور مجاہد حکمران ہوگا جو نبوی منہج کے مطابق شریعت اسلامیہ کا اِحیا اور خلافت اِسلامیہ کا قیام کرے گا اور اس کا ظہور مشرق کی طرف سے ہوگا جیسا کہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

''امام مہدیؒ مشرقی ممالک سے ظاہر ہوں گے سامرا کی غار سے نہیں جیسا کہ بعض جاہل رافضیوں کا خیال ہے ......اہل مشرق ان کی مساعدت کریں گے اور ان کی حکومت قائم کریں گے، ان کے سیاہ جھنڈے ہوں گے جیسا کہ رسول ﷺ کا جھنڈا تھا'' (۲)

(11) امام مہدی جس دن ظاہر ہوں گے وہ دن عام دنوں سے طویل ہوگا۔ (۳)

(12) امام مہدی بیت اللہ میں پناہ لیں گے کیونکہ امت مسلمہ میں سے ہی کچھ لوگ بغرض جنگ ان کی طرف پیش قدمی کریں گے مگر اللہ تعالیٰ ان سب کو بیت اللہ پہنچنے سے پہلے ہی 'بیدا' (مقام: چٹیل میدان) میں زمین کے اندر دھنسا دیں گے۔ (۴)

(13) مذکورہ لشکر کا زمین میں دھنس جانا امام مہدیؒ کی مہدویت کے لیے 'جلتی پر تیل' کا کام دے گا اور لوگ مذکورہ نشانی دیکھ کر ان کے مہدی ہونے کو تسلیم کر لیں گے اور جوق در جوق ان کی بیعت کے لیے نکلیں گے۔ایک حدیث بھی اس کی شاہد ہے گو اس کی سند میں 'کلام' ہے۔ (۵)

---

(۱) [(النہایۃ ۱/۲۶)] (۲) [النہایۃ (۱/۲۷)]
(۳) [(دیکھیے ابوداود ۴۲۷۸)] (۴) [دیکھیے مسلم (۲۸۸۴) احمد (۶/۱۲۱) وغیرہ]
(۵) [(دیکھیے ابوداود (۴۲۸۰)]

(14) بیت اللہ یا اس کے قرب وجوار میں امام مہدیؒ بیعت لیں گے۔[1]

مقام ظہور

امام مہدی مشرق کی طرف سے ظاہر ہوں گے اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں پہلا یہ کہ اس سے مدینے کا مشرق مراد لیا جائے گا کیونکہ نبی ﷺ نے مدینے میں یہ بات فرمائی تھی یہی راجح معلوم ہوتا ہے، دوسرا یہ کہ اس سے دنیا کا مشرق مراد لیا جائے تو اس لحاظ سے مدینہ بلکہ مدینے کا مغرب بھی اس میں شامل ہوگا کیونکہ جغرافیے کے اعتبار سے وہ دنیا کے مشرق میں ہے۔علاوہ ازیں دونوں صورتوں میں مشرق کی تحدید نہیں کی گئی لہذا اس میں مشرق قریب، وسطیٰ اور بعید تینوں شامل ہیں لیکن یہ تعبیر درست معلوم نہیں ہوتی بلکہ پہلی تعبیر ہی راجح ومناسب ہے۔

بعض شبہات کا ازالہ

① بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مہدی کوئی الگ شخصیت نہیں بلکہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی مہدی ہوں گے ان کا استشہاد اس حدیث سے ہے (لا المهدى إلا عيسى ابن مريم) ''مہدی خود عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے'' مگر یہ حدیث شدید ضعیف اور ناقابل حجت ہے اس لیے کہ اس کی سند کا دارومدار محمد بن خالد جندی پر ہے جسے امام ذہبی نے منکر الحدیث کہا اور اس کی مذکورہ روایت پر بھی ضعف کا حکم لگایا ہے۔[2]

حافظ ابن حجر نے خالد جندی کو مجہول کہا ہے۔[3]

شیخ ابن تیمیہؒ نے بھی مذکورہ راوی اور اس کی روایت کو ضعیف کہا ہے۔[4]

---

(۱)[النہایۃ ۱/۲۷] (۲)[(میزان الاعتدال (۳/۵۳۵)]
(۳)[تقریب التھذیب (۲/۱۵۷)] (۴)[منہاج السنۃ (ص۵۶۲)]

اگر بالفرض اسے صحیح بھی تسلیم کیا جائے تو یہ بطور صفت ہوگا جیسا کہ بعض صحیح احادیث میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔لیکن اس کے باوجود امام مہدیؒ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو الگ شخصیات ہیں جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

② کچھ احادیث میں یہ بات مذکور ہے کہ مہدی سیاہ جھنڈوں کے ساتھ خراسان سے نمودار ہوگا، اس حدیث کا کچھ لوگوں نے ابومسلم خراسانی دولت عباسیہ کی راہ ہموار کرنے والا مرکزی لیڈر پر انطباق کیا مگر یہ انطباق غلط نکلا۔اول اس لیے کہ 'خراسان' والی کوئی روایت بھی بسند صحیح ثابت نہیں۔دوم یہ کہ علامات مہدی اس پر صادق نہیں آتیں۔

③ مہدی کا لفظی معنیٰ 'ہدایت یافتہ' ہے اس بنا پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور خلفائے راشدین کو 'مہدیین' کہا گیا اور کئی دوسرے خلفاء نے بھی 'مہدی' لقب اختیار کیا مثلاً ابوجعفر منصور کا بیٹا محمد مہدی (جو دولت عباسیہ کا تیسرا خلیفہ تھا) آج بھی یہ لقب مگر (بطور لقب) اختیار کیا جاسکتا ہے۔البتہ اس سے بچنا ہی مناسب واحوط ہے اور اس لقب کی بنا پر متعین امام مہدیؒ کا انکار کرنا یا تاویل کرنا درست نہیں۔

④ امامیہ شیعہ کے نزدیک مذکورہ پیش گوئی کا مصداق محمد بن حسن عسکری ہے جو بچپن میں گم ہوگیا تھا اور آج تک اس کی کوئی خبر نہ ہوسکی۔امامیہ کا نظریہ ہے کہ وہ زندہ ہے، سامرا (بغداد کے قریب) کی غار میں روپوش ہیں اور لوگوں کی نظر سے اوجھل ہیں۔[1]

---

(۱) [(سیر اعلام النبلاء (۱۳/۱۱۹)، المنار المنیف (۱۳۶)، المنهاج السنة (۱۸۴)، الاعلام للزرکلی (۶/۸۰) نیز دیکھیے کشف النعم (ص ۴۰۸)، الاصول من الکافی (۱/۵۰۴)، اعلام الوری (۳۷۷)، الارشاد (۳۳۹) وغیرہا)

اہل السنۃ کے نزدیک اہل التشیع کا مذکورہ مزعومہ نظریہ بالاتفاق باطل ومردود ہے اس لیے کہ امام مہدیؒ کی علامات میں سے ان کے مزعومہ امام میں کوئی علامت ثابت نہیں ہوتی سوائے دو باتوں کے، ایک یہ کہ ان کا نام بھی محمد ہے (مگر باپ کا نام تو حسن ہے نہ کہ عبداللہ) اور دوسری یہ کہ وہ اہل بیت سے گونا گوں لوگ تعلق رکھتے ہیں مگر بچپن سے ان کے غائب ہو جانے سے اس واقعہ کی صرف ڈرامائی حیثیت ہی باقی رہ جاتی ہے۔

امامیہ کا زعم باطل ہے کہ وہ غار سے نکل کر قوم کی راہنمائی کریں گے اور وہ بارہ صدیوں سے اسی خیال میں سرگرداں ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ امام مہدیؒ کس غار میں روپوش، محبوس یا قید ہیں نہ کسی غار سے کبھی نکلیں گے بلکہ ان کے ظہور کی علامت وآیات اس کے سوا ہیں اور عقل ونقل سے شیعہ نکتہ نظر کی خوب تردید ہوتی ہے۔

کچھ مزید جعلی وبناوٹی 'مہدی'

① عبید اللہ بن میمون القداح (مراکشی ۳۲۵ھ) یہ بھی ایک جھوٹا، مکار، ظالم وفاسق اور مجوسی نسل تھا اس کا دادا یہودی تھا اس نے اہل سنت کی طرف کذب وافترا منسوب کیا، مہدی ہونے کا دعویٰ کیا، اسلامی عقائد میں تحریف وتاویل کا ارتکاب کیا حتی کہ یہ ملعون اور پھر اس کے بعد اس کی نسل مصر، حجاز اور بلادِ شام تک پھیل گئی۔[1]

② محمد بن تومرت (افریقی ۲۹۶ھ) یہ ایک جھوٹا، مکار اور ظالم شخص تھا جو مکروہ حیل وحجت سے لوگوں کو مارتا پیٹتا تا کہ وہ اسے 'مہدی' کہیں جس کی بشارت نبی ﷺ نے دی ہے اور انکار کرنے والوں کو قتل کر دیتا، اس نے اپنے ماننے والوں کا نام 'جہمیہ' رکھا تھا۔[2]

---

(۱)[(المنار المنیف (۱۳۲۰)]

(۲)[(دیکھئے: المنار المنیف (ص ۱۴۱)، سیر اعلام النبلاء (۵۳۹/۱۹) مجموع الفتاوی (۱۴۲/۳)]

③ محمد بن عبد اللہ بن حسن ثانی بن حسن بن علی المعروف نفس الزکیہ کو دوسری صدی ہجری میں کچھ لوگوں نے 'مذکورہ مہدی' خیال کیا تھا مگر وہ مہدیؒ ثابت نہ ہوئے بلکہ صرف نام کے لفظی اشتراک سے لوگوں کو دھوکہ ہوا۔ اسی طرح بعض لوگوں نے محمد بن حنفیہ کو بعض نے عمر بن عبد العزیزؒ کو، بعض نے محمد بن ابی جعفر منصور کو، بعض نے ابومسلم خراسانی کو، بعض نے محمد بن عسکری کو اور بعض نے کچھ اور لوگوں کو 'مہدی' خیال کیا مگر ان میں سے کوئی بھی 'مہدی' ثابت نہ ہوا ان کے علاوہ درج ذیل لوگوں نے مہدی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا۔

محمد بن عبد اللہ عاضد (قاہرہ ۴۵۰ھ)، سید محمد جونپوری (ہندوستان ۸۴۰ھ) میر محمد نور بخش (گجرات ۹۸۰ھ) احمد بن علی محیرتی (یمن ۱۰۴۰ھ) محمد بن عاصم ازبک (کردستان ۱۰۷۰ھ)، محمد بن عبد اللہ (ترکی ۱۰۷۵ھ)، محمد احمد سوڈانی (سوڈان ۱۲۹۸ھ)، مرزا غلام احمد قادیانی (قادیان ۱۳۲۰ھ)، عبد اللطیف گنجوری (گجرات ۱۳۲۸ھ)، عالی جاہ محمد (امریکہ ۱۳۷۰ھ) شارت احمد (سیالکوٹ ۱۳۹۵)، بشیر احمد (خیر پور سندھ ۱۴۰۲ھ) پیر ریاض احمد گوہر شاہی (۱۴۱۴ھ)

مذکورہ جھوٹے مدعیان مہدویت میں سے آخر الذکر (گوہر شاہی) نے اکتوبر ۱۹۹۶ء میں مہدی ہونے کا اس طرح دعویٰ کیا کہ ''میں نے (مہدی کا) دعویٰ نہیں کیا البتہ اگر میرے مرید کہتے ہیں تو لوگوں کو ماننا ہوگا اور راسے (یعنی مجھے) پھر امام مہدی تسلیم کرنا ہوگا۔[1] نیز اپنے ایک انٹرویو میں کہا ''چاند پر موجود گوہر شاہی کی تصویر کا انکار کفر کے زمرے میں آتا ہے''[2] چونکہ مذکورہ کذاب نے غیر ملکی کافر قوتوں سے مل

---

(۱)(روزنامہ نوائے وقت ۸رنومبر ۱۹۹۷ء)

(۲)(ویکلی آپریشن ۲۸راکتوبر ۱۹۹۶ء)

کر مہدی اور پھر عیسیٰ ہونے کا ڈرامہ رچایا اس لیے مغربی میڈیا نے اس بات کو خوب کوریج دی کہ گوہر شاہی کی شبیہہ چاند، سورج اور خلا میں نظر آرہی ہے اور اسلام میں رخنہ اندازی ڈالنے کے لیے مغربی طاقتوں نے اسے اپنے بھر پور وسائل مہیا کیے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے کذب وافترا کو روز روشن کی طرح واضح کر دیا اور علمائے اسلام نے اسے بالاتفاق ملحد وزندیق، فاسق وفاجر، ضال ومضل اور خارج عن الاسلام قرار دیا اور یہ ذلت آمیز موت کا شکار ہو کر واصل جہنم ہوا۔

ریاض گوہر شاہی کا عبرتناک انجام

اس کے عبرت ناک انجام پر 'نوائے وقت' نے یہ رپورٹ پیش کی کہ

''انجمن سرفروشان اسلام اور عالمی روحانی تنظیم کے سربراہ ریاض گوہر شاہی کی تابوت میں بند نعش دیکھنے والوں اور تصاویر بنانے والے فوٹو گرافرز نے بتایا ہے کہ یہ بڑا ہولناک اور عبرت ناک منظر تھا۔ نعش کے چہرے پر بڑے بڑے چھالے بہہ رہے تھے جن سے بدبو آرہی تھی۔ چھڑکی جانے والی خوشبوئیں بھی اسے کم نہ کر سکیں۔ کراچی کے جریدہ 'تکبیر' کی رپورٹ میں بتایا گیا کہ جب گوہر شاہی کی نعش آئی تو اس کے پیروکار سجدے میں گر گئے اور ایمبولینس کی گزرگاہ کی مٹی چومنے لگے (**نعوذ باللہ من ذلک**) مریدوں نے قطار باندھ کر میت کا آخری دیدار کیا۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گوہر شاہی ایک ڈیڑھ عشرہ قبل معمولی نوعیت کا مزدور تھا جس نے روحانیت کا لبادہ اوڑھ لیا اور پھر اربوں کی املاک بنالیں۔''

اس پر اس وقت توہین رسالت، توہین قرآن اور شعائر اسلام کے مقدمات چل رہے تھے۔ میر پور خاص کی خصوصی عدالت نے اسے توہین رسالت اور دیگر الزامات ثابت ہونے پر تین بار عمر قید وجرمانہ کی سزا بھی سنائی تھی مگر وہ اس سے قبل ہی خفیہ طور پر

لندن فرار ہو گیا۔اس کے خلاف آمنہ قتل کیس، عبدالمجید خاص خیلی قتل اور دیگر مقدمات کی تحقیقات کرنے والے افسر نے بتایا کہ اس نے ملک سے باہر آپریشن کرا کے اپنی کمر کے اوپر کے حصے پر نسوں کا ابھار اس طرح بنوایا تھا جس سے لگتا تھا کہ یہ کلمہ طیبہ اور جیسے مہر لگائی گئی ہو۔ (نعوذ باللہ)

وہ امام مہدی یا نبوت کا دعویٰ کرنے والا تھا مگر یہ حسرت لیے ہی دنیا سے چل بسا۔اس افسر کے مطابق اس کے بھانجے شبیر نے جو کمپیوٹر انجینئر ہے اس کی نام نہاد روحانیت کو نیا رخ دیا۔حجر اسود، سورج اور چاند پر گوہر شاہی کی تصاویر کے دعوے اسی کمپیوٹر مہارت کا نتیجہ تھے۔رپورٹ کے مطابق ان کے خادم خاص انوار احمد نے گوہر شاہی کی عدم موجودگی کو غیبت کبریٰ قرار دیا۔ گوہر شاہی کی موت کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کی کفریہ جسارت کی گئی اسے (نعوذ باللہ) مالک الملک کا لقب دے کر اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا گیا اور موت کے بعد یہ عبرت ناک منظر دیکھنے میں آیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق اس کے والد فضل حسین کو اس کا جانشین مقرر کیا گیا ہے۔[1]



(۱)(نوائے وقت ۲۷ر دسمبر ۲۰۰۱ء)

❷ دجال کون؟ امریکہ، اسرائیل یا......؟؟

صحیح احادیث کے مطابق نبی کریم ﷺ کی یہ پیشگوئی ہے کہ قیامت سے پہلے 'دجال' ظاہر ہو گا جو نوع آدم کا ایک فرد اور آدمی ہو گا مگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی آزمائش کے لیے اسے بڑے بڑے خوارق عادات شعبدوں Conjurations سے نوازیں گے اور وہ رب ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ اس کے حکم سے آسمان فوراً بارش برسائے گا زمین فوراً نباتات اگا دے گی اور اپنے خزانے بھی اس کے اشارے پر باہر نکال دے گی۔ اس کے پاس روٹیوں اور شہد وغیرہ کے پہاڑ ہوں گے، وہ لوگوں کو مار کر پھر زندہ کر دکھائے گا، وہ مکہ اور مدینہ کے سوا ساری زمین پر تسلط جمائے گا، اس کی سواری ایک بہت بڑا گدھا ہو گی جس کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہو گا...... ان سارے خوارق کے باوجود وہ اپنے ماتھے پر لکھے 'کافر' کو نہ مٹا سکے اور نہ ہی اپنا بھینگا پن ختم کر سکے گا جو اس کے عاجز و کافر ہونے کی واضح مثال ہے۔

کچھ لوگوں نے 'دجال' کے متعلق تاویلات سے کام لیا ہے اور اسے ایک انسان قرار دینے کی بجائے ایک شریر قوت مراد لیا ہے جو قبل از قیامت مسلمانوں کو نقصان عظیم سے دوچار کرے گی۔ اس کے گدھے سے مجازی طور پر آج کے دور کے ہوائی جہاز مراد لیے ہیں، نیز دجال کے خرق عادت امور کو خلاف حقیقت وخلاف فطرت قرار دیا ہے اور ان میں بھی طرح طرح کی عجیب وغریب تاویلیں اور بلا دلیل مجازی معانی اخذ کیے ہیں حالانکہ حقیقت سے مجاز پر محمول کرنے کے لیے 'مضبوط قرینہ صارفہ' ضروری ہوتا ہے جو یہاں مفقود ہے جب کہ دجال اور اس کے خرق عادت امور کو تمام ائمہ سلف نے حقیقت پر محمول کیا ہے۔[1]

---

(۱) [التذکرۃ (۵۵۴)، فتح الباری (۱۳/۱۰۵)، شرح نووی (۱۸/۴۸)، النہایۃ (۱/۸۴) وغیرہ]

اگر چہ آج امریکہ واسرائیل نے امت مسلمہ کے افراد و وسائل اور علاقہ جات پر قبضہ جما کر انہیں خطرناک فتنوں اور آزمائشوں سے دو چار کر رکھا ہے مگر 'فتنہ دجال' ان تمام فتنوں کے ماسوا ہے۔ ذیل میں ہم صحیح احادیث کی روشنی میں 'فتنہ دجال' کا جائزہ لیں گے۔لیکن اس سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عصر حاضر کے چند ایک ایسے علماء کے اقتباس پیش کر دیئے جائیں جنہوں نے منہج سلف کے برعکس اس مسئلہ میں شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنی غلط تاویلات کے ذریعے اس واضح فتنے کو عجیب 'معمہ' بنا چھوڑا ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد (امیر تنظیم اسلامی)

ڈاکٹر موصوف نے اپنی کتاب ''سابقہ اور موجودہ مسلمان امتوں کا ماضی، حال اور مستقبل......'' چونکہ اسی تناظر میں لکھی ہے لیکن ان کی تحریر سے واضح ہوتا ہے کہ وہ 'فتنہ دجال' کے حقیقی مفہوم کو کما حقہ سمجھ نہیں پائے اس لیے انہوں نے 'فتنہ دجال' کو حقیقت ومجاز دونوں پہلوؤں سے اس انداز سے پیش کیا ہے کہ ان کی ساری بحث عجیب تفرد کا شکار دکھائی دیتی ہے۔ بہرصورت ڈاکٹر موصوف چونکہ ایک تحریک کے قائد اور ذمہ دار کی حیثیت رکھتے ہیں اس لیے راقم ان کی کتاب سے ایک طویل اقتباس من وعن پیش کر کے ان کی اس لغزش پر اظہار خیال کرنا چاہے گا۔

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ:

''جہاں تک دجالی فتنے اور دجال اکبر اور مسیح الدجال کی شخصیت (یا شخصیتوں) کا تعلق ہے واقعہ یہ ہے کہ ان کا ذکر احادیث نبویہ ﷺ میں جن مختلف پیرایوں میں آیا ہے ان کے بعض پہلو کم از کم راقم الحروف کے علم وفہم کی حد تک تا حال عقدۂ لا ینحل کی حیثیت رکھتے ہیں، جن کے حل کے لیے کسی عظیم اور محقق محدث ہی کا انتظار کرنا ہوگا ۔البتہ اس مسئلے کے چند پہلو بالکل واضح بھی ہیں۔ بالخصوص 'ملاحم' کے سلسلے میں جس

مسیح دجال کے خروج کا ذکر آتا ہے اس کا معاملہ اپنی جگہ بھی بالکل واضح ہے اور دنیا کے موجودہ حالات جو رخ اختیار کر چکے ہیں ان کے پیش نظر تو بالکل ایسے محسوس ہوتا ہے کہ اس کے ظہور وخروج کے لیے سٹیج بھی بالکل تیار ہو چکا ہے۔

دجالی فتنے کے بارے میں اب سے کوئی ساٹھ برس قبل سورہ الکہف کے حوالے سے ایک نہایت مفصل اور عالمانہ تحریر ایک ایسے عالم وفاضل شخص کے قلم سے نکلی تھی جو معقول ومنقول، اور شریعت وطریقت چاروں کے جامع بھی تھے اور ان میں سے ہر ایک میں نہایت بلند مقام اور اعلیٰ مرتبے کے حامل بھی یعنی مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ۔ راقم کو ان کے نقطۂ نظر سے کامل اتفاق ہے۔ چنانچہ راقم نے بھی ان مباحث کو نہایت شرح وبسط کے ساتھ اپنے سورہ الکہف کے دروس میں بیان کیا ہے جو بحمد للہ آڈیو کیسٹس کی صورت میں محفوظ ہیں۔

ان مباحث کا لب لباب یہ ہے کہ دجالی فتنے سے مراد عہد حاضر کی مادہ پرستانہ تہذیب ہے جس کے پورے تانے بانے اور تمام تر رگ وپے میں یہ نقطۂ نظر سرایت کیے ہوئے ہے کہ اصل اہمیت کی حامل اور توجہ والتفات کے قابل یہ کائنات ہے نہ کہ خالق کائنات کی ذات اور مادہ اور اس کے خصائص وقوانین ہیں نہ کہ روح اور اس کی کیفیات اور یہ حیات دنیوی اور اس کی فلاح وبہبود ہے نہ کہ حیات اخروی اور اس کی فوز ونجات چنانچہ نقطۂ نظر کی اس تبدیلی کا نتیجہ ہے کہ خالق نے انسان کو علم کے حصول کے جو دو (۲) ذرائع عطا کیے تھے یعنی ❶ حواس ظاہری اور ان سے حاصل شدہ معلومات سے استدلال اور استنباط کے لیے عقل کا استعمال، اور ❷ مافوق الطبیعی حقائق تک رسائی اور عملی ہدایت کے لیے وحی آسمانی کی پیروی، ان میں سے انسان نے موخر الذکر سے بالکل صرف نظر کر لیا ہے اور ساری توجہ کو صرف مقدم الذکر

پر مرکوز کر دیا ہے چنانچہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں تو بے پناہ ترقی ہوئی، لیکن اخلاق اور انسانیت کا دیوالہ نکل گیا اس لیے کہ اس کی مادی آنکھ تو چوپٹ کھلی ہوئی ہے جب کہ روحانی آنکھ بالکل بند ہو چکی ہے۔ بہر حال، اس دجالی فتنے نے اگر چہ اس وقت پورے کرۂ ارضی اور تمام عالم انسانیت کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے لیکن زیادہ افسوس اور ملامت و ماتم کے قابل ہے اُمت مسلمہ اور اس کا بھی افضل اور برتر حصہ یعنی مسلمانان عرب کہ وہ بھی قرآن حکیم ایسی کامل اور محفوظ کتاب ہدایت کے حامل اور اس پر ایمان کے مدعی ہونے کے باوجود اس فتنے میں پوری شدت کے ساتھ بلکہ دوسروں سے بھی کچھ زیادہ ہی مبتلا ہیں۔ چنانچہ کتاب الملاحم کی احادیث میں بھی ایک ایسے فتنے کا ذکر ہے جس سے 'عرب کا کوئی گھر نہیں بچے گا' اور بظاہر احوال وہ یہی مادہ پرستی اور اس کے لازمی نتیجے یعنی عیاشی و فحاشی کا فتنہ ہے جو ان کے معاشرے میں اس لیے زیادہ شدت اختیار کر گیا ہے کہ ان کے یہاں سیال سونے کے باعث دولت کی شدید ریل پیل ہو گئی ہے۔

بہر حال نبی اکرم ﷺ نے جس دجالی فتنے کے اثرات سے اپنے دین و ایمان کو بچانے کے لیے سورۃ الکہف اور خصوصاً اس کی ابتدائی اور آخری آیات کو اکسیر کی سی تاثیر کی حامل اور تیر بہدف قرار دیا ہے وہ یہی مادہ پرستی اور شہوات پرستی کا فتنہ ہے! اور اب آیئے دجال یا دجالوں کی جانب، تو ایک بات تو یہ بالکل واضح ہے آنحضور ﷺ نے اپنے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے تمام اشخاص کو 'دجال' قرار دیا ہے اور ایک حدیث میں ان کی تعداد بھی بیان فرما دی ہے یعنی تیس۔ البتہ یہ فیصلہ کرنا کم از کم راقم کے لیے مشکل ہے کہ آیا وہ 'دجال اکبر' جس کے فتنے سے آنحضور ﷺ سمیت جملہ انبیاء علیہ السلام نے خود بھی اللہ کی پناہ مانگی اور اپنی امتوں کو بھی خبردار کیا، جو

خدائی کا دعویٰ کرے گا اور جملہ اہل ایمان کے لیے شدید امتحان بن جائے گا اور وہ مسیح الدجال جس کا ذکر کتاب الملاحم میں آخری زمانے کی جنگوں کے سلسلے میں آتا ہے ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں یا یہ دو جدا اشخاص ہوں گے البتہ جہاں تک مؤخر الذکر کا تعلق، اس کا معاملہ بالکل واضح اور بآسانی سمجھ میں آ جانے والا ہے۔'' (ص ۱۲۷ تا ۱۲۹)

موصوف کے خیالات کا ملخص یہ نکلا کہ:

① دجال سے متعلقہ احادیث فی الحال ان کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔
② دجالی فتنے سے مراد عصر حاضر کی مادہ پرستانہ تہذیب ہے۔
③ دجال کے یک چشم ہونے کا بھی یہی معنی ہے کہ مغربی تہذیب روحانیت سے تہی دامن ہو گی۔
④ دجالی فتنے کے علاوہ کئی اشخاص کو بھی دجال کہا گیا ہے۔
⑤ دجال اکبر سے مراد دو بڑے دجال ہیں ایک وہ جو خدائی کا دعوی کرے گا اور دوسرا وہ جس کا ذکر کتب احادیث میں جنگوں کے بیان میں موجود ہے۔

اسرار عالم دہلوی

تقریباً یہی صورتحال ہندوستان کے عالم، جناب اسرار عالم صاحب نے پیش کی ہے یعنی ایک طرف تو 'دجال اکبر' کا تصور بھی پیش کرتے ہیں اور دوسری طرف 'دجال اکبر' سے متعلقہ پیشگوئیوں کو الگ سے 'دجالی فتنے' سے تعبیر کرتے ہیں پھر اس 'دجالی فتنے' کا اس انداز سے تقسیم در تقسیم چینل گھماتے ہیں کہ اسلام کے خلاف (Anty) ہر قدیم وجدید نظریے اور رویے کو اس 'دجالی فتنے' کا حصہ ثابت کرنے لگتے ہیں مثلاً موصوف رقمطراز ہیں:

'فتنہ دجال اکبر' بنیادی طور پر پانچ عظیم اور خوفناک فتنوں کا نام ہے۔ یہ پانچ عظیم خوفناک اور باہم مربوط فتنے درج ذیل ہیں۔

❶ فتنہ سحر و تسخیر،

فتنہ سحر و تسخیر درج ذیل فتنوں پر مشتمل ہے۔

① فتنہ تسخیر ملکوت سماء وارض

② فتنہ تسخیر آسمان وزمین

③ فتنہ قوت وقدرت پر نظم آسمان وزمین

④ فتنہ قوت وقدرت پر سائنس وٹیکنالوجی

⑤ فتنہ تبدیلی وانہدام فطرت وسنت اللہ

یہ فتنہ ارض وسماء میں قوت ومورت کے انفجار کی صورت میں سامنے آئے گا۔ (۱)

❷ فتنہ مال وبنون

یہ فتنہ مال اور بنون میں انفجار کی صورت میں سامنے آئے گا۔

❸ فتنہ جنس

یہ فتنہ جنس میں انفجار کی صورت میں سامنے آئے گا۔

❹ فتنہ فحش

یہ فتنہ ہر شے میں فحش کے انفجار کی صورت میں سامنے آئے گا۔اس کی درج ذیل شکلیں ہوں گی۔ ❶ فتنہ کثرت پیداوار ❷ فتنہ کثرت ترسیل ❸ فتنہ کثرت استعمال ❹ فتنہ کثرت ضیاع

---

(۱) [غور کیا جائے تو ان پانچوں اقسام میں محض الفاظ کی تبدیلی ہے معنوی تبدیلی کوئی نہیں]

(۲) [فتنہ دجال اکبر (ص ۶ تا ۸)]

⑤ فتنہ تنافس

یہ فتنہ ہر دنیاوی شے کے لیے تنافس کے انفجار کی صورت میں سامنے آئے گا۔[۲]

موصوف نے اسی صفحات پر مشتمل پورا کتابچہ انہی فتنوں کی تقسیم در تقسیم صورتحال پر صرف فرما دیا ہے اور ان کی دیگر کتب مثلاً کیا دجال کی آمد آمد ہے؟ ’دجال‘ وغیرہ کے مطالعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ موصوف کے نزدیک دنیا جہاں کا ہر فتنہ ’دجالی فتنہ‘ ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ موصوف کہیں کہیں ’دجال اکبر‘ کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں لیکن اس سے مراد ان کے نزدیک کوئی شخصیت نہیں بلکہ اس سے مراد ان کے نزدیک ’دجالی فتنہ‘ ہے جو انہیں ہر قدرتی و مصنوعی چیز، غذا، لباس، کاروبار، سفر، تعلیم وغیرہ میں دکھائی دیتا ہے۔ پھر موصوف نے اس دجالی فتنے سے بچاؤ کی صورتوں میں بھی عجیب وغریب شوشے چھوڑے ہیں مثلاً لکھتے ہیں کہ ’فتنہ دجال اکبر‘ کا مقابلہ کرنے کے لیے امت درج ذیل سواریوں کے بغیر اپنا نظم چلانے کی خود کو جلد از جلد عادی بنائے۔

① اونٹ گاڑی، بھینسا گاڑی، بیل گاڑی، گھوڑا گاڑی سے اُمت حتی الوسع اجتناب کرے۔

② ہاتھی کی سواری سے حتی الوسع اجتناب کرے الا یہ کہ اس کے علاوہ کوئی دوسری صورت ممکن نہ ہو۔

فتنہ دجال اکبر کا مقابلہ کرنے کے لیے امت مسلمہ سفر کے لیے درج ذیل صورتوں کا زیادہ سے زیادہ استعمال کرے۔ اونٹ کی سواری، گھوڑے کی سواری، خچر کی سواری، گدھے کی سواری وغیرہ۔[۱]

عجیب تضاد بیانی ہے کہ اونٹ گاڑی یا گھوڑا گاڑی پر تو ہرگز سفر نہ کیا جائے البتہ اونٹ، گھوڑے اور خچر پر ضرور سفر کیا جائے اور جدید سواری کی سہولتوں کو نظر انداز کیا جائے!

---

(۱) (فتنہ دجال اکبر ص ۷۷)

دجال اکبر کا مقابلہ تو میدان جنگ میں ہتھیاروں کے ساتھ ہو گا لیکن موصوف لکھتے ہیں کہ 'فتنہ دجال اکبر' کا مقابلہ کرنے کے لیے لازم ہے کہ امت مسلمہ اور اس میں پائے جانے والے ادارے:

① پختہ متعدد منزلہ مکانات پر یک منزلہ مکانات کو۔

② یک منزلہ مکانات پر نیم پختہ یک منزلہ مکانات کو۔

③ نیم پختہ یک منزلہ مکانات پر کچے یک منزلہ مکانات کو۔

④ کچے یک منزلہ مکانات پر گھاس پھونس، لکڑی اور مٹی کے مکانات کو۔

⑤ گھاس، پھونس اور مٹی کے مکانات پر قدرتی طور پہ بنے رہائش گاہوں کو ترجیح دیں۔ (۱)

معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو کسی جنگل میں بیٹھ کر ایسی دور کی سوجھی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کو 'دجالی فتنہ' قرار دے کر ان سے کنارہ کش ہونے کی تبلیغ فرما رہے ہیں!

ماہنامہ 'اشراق' کا فیصلہ (۲)

''دجال کا خروج ہمارے نزدیک یاجوج ماجوج کے خروج ہی کا بیان ہے۔ دجال ایک اسم صفت ہے جس کے معنی بہت بڑے فریب کار کے ہیں ...... ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ نبی ﷺ نے قیامت کے قریب یاجوج ماجوج ہی کے خروج کو دجال کے خروج سے تعبیر کیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یاجوج و ماجوج کی اولاد یہ مغربی اقوام عظیم فریب پر مبنی، فکر و فلسفہ کی علم بردار ہیں اور اسی سبب سے نبی ﷺ نے انہیں دجال (عظیم فریب کار) قرار دیا۔ روایات میں دجال کی ایک صفت یہ بھی بیان ہوئی ہے کہ

---

(۱) (ایضاً ص ۲۴۲)

(۲) [ماہنامہ 'اشراق' بابت جنوری ۱۹۹۶ء، مدیر مسؤل جاوید احمد غامدی]

اس کی ایک آنکھ خراب ہوگی ۔ یہ بھی درحقیقت مغربی اقوام کی انسان کے روحانی پہلو سے پہلو تہی اور صرف مادی پہلو کی ایک جانب جھکاؤ کی طرف اشارہ ہے ۔ اسی طرح مغرب کی طرف سے سورج کا طلوع بھی غالباً مغربی اقوام کے سیاسی عروج ہی کے لیے کنایہ ہے ۔"

اب ہم صحیح احادیث کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں کہ دجال اکبر یا دجالی فتنہ کا صحیح مفہوم کیا ہے؟

خروج دجال

" عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدِ الْغَفَارِى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اِطَّلَعَ النَّبِىّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ : مَا تَذْكُرُوْنَ ؟ قَالُوْا : نَذْكُرُ السَّاعَةَ ، قَالَ : اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُوْلَ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ وَيَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوْفٍ ، خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ اِلٰى مَحْشَرِهِمْ ﴾[1]

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"نبی کریم ﷺ تشریف لائے جبکہ ہم آپس میں گفتگو کر رہے تھے ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا گفتگو کر رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: ہم قیامت کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت ہرگز قائم نہیں ہوگی جب تک تم قیامت سے پہلے

(۱) [مسلم؛ کتاب الفتن، باب فی الآیات التی تکون قبل الساعۃ (۲۹۰۱)، ابوداود (۴۳۱۱)، ابن ماجہ (۴۰۵۵)، ترمذی (۲۱۸۳)]

دس نشانیاں نہ دیکھ لو پھر آپ نے (انہیں) بیان کیا:۔

① دھواں ② دجال ③ دابۃ الارض

④ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ⑤ حضرت عیسیٰ بن مریم کا نزول

⑥ یاجوج وماجوج، تین جگہ لوگوں کو زمین میں دھنسایا جائے گا

⑦ مشرق میں ⑧ مغرب میں ⑨ جزیرۃ العرب میں

⑩ اور سب سے آخر میں یمن کی طرف سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو (میدان) محشر میں اکٹھا کر دے گی۔

مسیح دجال تمام دجالوں اور کذابوں کا سردار ہوگا

① ''عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابًا آخِرُهُم الْاَعْوَرُ الدَّجَّالُ مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى '' (1)

سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ تیس (30) کذاب نکلیں گے سب سے آخری ''کانا دجال'' ہوگا جس کی بائیں آنکھ کانی ہوگی۔''

② ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(۱) [احمد (۲۲/۵)، السنن الکبری: کتاب الصلوۃ، باب صلاۃ الکسوف (۳۳۹/۳)، المعجم الکبیر (۲۲۷/۷)، مجمع الزوائد (۳۴۸/۲)، فتح الباری (۲۰۶/۷)، الاصابۃ (۲۶/۴) حافظ ابن حجر نے اسے صحیح کہا ہے۔

(۲) [احمد (۱۳۹/۲-۱۲۸)، مجمع الزوائد: کتاب الفتن (۲۳۲/۷)، ابو یعلی (۵۷۰۶)، السلسلۃ الصحیحۃ (۲۵۱/۴)]

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ قَبْلَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ كَذَّابُوْنَ ثَلاثُوْنَ أَو أَكْثَر قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ "(۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

''میں نے اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد سنا کہ مسیح دجال سے پہلے تیس (30) یا اس سے زیادہ جھوٹے ظاہر ہوں گے (اور یہ سب کچھ) قیامت سے پہلے ہوگا۔''

③ '' عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ خَلْقٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ ''(۱)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

'' میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا کہ پیدائش آدم علیہ السلام سے تا قیامت 'دجال' سے بڑا کوئی امر (فتنہ) نہیں۔''

دجال بڑے غصے سے خروج کرے گا

① ''عَنْ نَافِعٍ قَالَ : لَقِيَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ابْنَ صَيَّادٍ فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ ، فَقَالَ لَهُ قَوْلاً أَغْضَبَهُ فَانْتَفَخَ حَتَّى مَلَأَ السِّكَّةَ فَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلَى حَفْصَةَ وَقَدْ بَلَغَهَا فَقَالَتْ لَهُ: رَحِمَكَ اللّٰهُ ! مَا أَرَدْتَ مِنِ ابْنِ صَيَّادٍ ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : إِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ غَضْبَةٍ يَغْضَبُهَا ''(۲)

---

(۱) [مسلم؛ کتاب الفتن، باب فی بقیة من احادیث الدجال (۲۹۴۶)، احمد (۲۷/۴۔۲۹)، جامع الصغیر (۴۸۹/۲)]

(۲) [مسلم؛ کتاب الفتن، باب ذکر ابن صیاد (۷۳۵۹) احمد (۳۲۲/۶)، عبدالرزاق (۳۹۲/۱۱)]

نافع فرماتے ہیں کہ

''ابن عمر رضی اللہ عنہما ابن صیاد سے مدینے کے کسی راستے میں ملے تو اسے کوئی ایسی بات کہہ بیٹھے کہ وہ غضبناک ہو کر پھول گیا حتیٰ کہ پوری گلی کو (پھول کر) بھر دیا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے جبکہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اس کی خبر پہنچ چکی تھی؟ اور وہ کہنے لگیں: اللہ تم پر رحم کرے تمہیں ابن صیاد سے کیا غرض تھی؟ کیا تم جانتے نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا۔ وہ (دجال) کسی غصے کی وجہ سے نکلے گا۔ (اور شاید ابن صیاد ہی دجال ہو جو اس طرح غصے میں خروج کر دے)۔''

② ایک روایت میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال اس غصے کے ساتھ خروج کرے گا جس میں وہ مبتلا ہوگا۔''(۱)

دجال کی شکل وصورت

① ''عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ يَنْطِفُ أَوْ يُهْرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً ا قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: ابْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ جَسِيمٌ أَحْمَرُ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالُوْا: هٰذَا الدَّجَّالُ، أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ، رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ''(۲)

---

(۱) [احمد(۶/۳۲۲)، کتاب الفتن، باب ذکر ابن صیاد(۲۹۳۲)، عبد الرزاق (۱۱/۳۹۶)]

(۲) [بخاری؛ کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۷۱۲۸)، مسلم(۱۶۹)، احمد (۲/۳۱، ۵۴، ۱۷۰)، شرح السنۃ (۷/۴۴۳)، المؤطا (۲/۹۲۰)]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا میں سویا ہوا (خواب میں) کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک صاحب جو گندم گوں تھے اور ان کے سر کے بال سیدھے تھے گویا ان سے پانی ٹپک رہا ہے۔ (ان پر میری نظر پڑی) میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ ہیں پھر میں نے پلٹ کر دیکھا تو ایک موٹے شخص پر نظر پڑی جو سرخ (رنگت) تھا، بال اس کے گھنگھریالے تھے، ایک آنکھ سے کانا تھا گویا اس کی آنکھ انگور کی طرح ابھری ہوئی تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ دجال ہے۔ اس کی صورت عبد العزیٰ بن قطن سے بہت ملتی تھی۔ یہ بنو خزاعہ کا ایک شخص تھا۔ (جو عہد جاہلیت میں فوت ہوا)۔''

② '' عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا بُعِثَ نَبِيٌّ اِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ ، أَلَا اِنَّهُ أَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَاِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ ''(۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نبی نے اپنی امت کو کانے اور جھوٹے (دجال) سے ڈرایا ہے، خبردار! وہ کانا ہے حالانکہ تمہارا رب کانا نہیں۔ اس (دجال) کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔''

③ ایک روایت میں ہے کہ (۲)

---

(۱) [بخاری؛ کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۷۱۳۱)، مسلم (۲۹۳۳)، ابوداود (۴۳۱۶)، ترمذی (۲۲۴۵)، ابن خزیمہ، (۱/۱۰۵)، احمد (۳/۱۲۹، ۱۴۵، ۲۱۷، ۲۶۰، ۲۸۸، ۲۹۴، ۳۱۴)، شرح السنۃ (۲۰۸۲)، مصنف عبدالرزاق (۲۰۸۲۰)]

(۲) [بخاری؛ ایضا (۷۱۲۷)]

''میں تمہیں ایسی بات بتاتا ہوں جو دوسرے انبیاء نے نہیں بتائی وہ کانا ہوگا جبکہ تمہارا رب کانا نہیں۔''

④ ''عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالُ مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ ثُمَّ تَهَجَّاهَا (ك ، ف ،ر) يِقْرَأُهُ كُلُّ مُسْلِمٍ ''(۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا دجال کانا ہے، اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا پھر آپ نے ہجے کر کے بتایا (ک،ف،ر) جسے ہر مسلمان پڑھ سکے گا۔''

⑤ : ایک روایت میں ہے کہ

''اسے ہر مسلمان پڑھے گا خواہ وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ ہو''۔(۲)

⑥ ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ ''(۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال کی دائیں آنکھ کانی اور انگور کے دانے کی طرح ابھری ہوئی ہوگی۔''

⑦ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ(۴)

''نبی ﷺ سے دجال کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا رنگ

(۱) [مسلم؛ کتاب الفتن ،باب ذکر الدجال (۷۳۶۵، ۲۹۳۳)]

(۲) [احمد (۳/۲۶۱، ۲۸۸، ۲۸۹)] (۳) [بخاری، کتاب الفتن ،باب ذکر الدجال (۷۱۲۳)]

(۴) [احمد، ۱/۲۶۷)، طبری (۱۰۳/۸)، ابویعلی (۲۷۲۰)، ابن کثیر (۲۵/۳)، مجمع الزوائد (۲۳۵/۱)، قال :احمد شاکر: 'اسنادہ صحیح'، احمد (۸۱۲/۵)

انتہائی سفید، جسم بہت بڑا، آنکھ چمکدار ستارے کی طرح کھڑی اور سر کے بال درخت کی ہری شاخوں کی مانند ہیں۔''

⑧ ایک روایت میں ہے کہ

''دجال کی آنکھ شیشے کی طرح (سبزی مائل) ہے۔''[1]

⑨ '' عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : الدَّجَّالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى جَفَالُ الشَّعْرِ مَعَهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ ''[2]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا، گھنے بالوں والا ہوگا اور اس کے ساتھ جنت (باغ) اور آگ ہوگی۔ اس کی آگ (درحقیقت) جنت ہے اور اس کی جنت (دراصل) آگ ہے۔''

⑩ ''عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي الدَّجَّالِ: أَعْوَرُهُجَانَ أَزْهَرَ كَانَ رَأْسَهُ أَصَلَةَ أَشْبَهُ النَّاس بِعَبْدِ الْعُزَى بْنِ قَطَنٍ ''[3]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دجال کانا اور انتہائی سفید اور چمکدار (رنگت)

---

(۱) [احمد (۱۲۴/۵، ۱۶۵)، ابن حبان (۲۰۶/۱۵)، الحلیۃ (۳۶۳/۴)، مجمع الزوائد (۶۵۰/۷)، مسند طیالسی (۵۴۴)]

(۲) [مسلم؛ کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۲۹۳۴)]

(۳) [احمد (۲۹۹/۱۔۳۸۸)، البزار (۱۱۰۸) ابویعلی (۷۲۵)، ابن ابی شیبہ (۲۴۶/۸)]

ہوگا۔ اس کا سر افعی سانپ جیسا (چھوٹا مگر خوب متحرک) ہوگا۔ وہ لوگوں میں سے عبد العزی بن قطن (کافر) کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوگا۔''

(11)'' عَنْ سَفِيْنَةَ مَوْلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :...... وَهُوَ أَعْوَرُ عَيْنِهِ الْيُسْرٰى، بِعَيْنِهِ الْيُمْنٰى ظَفرةٌ غَلِيْظَةٌ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِمَا كَافِرٌ '' (۱)

حضرت سفینہ جو اللہ کے رسول کے غلام تھے، بیان کرتے ہیں کہ

'' اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال بائیں آنکھ سے کانا ہوگا اور دائیں آنکھ گوشت کے ٹکڑے کی طرح ابھری ہوئی (عیب دار) ہوگی جبکہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان 'کافر' تحریر ہوگا۔''

(12) '' عَنْ هَشَامِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَنَّ رَأْسَ الدَّجَّالِ مِنْ وَرَائِهِ حُبُكٌ حُبُكٌ فَمَنْ قَالَ : أَنْتَ رَبِّيْ اِفْتَتَنَ وَمَنْ قَالَ : كَذَبْتَ،رَبِّي اللّٰه عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ فَلَا يَضُرُّهُ'' (۲)

حضرت ھشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

'' اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال کا سر پچھلی جانب سے گنجا گنجا سا ہوگا جس نے کہا کہ تو میرا رب ہے وہ تو فتنے میں مبتلا ہوا اور جس نے کہا: تو جھوٹا ہے میرا رب تو اللہ ہے جس پر میں بھروسہ کرتا ہوں تو وہ اسے کچھ نقصان نہ دے سکے گا۔

(۱)[احمد (۲۸۱/۵)،المعجم الکبیر (۶۴۴۵)،مجمع الزوائد (۶۵۴/۷)]

(۲)[احمد (۲۸/۴)،حاکم: کتاب الفتن (۵۵۴/۴)،مجمع الزوائد (۶۵۸/۷)،عبدالرزاق (۳۹۵/۱۱) المجم الکبیر (۱۷۵/۲۲)]

کیا دجال آدمی ہوگا؟

① ''عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنِّي قَدْ حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَتّٰى خَشِيْتُ أَنْ لَّا تَعْقِلُوا أَنَّ مَسِيحَ الدَّجَّالِ رَجُلٌ قَصِيْرٌ أُفْحَجُ جَعْدٌ أَعْوَرُ مَطْمُوسُ الْعَيْنِ لَيْسَ بِنَاتِئَةٍ وَلَا جَحْرَاءَ فَاِنْ أُلْبِسَ عَلَيْكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ'' (۱)

حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں دجال کے بارے میں خبر دی ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ تم اسے پہچان نہ سکو گے۔ مسیح دجال ایک پستہ قد آدمی ہوگا، گھنگھریالے بال ہوں گے، آنکھ کانی اور مٹی ہوئی نہ بہت اونچی ابھری ہوئی اور نہ بہت دھنسی ہوئی ہوگی پھر بھی اگر تمہیں اس کے بارے میں شک وشبہ ہو تو خوب، جان رکھو کہ تمہارا رب تو کانا نہیں ہے۔

② حضرت فاطمۃ بنت قیس رضی اللہ عنہا (ایک طویل حدیث میں جو متصل بعد مذکور ہے) فرماتی ہیں کہ

''...... میں (دجال کا) جاسوس ہوں تم اس سنسان جگہ کی طرف چلو جہاں ایک آدمی تمہاری خبر کا مشتاق ہے تو وہ سب وہاں گئے اور کہتے ہیں کہ وہاں ہم نے اتنا بڑا آدمی دیکھا کہ ویسا قد آور مگر (لوہے کی زنجیروں سے) جکڑا ہوا آدمی پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔'' (۲)

(۱) [ابوداود؛ کتاب الملاحم، باب خروج النساء (۴۳۱۲)، صحیح الجامع الصغیر (۲/۸۔۳۱۷)]

(۲) [مسلم؛ کتاب الفتن، باب قصۃ الجساسۃ (۲۹۴۲)]

③ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''ابن صیاد نے کہا کہ میں دجال، اس کی جائے پیدائش اور رہائش (اور اسکے والدین) کے متعلق اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ (سب کچھ) کہاں ہے۔''[1]

کیا دجال زندہ ہے؟

① ''عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ...... فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ: لِيَلْزَمْ كُلُّ اِنْسَانٍ مُصَلَّاه ثُمَّ قَالَ : أَتَدْرُوْنَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ ؟ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ ، قَالَ : اِنِّيْ وَاللّٰهِ ! مَاجَمَعْتُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ وَلٰكِنْ جَمَعْتُكُمْ لأَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًا فَجَآءَ فَبَايَعَ وَأَسْلَمَ وَحَدَّثَنِيْ حَدِيثًا وَافَقَ الَّذِيْ كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ مَسِيحِ الدَّجَّالِ ، حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَكِبَ فِيْ سَفِيْنَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلَاثِيْنَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامَ فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ ثُمَّ أَرْفَؤُوا اِلَى جَزِيْرَةٍ فِي الْبَحْرِ حِيْنَ مَغْرِبِ الشَّمْسِ فَجَلَسُوْا فِيْ أَقْرُبِ السَّفِيْنَةِ فَدَخَلُوْا الْجَزِيْرَةِ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيْرُ الشَّعْرِ لَا يَدْرُونَ مَا قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعْرِ فَقَالُوْا : وَيْلَكِ مَا أَنْتِ ؟ قَالَتْ : اَنَا الْجَسَّاسَةُ ، قَالُوْا وَمَا الْجَسَّاسَةُ ؟ قَالَتْ : يَاَيُّهَا الْقَوْمُ ! انْطَلِقُوْا اِلَى هٰذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَاِنَّهُ اِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ ، قَالَ : لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُوْنَ شَيْطَانَةً ، قَالَ : فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتّٰى دَخَلْنَا الدَّيْرَ فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا ، وَأَشَدُّهُ وِثَاقًا

(۱) مسلم؛ کتاب الفتن، باب ذکر ابن صیاد (۲۹۲۷)، احمد (۳/۲۳، ۵۴، ۹۹)، ترمذی (۲۲۴۶)

مَجْمُوْعَةٌ يَدَاهُ اِلَى عُنُقِهِ مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ اِلَى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيدِ قُلْنَا : وَيْلَكَ مَا أَنْتَ ؟ قَالَ : قَدْ قَدَرْتُمْ عَلَى خَبَرِىْ فَاَخْبِرُوْنِىْ مَا أَنْتُمْ ؟ قَالُوْا : نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ ، رَكِبْنَا فِى سَفِيْنَةٍ بَحْرِيَّةٍفَصَادَفْنَا الْبَحْرَ حِيْنَ اغْتَلَمَ فَلَعِبَ بِنَا الْمَوْجُ شَهْرًا ثُمَّ أَرْفَأْنَا اِلَى جَزِيْرَتِكَ هَذِهِ ،فَجَلَسْنَا فِى أَقْرُبِهَا فَدَخَلْنَا الْجَزِيْرَةِ فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيْرُ الشَّعْرِ لَا نَدْرِىْ مَا قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعْرِ فَقُلْنَا : وَيْلَكِ مَا أَنْتِ ؟ فَقَالَتْ : أَنَا الْجَسَّاسَةُ ، قُلْنَا : وَمَاالْجَسَّاسَةُ ؟ قَالَتْ :اعْمِدُوا اِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِى الدَّيْرِ فَاِنَّهُ اِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ فَاَقْبَلْنَا اِلَيْكَ سِرَاعًا وَفَزِعْنَا مِنْهَا وَلَمْ نَأْمَنْ أَنْ تَكُوْنَ شَيْطَانَةٌ فَقَالَ : أَخْبِرُوْنِىْ عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ ؟ قُلْنَا : عَنْ أَىِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ ؟ قَالَ : أَسْأَلُكُمْ عَنْ نَخْلِهَا ، هَلْ يُثْمِرُ ؟ قُلْنَا لَهُ : نَعَمْ ، قَالَ : أَمَا اِنَّهَا يُوْشِكُ أَنْ لَا تُثْمِرَ ، قَالَ : أَخْبِرُوْنِى عَنْ بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ ؟ قُلْنَا : عَنْ أَىِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ ؟ قَالَ : هَلْ فِيْهَا مَاءٌ ؟ قَالُوْا : هِىَ كَثِيْرَةُ الْمَاءِ ، قَالَ : أَمَا اِنَّ مَاءَ هَا يُوشِكُ أَنْ يَذْهَبَ ، قَالَ : أَخْبِرُوْنِىْ عَنْ عَيْنِ زُغَرَ ؟ قَالُوْا: عَنْ أَىِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ ؟ قَالَ : هَلْ فِى الْعَيْنِ مَاءٌ ؟ وَهَلْ يَزْرَعُ أَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ ؟ قُلْنَا لَهُ : نَعَمْ ، هِىَ كَثِيْرَةُ الْمَاءِ وَأَهْلُهَا يَزْرَعُوْنَ مِنْ مَائِهَا ، قَالَ : أَخْبِرُوْنِىْ عَنْ نَبِىِّ الْأُمِّيِّيْنِ مَا فَعَلَ ؟ قَالُوْا : قَدْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ ، قَالَ : أَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ ؟ قُلْنَا : نَعَمْ ، قَالَ : كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ ؟ فَاَخْبَرْنَاهُ أَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلَى مَنْ يَلِيهِ مِنَ الْعَرَبِ وَأَطَاعُوهُ ، قَالَ ، قَالَ لَهُمْ : قَدْ كَانَ ذَاكَ ؟ قُلْنَا : نَعَمْ !قَالَ : أَمَا اِنَّ

ذَاكَ خَيْرٌ لَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ وَإِنِّيْ مُخْبِرُكُمْ عَنِّيْ ، إِنِّيْ أَنَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ وَإِنِّيْ يُوْشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ فَأَخْرُجُ فَأَسِيْرُ فِي الْأَرْضِ فَلَا أَدَعُ قَرْيَةً إِلَّا هَبَطْتُهَا هِي أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ فَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا ، كُلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ وَاحِدَةً أَوْ وَاحِدًا مِنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِيْ مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِيْ عَنْهَا وَإِنَّ عَلَى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُوْنَهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهِ فِيْ الْمِنْبَرِ : هَذِهِ طَيْبَةُ ، هَذِهِ طَيْبَةُ ، هَذِهِ طَيْبَةُ ، يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ ، أَلَاهَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ ذَالِكَ ؟ فَقَالَ النَّاسُ : نَعَمْ ، فَإِنَّهُ أَعْجَبَنِيْ حَدِيْثُ تَمِيمٍ أَنَّهُ وَافَقَ الَّذِيْ كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْهُ ، وَعَنِ الْمَدِيْنَةِ وَمَكَّةَ ، أَلَا إِنَّهُ فِيْ بَحْرِ الشَّامِ أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ ، لَابَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ،مَا هُوَ، مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، مَا هُوَ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ ''(۱)

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

''نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہو کر منبر پر تشریف لائے اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ہر بندہ اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے پھر کہا، کیا تمہیں علم ہے کہ میں نے تمہیں کیوں جمع کیا ہے؟ لوگوں نے کہا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم خدا کی میں نے تمہیں ترغیب وترھیب (وعظ ونصیحت) کے لئے اکٹھا نہیں کیا

(۱)[مسلم؛ کتاب الفتن، باب قصۃ الجساسۃ (۲۹۴۲،۱۱۹)، ابوداود (۴۳۲۵)، ترمذی (۲۲۵۳)، نسائی (۳۵۴۷)، ابن ماجہ (۴۰۴۵)، حمیدی (۱/۱۷۷)، احمد (۶/۴۱۹، ۴۲۰، ۴۶۱، ۴۶۴، ۵۶۴)، طبرانی کبیر (۲۴/۹۵۶)، دلائل النبوۃ (۵/۴۱۶)، مشکل الآثار (۷/۳۸۹)

بلکہ اس لئے جمع کیا ہے کہ تمیم داری جو عیسائی تھا وہ میری بیعت کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو چکا ہے اس نے مجھے مسیح دجال کے بارے میں ویسی ہی خبر دی ہے جیسی میں تمہیں دیا کرتا ہوں، اس نے کہا کہ وہ 'لخم' اور 'جذام' قبیلے کے تیس (30) آدمیوں کے ساتھ بحری جہاز میں سوار تھا کہ مہینہ بھر بحری موجیں ان کی کشتی سے کھیلتی رہیں حتی کہ ان کی کشتی (جہاز) مغرب کی طرف ایک جزیرے پر جا لگی پھر وہ ایک چھوٹی کشتی پر سوار ہو کر جزیرے میں جا اترے جہاں انہیں گھنے بالوں والا ایسا جانور ملا جس کے منہ یا دم کی شناخت ناممکن تھی۔ انہوں نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ جانور نے کہا کہ میں جاسوس ہوں، انہوں نے کہا کس کا جاسوس؟ اس نے کہا کہ اس شخص کی طرف چلو جو 'دیر' میں ہے اور تمہاری خبر کا مشتاق ہے۔ تمیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب جانور نے اس شخص کا نام لیا تو ہم ڈرے کہ کہیں یہ شیطان نہ ہو۔ تمیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر ہم تیز تیز چلتے ہوئے دیر (سنسان جگہ) میں داخل ہوئے تو وہاں ہم نے اتنا بڑا انسان دیکھا کہ ویسا قد آور مگر جکڑا ہوا آدمی کبھی نہ دیکھا تھا! اس کے دونوں ہاتھ گردن کے پیچھے اور پاؤں ٹخنوں کے ساتھ مضبوط لوہے سے بندھے ہوئے تھے۔ ہم نے کہا، کمبخت! تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ میری خبر تو حاصل کر ہی لو گے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟ لوگوں نے کہا کہ ہم اہل عرب ہیں اور ایک سمندری جہاز میں محو سفر تھے کہ سمندر میں طغیانی آ گئی جس کی وجہ سے مہینہ بھر ہمارا جہاز موجوں کا شکار رہا پھر ہم اس جزیرے کے قریب پہنچے تو ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر اس جزیرے میں داخل ہوئے تو ہمیں (یہ) جانور ملا جس کے بالوں کی کثرت کی وجہ سے منہ یا پشت معلوم نہیں ہوتی تھی ہم نے اس سے پوچھا کمبخت! تو کون ہے؟ تو اس نے کہا: میں جاسوس ہوں، تم اس 'دیر' میں موجودہ آدمی کی طرف چلو، وہ تمہاری خبر کا بڑا مشتاق ہے تو ہم جلدی سے تمہاری طرف چلے آئے اور ہم تو اس

(جانور) کو شیطان سمجھتے ہیں۔ دجال نے کہا کہ مجھے بیسان (شام) کے نخلستان کی خبر دو ؟ ہم نے کہا، اس کی کونسی خبر مطلوب ہے؟ اس نے کہا کیا وہ پھل لاتا ہے؟ ہم نے کہا ہاں! اس نے کہا عنقریب وہ پھلدار نہیں رہے گا۔ اچھا مجھے بحیرہ طبریہ کی خبر دو؟ کیا اس میں پانی رواں دواں ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! خوب رواں دواں ہے۔ اس نے کہا کہ عنقریب وہ خشک ہو جائے گا۔ اس نے کہا، مجھے زغر (شام) کے چشمے کے متعلق بتاؤ کیا اس میں پانی موجود ہے اور کیا لوگ اس کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں؟ ہم نے کہا ، ہاں! اس میں پانی بھی ہے اور لوگ اس کے پانی سے کھیتی باڑی کر رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ مجھے عرب کے نبی کی خبر دو؟ ہم نے کہا کہ وہ مکہ سے ہجرت کر کے یثرب (مدینہ) جا پہنچا ہے۔ اس نے کہا کیا اہل عرب نے اس سے لڑائی کی ہے؟ ہم نے کہا، ہاں! اس نے کہا پھر نتیجہ کیا رہا؟ ہم نے کہا کہ وہ نبی اپنے گردوپیش میں غالب آچکا ہے۔ اس نے کہا کیا واقعی ایسے ہو چکا ہے؟ ہم نے کہا، ہاں! اس نے کہا کہ لوگوں کے لئے اس کی اطاعت ہی بہتر ہے۔

اور میرے متعلق سنو: میں 'مسیح دجال' ہوں، اب عنقریب مجھے خروف کی اجازت دی جائے گی اور میں چالیس (40) دنوں میں پوری روئے زمین کو فتح کر لوں گا البتہ مکہ اور طیبہ (مدینے) مجھ پر حرام کر دیئے گئے ہیں اگر میں اس طرف (کسی بھی شہر مکہ یا مدینے کا) رخ کروں گا تو وہاں تلوار لہراتے فرشتے مجھے روک دیں گے جو وہاں پہرے پر مقرر ہوں گے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا عصا منبر پر تین مرتبہ ٹکراتے ہوئے فرمایا: یہی طیبہ (مدینہ) ہے۔ (اور وہ دجال ہے) کیا میں تمہیں اس (دجال) کے بارے میں بتایا نہیں کرتا تھا؟ لوگوں نے کہا، کیوں نہیں! پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے تمیم کی بات

اس لئے اچھی لگی کہ یہ میری اس خبر کے مشابہہ ہے جو میں تمہیں دجال اور مکہ ومدینہ کے بارے میں بتایا کرتا تھا۔

خبردار! وہ (دجال) دریائے شام میں یا دریائے یمن میں ہے؟ نہیں بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے اور آپ ﷺ نے مشرق کی طرف اپنے ہاتھ سے بھی اشارہ فرمایا۔"

بعض روایات میں دجال کے مذکورہ سوالات کے علاوہ مزید سوالات بھی ذکر ہوئے ہیں علاوہ ازیں اپنے مطلوبہ جوابات پر دجال خوشی سے اچھلنا، کودنا اور چیخنا چلانا شروع کر دیتا ہے۔

② حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"مجھے 'ابن صیاد' نے کہا: اللہ کی قسم! میں دجال کی جائے پیدائش، وقت پیدائش، رہائش اور والدین کے متعلق بخوبی آگاہ ہوں۔[1]

کیا نبی کریم نے دجال کو دیکھا تھا؟

① "عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ مُوْسٰى رَجُلًا آدَمَ طَوَالًا جَعْدًا كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ وَرَأَيْتُ عِيْسٰى رَجُلًا مَرْبُوْعًا، مَرْبُوْعَ الْخَلْقِ اِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبْطَ الرَّأْسِ وَرَأَيْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِيْ آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللّٰهُ اِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ"[2]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

---

(۱) [مسلم؛ کتاب الفتن، باب ذکر ابن صیاد (۲۹۲۷)]

(۲) [بخاری؛ کتاب بدء الخلق، باب اذا قال احدکم آمین...... والملائكة فی السماء......

''اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، شب معراج میں میں نے موسیٰ کو دیکھا وہ گندمی رنگت، دراز قد، اور گھنگھریالے بالوں والے تھے ایسے لگتا تھا جیسے قبیلہ شنوءہ کا کوئی شخص ہو اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا جو درمیانے قد، میانے جسم، سرخ وسفید رنگت اور سیدھے بالوں والے تھے۔ میں نے جہنم کے داروغے کو بھی دیکھا اور دجال کو بھی دیکھا۔ منجملہ ان آیات کو (دیکھا) جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھائی تھیں (سورۃ سجدہ میں اسی کا ذکر ہے کہ)'' لہٰذا آپ ﷺ نے ان سے ملاقات کے بارے میں کسی قسم کا شک وشبہہ نہ کریں''۔

② حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں سویا ہوا (خواب میں) کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک صاحب جو گندم گوں تھے اور ان کے سر کے بال سیدھے تھے گویا ان سے پانی ٹپک رہا ہے (ان پر میری نظر پڑی) میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں، پھر میں نے پلٹ کر دیکھا تو ایک موٹے شخص پر نظر پڑی جو سرخ (رنگت) تھا، اس کے بال گھنگھریالے تھے، ایک آنکھ سے کانا تھا گویا اس کی آنکھ انگور کی طرح ابھری ہوئی تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ دجال ہے۔ اس کی صورت عبدالعزی بن قطن خزاعی سے بہت مشابہت رکھتی تھی''۔ (1)

دجال کی شعبدہ بازیاں

① "عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيْهِ وَرَفَّعَ حَتّٰى

(1) [بخاری: کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۷۱۲۸)، مسلم (۱۶۹)، المؤطا (۹۲۰/۲)، احمد (۲/ ۳۱، ۵۴، ۱۷۰)، شرح السنۃ (۴۴۳/۷)

ظَنَنَّاهُ فِیْ طَائِفَةِ النَّخْلِ فَلَمَّا رُحْنَا اِلَیْهِ عَرَفَ ذٰلِكَ فِیْنَا فَقَالَ مَا شَأْنُکُمْ ؟ قُلْنَا : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! ذَکَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً فَخَفَّضْتَ فِیْهِ وَرَفَّعْتَ حَتّٰی ظَنَنَّاهُ فِیْ طَائِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ : غَیْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِیْ عَلَیْکُمْ اِنْ یَخْرُجْ وَأَنَا فِیْکُمْ فَأَنَا حَجِیْجُهُ دُوْنَکُمْ وَاِنْ یَخْرُجْ وَلَسْتَ فِیْکُمْ فَامْرُؤٌ حَجِیْجُ نَفْسِهِ وَاللّٰهِ خَلِیْفَتِیْ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ ، اِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ ، عَیْنُهُ طَافِئَةٌ کَأَنِّیْ أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزّٰی بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ أَدْرَکَهُ مِنْکُمْ فَلْیَقْرَأْ عَلَیْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْکَهْفِ اِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَیْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ یَمِیْنًا وَعَاثَ شِمَالًا ، یَا عِبَادِ اللّٰهِ ! فَاثْبُتُوْا ، قُلْنَا : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَمَا لَبْثُهُ فِی الْأَرْضِ ؟ قَالَ : أَرْبَعُوْنَ یَوْمًا ، یَوْمٌ کَسَنَةٍ وَیَوْمٌ کَشَهْرٍ وَیَوْمٌ کَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَیَّامِهِ کَأَیَّامِکُمْ ، قُلْنَا : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَذٰلِكَ الْیَوْمُ الَّذِیْ کَسَنَةٍ أَتَکْفِیْنَا فِیْهِ صَلَاةُ یَوْمٍ ؟ قَالَ : لَا ، اقْدُرُوْا لَهُ قَدْرَهُ ، قُلْنَا : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَمَا اِسْرَاعُهُ فِی الْأَرْضِ ؟ قَالَ : کَالْغَیْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّیْحُ فَیَاتِیْ عَلَی الْقَوْمِ فَیَدْعُوْهُمْ فَیُؤْمِنُوْنَ بِهِ وَیَسْتَجِیْبُوْنَ لَهُ فَیَأْمُرُ السَّمَآءَ فَتُمْطِرُ وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوْحُ عَلَیْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا کَانَتْ ذُرًی وَأَسْبَغَهُ ضُرُوْعًا وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ ثُمَّ یَاْتِی الْقَوْمَ فَیَدْعُوْهُمْ فَیَرُدُّوْنَ عَلَیْهِ قَوْلَهُ فَیَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَیُصْبِحُوْنَ مُمْحِلِیْنَ لَیْسَ بِاَیْدِیْهِمْ شَیْءٌ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَیَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَیَقُوْلُ لَهَا: أَخْرِجِیْ کُنُوزَكِ فَتَتْبَعُهُ کُنُوْزُهَا کَیَعَاسِیْبِ النَّحْلِ ثُمَّ یَدْعُوْا رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَیَضْرِبُهُ بِالسَّیْفِ فَیَقْطَعُهُ

جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ وَيَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَالِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيحَ بْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُوْدَتَيْنِ ''(1)

حضرت نواس بن سمعان ﷛ سے مروی ہے کہ

''ایک صبح نبی کریم ﷺ نے دجال کا تذکرہ کیا تو اسے حقیر اور اس کے فتنے کو عظیم کہا (یا کبھی اونچی اور کبھی آہستہ بات کی) حتی کہ ہمیں گمان ہوا کہ شاید دجال ان درختوں کے جھنڈ میں آ گیا ہو پھر ہم بوقت شام آپ کی طرف گئے تو آپ ﷺ نے پوچھا: کیا ماجرا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ آپ نے دجال کے بارے میں اچھی طرح آگاہ کیا تھا اور ہم سمجھے کہ شاید وہ اسی نخلستان میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے دجال سے بڑھ کر فتنوں کا تم پر اندیشہ ہوسکتا ہے؟ اگر دجال میرے جیتے جی نکلا تو میں اس کے درمیان رکاوٹ بن کر تمہیں اس کے شر سے بچالوں گا اور اگر وہ میرے بعد ظاہر ہوا تو تم میں سے ہر ایک شخص بذات خود اس کے خلاف حجت ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ اور نگہبان ہوگا۔ دجال ایک گھنگھریالے بالوں والا نوجوان ہے جس کی ایک آنکھ ابھری ہوگی اور وہ عبدالعزی (کافر) کے مشابہہ ہوگا لہٰذا جو شخص بھی تم میں سے دجال کو دیکھے وہ سورت کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے۔ دجال شام اور عراق کے درمیان ریگستانی راستے سے خارج ہوگا اور دائیں بائیں فتنہ فساد برپا کرے گا۔ اللہ کے بندو! ایمان پر ثابت قدم رہنا۔

صحابہ ﷡ نے پوچھا کہ دجال کتنا عرصہ زمین پر قیام کرے گا؟ آپ ﷺ نے

(۱) [مسلم: کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۱۱۰، ۲۹۳۷)، احمد (۴/ ۲۲۸)، ابوداود (۴۳۲۱)، ترمذی (۲۲۴۰)، حاکم (۴/ ۵۳۷)، طبری (۹/ ۹۵)]

فرمایا: چالیس (40) دن جن میں سے ایک دن ایک سال برابر، ایک دن ماہ برابر، ایک دن ہفتے کے برابر ہوگا۔ پھر باقی دن عام دنوں جیسے ہوں گے۔ (یعنی ایک سال ، دو ماہ اور دو ہفتے)۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! جو دن سال برابر ہوگا اس میں ہم نمازیں کیسے ادا کریں گے؟ کیا ایک ہی دن کی نمازیں ہمیں کافی ہوں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! بلکہ تم اس (سال) کا (عام دنوں کے ساتھ) اندازہ کر لینا۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس کی چال ڈھال کیسی ہوگی؟ فرمایا: اس بارش کی طرح جسے ہوا پیچھے سے دھکیلتی ہے۔ پھر وہ ایک قوم کے پاس جا کر انہیں کفر کی دعوت دے گا جسے وہ قبول کر لیں گے تو وہ آسمان کو حکم دے گا اور آسمان بارش برسائے گا پھر وہ زمین کو حکم دے گا تو زمین اناج اگائے گی جن پر ان کے جانور چریں گے جن کے کوہان پہلے سے اونچے، تھن پہلے سے کشادہ اور کوکھیں خوب پھولی ہوں گی۔

پھر دجال ایک قوم کے پاس آ کر اسے کفر کی دعوت دے گا مگر وہ انکار کر دیں گے تو دجال ان سے پلٹ جائے گا اور وہ لوگ قحط اور خشک سالی کا شکا رہو جائیں گے حتی کہ ان کے ہاتھ میں مال و دولت میں سے کچھ نہ رہے گا جبکہ دجال بنجر اور ویران زمین پر نکلے گا اور اسے حکم دے گا، اے زمین! اپنے خزانے نکال دے تو زمین کے خزانے اس کے پاس اس طرح جمع ہو جائیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں ملکہ مکھی کے پاس ہجوم کرتی ہیں پھر دجال ایک جوان کو بلا کر اس کے دو ٹکڑے کر ڈالے گا جس طرح نشانہ دو ٹوک ہو جاتا ہے پھر اسے (زندہ کر کے) پکارے گا تو وہ جوان چمکتے، دمکتے اور ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ اس کی طرف چلا آئے گا۔ دریں اثنا اللہ تعالیٰ مشرق کی طرف شہر دمشق میں سفید منارے کے پاس زرد کپڑوں

میں ملبوس حضرت عیسیٰ ابن مریم کو نازل کر دیں گے......۔''

② ''عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : اِنِّيْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : اِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ اِذَا خَرَجَ مَاءً وَنَارًا فَاَمَّا الَّذِيْ يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ وَأَمَّا الَّذِيْ يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِيْ يَرَى أَنَّهَا نَارٌ فَاِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ ''[1]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''میں نے اللہ کے رسول سے سنا کہ جب دجال خروج کرے گا تو اس کے ساتھ پانی (جنت) اور آگ (جہنم) ہوگی جسے لوگ آگ سمجھیں گے وہ ٹھنڈا پانی ہے اور جسے لوگ ٹھنڈا پانی سمجھیں گے وہ درحقیقت جلانے والی آگ ہے اگر تم میں سے کسی کو اس (فتنے) کا سامنا ہو تو وہ اس میں داخل ہو جو آگ دکھائی دیتی ہے کیونکہ وہ دراصل ٹھنڈا پانی ہے۔''

③ ''عَنِ الْمُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ مَا سَأَلْتُهُ وَاِنَّهُ قَالَ لِيْ : مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ ؟ قُلْتُ : لِأَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مَعَهُ جَبَلُ خُبْزٍ وَنَهَرُ مَاءٍ قَالَ : بَلْ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ''[2]

---

(۱)[بخاری؛ کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل (۳۴۵۰)، مسلم (۲۹۳۴)، ابو داود (۴۳۱۵)، ابن ماجہ ۴۱۲۲)، ابن حبان (۶۷۹۹)، طبرانی کبیر (۱۷/۶۴۲)، ابن ابی شیبہ (۸/۶۴۸)]

(۲) بخاری؛ کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۷۱۲۲)، مسلم (۲۱۵۲)، احمد (۴/۳۴۸)، ابن ماجہ (۴۱۲۴)، ابن ابی شیبہ (۸/۶۴۷)]

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''دجال کے بارے میں جس قدر سوالات میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھے ہیں اور کسی سے نہیں پوچھے (تو) آپ ﷺ نے مجھے کہا: تمہیں اس (دجال) سے کیا خطرہ ہے؟ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے پاس روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہوگی۔ فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اس سے بھی (کئی درجہ) آسان ہے''۔

④ ''عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا حَدِیْثًا طَوِیْلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَکَانَ فِیْمَا یُحَدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ قَالَ : یَاتِی الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْهِ أَنْ یَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِیْنَةِ فَیَنْزِلُ بَعْضَ السِّباخِ الَّتِیْ تَلِی الْمَدِیْنَةَ فَیَخْرُجُ اِلَیْهِ یَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَیْرُ النَّاسِ، أَوْ مِنْ خِیَارِ النَّاسِ فَیَقُوْلُ: أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِیْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ (عنك) حَدِیْثَهُ فَیَقُوْلُ الدَّجَّالُ : أَرَأَیْتُمْ اِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْیَیْتُهُ هَلْ تَشُکُّوْنَ فِی الْاَمْرِ ؟ فَیَقُوْلُوْنَ : لَا ، فَیَقْتُلُهُ ثُمَّ یُحْیِیْهِ فَیَقُوْلُ : وَاللّٰهِ مَا کُنْتُ فِیْكَ أَشَدَّ بَصِیْرَةً مِنَّ الْیَوْمَ فَیُرِیْدُ الدَّجَّالُ أَنْ یَقْتُلَهُ فَلَا یُسَلَّطُ عَلَیْهِ ''(۱)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''ایک دن آنحضرت ﷺ نے ہمیں دجال کے متعلق ایک طویل حدیث سنائی۔ آنحضرت ﷺ کی حدیث میں یہ بھی تھا کہ دجال آئے گا اور اس کے لئے ناممکن ہوگا کہ وہ مدینہ کی گھاٹیوں (راستوں) میں داخل ہو سکے چنانچہ وہ مدینہ منورہ کے قریب

(۱)[بخاری: کتاب الفتن، باب لا یدخل الدجال المدینۃ (۷۱۳۲)، مسلم (۲۹۳۸)، احمد (۳/۳۶)، مصنف عبدالرزاق (۱۱/۳۹۳)، کتاب السنۃ لابن ابی عاصم (۳۹۰) ابن مندہ (۱۰۲۸)]

کسی شورزدہ زمین پر قیام کرے گا۔ پھر اس دن اس کے پاس ایک مردمؤمن جائے گا جو افضل ترین لوگوں میں سے ہوگا اور وہ دجال سے کہے گا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں حدیث بیان فرمائی تھی (کہ ان علامات کے ساتھ دجال خبیث آئے گا)

دجال (لوگوں) سے کہے گا کہ اگر میں اس شخص کو قتل کردوں اور پھر زندہ کر دکھاؤں تو کیا پھر بھی تمہیں میرے (رب ہونے کے) معاملے میں شک ہوگا؟ لوگ کہیں گے، نہیں! چنانچہ وہ اس شخص کو قتل کر دے گا اور پھر زندہ کر دے گا۔ اب وہ شخص کہے گا کہ واللہ! (خدا کی قسم) مجھے تیرے بارے میں پہلے اتنی بصیرت نہ تھی جتنی اب آچکی ہے (کہ تو واقعی دجال ہے) اس پر دجال پھر اسے قتل کرنا چاہے گا مگر اس مرتبہ وہ اسے مار نہیں سکے گا۔"

'دجال' دنیا کا سب سے بڑا فتنہ!

① "عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : مَا بَيْنَ خَلْقِ اٰدَمَ اِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ أَمْرٌ أَكْبَرُ مِنَ الدَّجَالِ "(۱)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اللہ کے رسول ﷺ سے میں نے سنا کہ پیدائش آدم سے تا قیامت 'دجال' سے بڑا کوئی معاملہ (فتنہ) نہیں ہے۔"

② ایک روایت میں ہے:(۲)

(۱)[مسلم؛ کتاب الفتن، باب فی بقیۃ من احادیث الدجال (۲۹۴۶)، احمد (۲۹،۲۷/۴)، جامع الصغیر (۴۸۹/۲)]

(۲)[احمد (۲۹/۴)]

"مَا بَيْنَ خَلَقَ آدَمَ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةِ فِتْنَةٌ أَكْبَرُ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ"

''پیدائش آدم سے وقوع قیامت تک فتنہ دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں۔''

③ ''عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ الدَّجَّال عِنْدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :لَأَنَا لِفِتْنَةِ بَعْضِكُم أَخْوَفُ عِنْدِيْ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَلَنْ يَنْجُوَا أَحَدٌ مِمَّا قَبْلَهَا إِلَّا نَجَا مِنْهَا وَمَا صَنَعْتُ فِتْنَةٌ مُنْذُ كَانَتِ الدُّنْيَا صَغِيْرَةً وَلَا كَبِيْرَةً إِلَّا لِفِتْنَةِ الدَّجَّالِ''(1)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''اللہ کے رسول ﷺ کے پاس دجال کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: فتنہ دجال کی بنسبت تمہارے باہمی فتنہ فساد کا مجھے زیادہ خوف ہے (کہ تم ضرور باہمی فتنہ وفساد برپا کرو گے) گذشتہ لوگوں میں سے جو کوئی اس فتنے سے محفوظ رہا وہ دراصل محفوظ ہے اور آج تک دنیا میں جو کوئی چھوٹا یا بڑا فتنہ رونما ہوتا ہے وہ دجال کے فتنے کی وجہ سے ہے۔''

④ "عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا بُعِثَ نَبِيٌّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوْبٌ كَافِرٌ"(2)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو نبی بھی مبعوث ہوا اس نے اپنی امت کو

---

(1) [احمد (۳۸۲/۵)، البزار (۲-۳۳۹۱)، مجمع الزوائد (۶۴۶/۷)، وصححه]

(2) [بخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۷۱۳۱)، مسلم (۲۹۳۳)، ابوداود (۴۳۱۶)، ترمذی (۲۲۴۵)، شرح السنۃ (۲۰۸۲)، احمد ۱۲۹/۳، ۱۴۵)، عبدالرزاق (۲۰۸۲۰)]

کانے کذاب (دجال) سے ضرور ڈرایا ہے۔ خبردار! وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے اور اس کی آنکھوں کے درمیان 'کافر' (ک۔ف۔ر) لکھا ہوگا۔"

⑤ "عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوَالَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ نَجَامِنْ ثَلَاثٍ فَقَدْ نَجَا، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، مَوْتِي، وَالدَّجَّالُ، وَقَتْلُ خَلِيْفَةٍ مُصْطَبِرٍ بِالْحَقِّ مُعْطِيَهٗ "(۱)

حضرت عبداللہ بن حوالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

" اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص تین (حادثات کے) مواقعوں پر محفوظ رہا وہ نجات پا گیا۔ آپ ﷺ نے تین بار یہ بات دہرائی۔ (پھر فرمایا):۔

❶: میری موت ❷: دجال ❸: اور دین حق پر قائم فیاض خلیفہ کا قتل۔

⑥ "عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَاللّٰهِ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابًا آخِرُهُمُ الْاَعْوَرُ الدَّجَّالُ مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى "(۲)

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

" اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ تیس جھوٹے نکلیں گے اور سب سے آخر میں (ان کا سردار) کانا دجال نکلے گا جس کی بائیں آنکھ عیب دار ہوگی۔"

(۱) [احمد (۱۵۳/۴) (۴۶/۵۔۹۶۳)، ابن ابی شیبہ (۶۴۹/۸)، دلائل النبوۃ (۳۹۲/۶)، کتاب السنۃ لابن ابی عاصم (۱۱۷۷)، وصححہ الالبانی، حاکم (۱۰۸/۳)]

(۲) [احمد (۲۲/۵)، السنن الکبری، کتاب صلاۃ الخسوف، باب صلاۃ الکسوف (۳۳۹/۳)، المعجم الکبیر (۲۲۷/۷)، مجمع الزوائد (۳۴۸/۲)، الاصابۃ (۴۶/۴)، فتح الباری (۸۰۶/۶) وقال الحافظ اسنادہ حسن]

⑦ ”عَنْ سَفِينَةَ مَوْلٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : خَطَبَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : أَلَا إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا حَذَّرَ الدَّجَّالَ أُمَّتَهُ ...... مَعَهُ مَلَكَانِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَشْبَهَانِ نَبِيَّيْنِ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ لَوْ شِئْتُ سَمَّيْتُهُمَا بِأَسْمَائِهِمَا وَأَسْمَاءَ أَبَائِهِمَا وَاحِدُ مِنْهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ وَذٰلِكَ فِتْنَةٌ ، فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ : أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؟ أَلَسْتُ أُحْيِي وَأُمِيْتُ ؟ فَيَقُوْلُ لَهُ : صَدَقْتَ ، فَيَسْمَعُهُ النَّاسُ ، فَيَظُنُّوْنَ إِنَّمَا يُصَدِّقُ الدَّجَّالَ وَذٰلِكَ فِتْنَةٌ ثُمَّ يَسِيْرُ حَتّٰى يَأْتِيَ الْمَدِيْنَةَ فَلَا يُؤْذَنُ لَهُ فِيْهَا فَيَقُوْلُ : هٰذِهِ قَرْيَةُ ذٰلِكَ الرَّجُلِ ثُمَّ يَسِيْرُ حَتّٰى يَأْتِيَ الشَّامَ فَيَهْلِكُهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عِنْدَ عُقْبَةِ أَفِيْقٍ“[1]

حضرت سفینہ جو آنحضرت ﷺ کے غلام تھے بیان کرتے ہیں کہ

”اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا تو فرمایا: خبردار! مجھ سے پہلے ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے وہ بائیں آنکھ سے کانا ہوگا جبکہ دائیں آنکھ پر گوشت ابھرا ہوگا اور دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔ جب وہ خروج کرے گا تو اس کے ساتھ دو وادیاں ہوں گی ایک جنت اور دوسری آگ ہوگی اس کی آگ تو جنت ہوگی مگر اس کی جنت آگ ہوگی، اس کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے جو دو نبیوں کے روپ میں ہوں گے اگر میں چاہوں تو ان کے اور ان کے آباء کے نام بھی بتا سکتا ہوں۔ (ایک اس (دجال) کے دائیں طرف اور دوسرا بائیں جانب ہوگا اور یہ آزمائش کے لئے ہوں گے۔

دجال کہے گا۔(لوگو!) کیا میں تمہارا رب نہیں؟ کیا میں تمہیں زندہ نہیں کرتا،

(۱) [احمد (۲۸۱/۵)، المعجم الکبیر (۶۴۴۵)، مجمع الزوائد (۶۵۴/۷)]

موت نہیں دیتا؟ تو ایک فرشتہ کہے گا تو جھوٹ بولتا ہے مگر اس (فرشتے) کی بات دوسرے فرشتے کے سوا اور کوئی نہیں سنے گا اور اس کا ساتھی فرشتہ جواب میں کہے گا، ہاں! تیری بات سچی ہے (کہ یہ جھوٹا ہے رب نہیں) لوگ اس فرشتے کی بات سنیں گے تو یہ سمجھیں گے کہ شاید یہ دجال کو سچا کہہ رہا ہے (حالانکہ دوسرا فرشتہ پہلے فرشتے کی اس بات، کہ دجال جھوٹا ہے، کی تصدیق کر رہا تھا) اور یہ آزمائش ہوگی۔ پھر دجال مدینے کی طرف بڑھے گا مگر اسے مدینے میں داخلے کی اجازت نہیں ملے گی تو وہ کہے گا، یہ فلاں آدمی (محمد) کی بستی ہے پھر وہ شام کی طرف چلا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اُفیق کی گھاٹی کے پاس (باب لد پر) اسے (عیسیٰ کے ہاتھوں) ہلاک کریں گے۔''

⑧ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال نکلنے والا ہے، اس کی بائیں آنکھ کانی ہوگی اس پر گوشت کا سخت لوتھڑا ہوگا اور وہ کوڑھ اور برص کے مریض کو تندرست کر دے گا، مردے کو زندہ کر دکھائے گا اور لوگوں سے کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں۔ جس شخص نے اقرار کیا کہ تو میرا رب ہے وہ تو فتنے میں مبتلا ہوا اور جس شخص نے کہا کہ میرا رب اللہ ہے حتی کہ اس پر جان قربان کر گیا تو وہ دجال کے فتنے سے بچا لیا گیا اور اب اس پر کوئی فتنہ ہے نہ کوئی عذاب ہے۔ جب تک اللہ کی مرضی ہوگی دجال زمین پر رہے گا پھر حضرت عیسی بن مریم نازل ہوں گے جو مغرب کی طرف سے آئیں گے، محمد کریم ﷺ کی تصدیق کریں گے اور انہی کے دین (اسلام) پر قائم ہوں گے وہ دجال کو قتل کریں گے اور پھر قیامت قائم ہوگی۔''(۱)

دجال کی جنت اور جہنم

---

(۱) [احمد (۱۹/۵)، المعجم الکبیر (۶۹۱۸)، البزار (۳۳۸۹)، مجمع الزوائد ۶۴۸/۷) وصححه

① ”عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : إِنِّيْ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : إِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ إِذَا خَرَجَ مَاءً وَنَارًا فَأَمَّا الَّذِيْ يَرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ، وَأَمَّا الَّذِيْ يَرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِيْ يَرَى أَنَّهَا نَارٌ فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ“ (1)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

”میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ دجال جب خارج ہوگا تو اس کے پاس پانی اور آگ ہوگی جسے لوگ آگ خیال کریں گے وہ دراصل ٹھنڈا پانی ہوگا اور جسے لوگ ٹھنڈا پانی سمجھیں گے وہ دراصل جلانے والی آگ ہوگی۔ تم میں سے اگر کسی شخص کو اس (فتنے) سے پالا پڑے تو وہ اس کی آگ میں داخل ہو جائے کیونکہ وہ (دراصل) شیریں اور ٹھنڈا (پانی) ہے۔“

② ”عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : إِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ ...... قَالَ : يَخْرُجُ الدَّجَّالُ بَعْدَذٰلِكَ مَعَهُ نَهْرٌ وَنَارٌ مَنْ وَقَعَ فِيْ نَارِهِ وَجَبَ أَجْرُهُ وَحَطَّ وِزْرُهُ وَمَنْ وَقَعَ فِيْ نَهْرِهِ وَجَبَ وِزْرُهُ وَحَطَّ أَجْرُهُ“ (2)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

”لوگ رسول کریم ﷺ سے خیر کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے جبکہ میں شر

---

(1) [بخاری؛ کتاب الفتن، باب ذکر عن بنی اسرائیل (۳۴۵۰)، مسلم (۲۹۳۴)، ابوداود (۴۳۱۵)، ابن ماجہ (۴۱۲۲)، ابن حبان (۶۷۹۹)، المعجم الكبير (۱۷/۶۴۷)، ابن ابی شیبہ (۸/۶۴۸)

(2) [احمد (۵/۹-۴۹۸)، مشکل الآثار (۱۴/۳۷۷)، حاکم (۴/۴۸۹)، ابن حبان (۱۵/۲۰۹) واصله فی الصحيحين]

کے متعلق پوچھا کرتا تھا...... آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ پھر دجال نکلے گا اس کے ساتھ ایک نہر اور ایک آگ ہوگی ۔ جو شخص اس کی آگ میں داخل ہوا اس کے لئے اجر وثواب واجب ہوگیا اور اس کے گناہ معاف کردیئے گئے اور جو شخص اس کی نہر میں داخل ہوا اس پر گناہ لاد دیئے گئے اور اس کا اجر مٹا دیا گیا ۔"

③ "عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَلدَّجَّالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى جَفَالُ الشَّعْرِ مَعَهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ فَنَارُهُ جَنَّةٌ وَجَنَّتُهُ نَارٌ"(1)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"اللہ کے رسول ﷺ نے ارشادفرمایا: دجال بائیں آنکھ سے کانا ہے، گھنے بالوں والا ہے۔ اس کے ساتھ ایک جنت اور ایک آگ (جہنم) ہوگی پس اس کی آگ تو (دراصل) جنت ہے اور اس کی جنت (فی الحقیقت) آگ ہے۔"

دجال سے بچنے کے لئے لوگ پہاڑوں پر پناہ لیں گے

① "عَنْ أُمِّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ فِي الْجِبَالِ ، قَالَتْ أُمُّ شَرِيْكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ ؟ قَالَ : هُمْ قَلِيْلٌ"(2)

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

"انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ لوگ دجال سے بچنے کے لئے پہاڑوں میں

---

(1) [مسلم؛ کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۲۹۳۴)]

(2) [مسلم؛ کتاب الفتن، باب فی بقیۃ احادیث الدجال (۲۹۴۵)، احمد (۴۱۱/۶)، ترمذی (۳۹۳۰)]

چھپ جائیں گے۔ ام شریک رضی اللہ عنہا کہنے لگی ، یا رسول اللہ! اس دن اہل عرب کہاں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس دن بہت کم ہوں گے۔"

دجال مشرق کی طرف خراسان سے نکلے گا

① " عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ......أَلَا إِنَّهُ فِيْ بَحْرِ الشَّامِ أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ ، لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ ، مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ وَأَوْمَا بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ "(۱)

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

"نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا......: خبردار! وہ (دجال) شام یا یمن کے سمندر میں ہے۔ نہیں! بلکہ وہ مشرق کی طرف ہے، وہ تو مشرق کی طرف ہے، وہ تو مشرق کی طرف ہے اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ بھی کیا۔"

② " عَنْ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : الدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يَقَالُ لَهَا خَرَاسَانُ يَتَّبِعُهُ اَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوْهُهُم الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ "(۲)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں حدیث بیان فرمائی کہ دجال مشرق کی طرف سے

(۱) [مسلم؛ کتاب الفتن، باب قصۃ الجساسۃ (۲۹۴۲)، ابوداود (۴۳۲۵)، ترمذی (۲۲۵۳)، نسائی (۳۵۴۷)، ابن ماجہ (۲۰۴۵)، حمیدی (۱/۱۷۷)، احمد (۶/۴۱۹، ۴۶۱)، المعجم الکبیر (۲۴/۹۵۶)، دلائل النبوۃ (۵/۴۱۶)]

(۲) [ترمذی؛ کتاب الفتن، با ماجاء من این یخرج الدجال (۲۲۳۷)، صحیح الجامع الصغیر (۳/۱۵۰)، احمد (۱/۵)، ابن ماجہ (۴۱۲۳)، السلسلۃ الصحیحۃ (۴/۱۲۲)، النہایۃ (۱/۱۱۷)]

ایک ایسی زمین سے نمودار ہوگا جسے خراسان کہا جاتا ہے۔ اس (دجال) کی پیروی کرنے والی کچھ ایسی قومیں ہوں گی جن کے چہرے کوٹی ہوئی (یا موٹی) ڈھالوں کی طرح (چپٹے) ہوں گے۔"

③ " عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَخْرُجُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِيَةِ اَصْبَهَانَ مَعَهُ سَبْعُوْنَ أَلْفًا مِنَ الْيَهُوْدِ "(1)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

" اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال اصبہان کے (علاقے) 'یہوداہ' سے خروج کرے گا اور اس کے ساتھ ستر (70) ہزار یہودی ہوں گے۔"

④ " عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ اَصْبَهَانَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا ۔ عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ "(2)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

" اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اصبہان کے ستر ہزار یہودی دجال کی فرمانبرداری کریں گے جن پر سبز (یا سیاہ) چادریں ہوں گی۔"

⑤ "عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ ......اِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ

(1) [مسلم؛ کتاب الفتن، باب فی بقیۃ احادیث الدجال (۲۹۴۴)، فتح الباری (۱۳/۳۲۸)]

(2) [مسلم؛ کتاب الفتن، باب فی بقیۃ احادیث الدجال (۲۹۴۴)، احمد (۳/۲۸۳) (۴/۲۹۵)، حاکم (۴/۵۲۴)، ابن ابی شیبہ (۸/۶۵۰)، الدر المنثور (۲/۲۴۳)]

(3) [مسلم؛ کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۲۹۳۷)، احمد (۴/۲۲۸)، ابو داود (۴۳۲۱)، ترمذی (۲۲۴۰)، ابن ماجہ (۴۱۲۶)، حاکم (۴/۵۳۷)، طبری (۹/۹۵)]

الشَّامِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِيْنًا وَعَاثَ شِمَالًا ''[۳]

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''ایک صبح اللہ کے رسول ﷺ نے دجال کا ذکر کیا...... (پھر فرمایا کہ) وہ شام اور عراق کے درمیان ریگستانی راستے سے نکلے گا۔''

مذکورہ روایات میں بظاہر اختلاف وتضاد معلوم ہوتا ہے کہ دجال شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا یا مشرق سے یا خراسان وغیرہ سے...... اس میں تطبیق اس طرح ہے کہ دجال مشرق کی طرف خراسان کے علاقے اصبہان کے محلے 'یہوداہ' سے نکلے گا اور حجاز کی طرف آنے کے لیے شام اور عراق کا درمیانی ریگستانی علاقہ استعمال کرے گا۔[۱]

جن لوگوں کا پسندیدہ (Favourite) لیڈر دجال ہو گا!

① ''عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُوْدِ اَصْبَهَانَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ'' [۲]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اصبہان (اصفہان) کے ستر ہزار یہودی دجال کی پیروی کریں گے جن پر سیاہ (یا سبز) چوغے ہوں گے۔''

② '' عَنْ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ:صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : الدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ

---

(۱) [(ملاحظہ فرمائیں: حاشیہ سندھی بر ابن ماجہ (۲/۵۰۹)]

(۲) [مسلم؛ کتاب الفتن، باب فی بقیۃ احادیث الدجال (۲۹۴۴)، احمد (۳/۲۸۳)، حاکم (۴/۵۲۴)، ابن ابی شیبہ (۸/۶۵۰)، الدر المنثور (۲/۲۴۳)]

بِالْمَشْرِقِ يَقَالُ لَهَا خَرَاسَانَ يَتّبِعُهُ اَقْوَامُ كَاَنَّ وُجُوْهُهُمْ المَجَانَّ الْمُطْرَقَة "[1]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں حدیث بیان سنائی کہ دجال ایک مشرقی علاقے سے خروج کرے گا جسے خراسان (موجودہ افغانستان اور اس کا گردو پیش) کہتے ہیں۔اس (دجال) کی پیروی کچھ ایسی قومیں کریں گی جن کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح چپٹے (یا تہہ بر تہہ ڈھالوں جیسے موٹے) ہوں گے۔''[2]

③ ''عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَيْسَ مَنْ بَلَدٍ اِلّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَالُ اِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةَ لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ اِلّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّيْنَ يَحْرُسُوْنَهَا ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِيْنَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللّٰهُ (اليه) كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ''[3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: مکہ اور مدینہ کے سوا ہر شہر کو دجال روند ڈالے گا۔ان (مکہ و مدینہ) کی ہر گھاٹی پر صف بستہ فرشتے کھڑے ہوں گے جو ان کی حفاظت کریں گے پھر مدینہ کی زمین تین مرتبہ کانپے گی جس سے ایک ایک کافر

---

(۱) [ترمذی؛ کتاب الفتن، باب ما جاء من این یخرج الدجال (۲۲۳۷)، صحیح الجامع الصغیر (۳/ ۱۵۰)، احمد (۱/۵)، ابن ماجہ (۴۱۲۳) السلسلة الصحيحة (۴/۱۲۲)]

(۲) [حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ترک (ترکمانستانی) لوگ ہیں۔النهاية (۱/۱۱۷)

(۳) بخاری؛ کتاب فضائل المدینة، باب لا یدخل المدینة الدجال (۱۸۸۱، ۷۱۳۴)، مسلم (۲۹۴۲)، احمد (۳۰۰/۲)]

اور منافق کو اللہ تعالیٰ اس میں سے باہر نکال (کر دجال کی طرف بھیج) دے گا۔

④ "عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَنْزِلُ الدَّجَّالُ فِيْ هَذِهِ السَّبْخَةِ بمرقناه فَيَكُوْنُ اَكْثَرَ مَنْ يَخْرُجُ اِلَيْهِ النِّسَاءُ حَتّٰى اَنَّ الرَّجُلَ يَرْجِعُ اِلٰى حَمِيْمِهِ وَاِلٰى اُمِّهِ وَابْنَتِهِ وَاُخْتِهِ وَعَمَّتِهِ فَيُوثِقُهَا رِبَاطًا مَخَافَةَ اَنْ تَخْرُجَ اِلَيْهِ "(۱)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

" اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا : دجال مرقناہ (مدینہ کے قریب ایک وادی) کی دلدلی زمین پر پڑاؤ کرے گا تو سب سے زیادہ عورتیں اس کی طرف نکلیں گی یہاں تک کہ آدمی اپنی بیوی، ماں، بہن، بیٹی، چچی، پھوپھی (وغیرہ) کے پاس جائے گا اور انہیں رسیوں سے باندھ دے گا مبادا کہ وہ دجال سے نہ جاملیں۔"

دجال خدائی کا دعوی کریگا!

① " عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : وَاللّٰهِ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةِ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابًا آخِرَهُمُ الْاَعْوَرُ الدَّجَّالَ مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى ......فَاِنَّهُ سَوْفَ يَزْعَمُ اِنَّهُ اللّٰه، فَمَنْ اٰمَنَ بِهِ وَصَدَّقَهُ وَاتَّبَعَهُ لَمْ يَنْفَعَهُ صَالِحَ مِنْ عَمَلِهِ سَلَفَ وَمَنْ كَفَرَ بِهِ وَكَذَّبَهُ لَمْ يُعَاقَبْ شَئٌ مِنْ عَمَلِه "(۲)

(۱) احمد (۱۹/۷) بتحقیق احمد شاکر وقال: اسنادہ صحیح مجمع الزوائد (۶۶۴/۷) واصلہ فی البخاری: کتاب الجہاد، باب قتل الیہود (۲۹۲۵) والمسلم (۲۹۲۱)، المعجم الکبیر (۳۰۷/۲)

(۲) احمد (۲۲/۵)، مجمع الزوائد (۳۴۸/۲)، المعجم الکبیر (۲۲۷/۷)، السنن الکبری (۳۳۹/۳)، الاصابۃ (۲۰۶/۴)، فتح الباری (۲۰۶/۶) وسندہ صحیح]

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا : اللہ کی قسم قیامت قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ تیس (30) کذاب نکلیں گے، سب سے آخر میں کانا دجال نکلے گا جس کی بائیں آنکھ کانی ہو گی ..... وہ اس زعم (باطل) میں مبتلا ہو گا کہ وہ 'اللہ' ہے (نعوذ باللہ من ذلك) لہٰذا جس شخص نے اس پر ایمان لا کر اس کی تصدیق اور تابعداری کی اسے اس کے اعمال صالحہ کا کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اور جس شخص نے اس کا کفر کیا اور اسے جھٹلایا تو اس سے اس کے اعمال کا بالکل مؤاخذہ نہیں ہوگا۔''

② "عَنْ أَبِیْ قَلَابَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : اِنَّ مِنْ بَعْدِکُم الْكَذَّابُ الْمُضِلُّ وَاِنَّ رَأْسَهٗ مِنْ وَرَائِهٖ حُبُكٌ حُبُكٌ وَاِنَّهٗ سَیَقُوْلُ : اَنَا رَبُّکُمْ فَمَنْ قَالَ :كَذَبْتَ لَسْتَ رَبُّنَا وَلٰکِنَّ اللّٰه رَبُّنَا وَعَلَیْهِ تَوَكَّلْنَا وَاِلَیْهِ أَنَبْنَا وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ قَالَ :فَلَا سَبِیْلَ لَهٗ عَلَیْه'' (1)

ابو قلابہ فرماتے ہیں کہ

''نبی کریم ﷺ کے کسی صحابی نے ہمیں حدیث بیان کی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا : (اے صحابہؓ!) تمہارے بعد جھوٹا گمراہ کرنے والا (دجال) نکلے گا اس کا سر پچھلی جانب سے گنج پن کا شکار ہوگا وہ کہے گا کہ میں تمہارا رب ہوں ! جس شخص نے کہا کہ تو جھوٹا ہے ہمارا رب نہیں بلکہ ہمارا رب تو اللہ ہے اسی پر ہم توکل کرتے ہیں، اسی کی طرف ہم رجوع کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے تیری پناہ مانگتے ہیں تو وہ

(1) [احمد (۵/۵۰۹، ۳۶۱) حاکم؛ کتاب الفتن (۴/۵۵۴)، مجمع الزوائد؛ کتاب الفتن (۷/۶۵۸)، السلسلة الصحيحة (۶/۷۴۷)]

(دجال) اسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

③ ''عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ ...فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوْهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَجِيْبُوْنَ لَهٗ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ '' [1]

حضرت نواس بن سمعان ؓ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ایک صبح دجال کا ذکر کیا......دجال ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں (اپنی ربوبیت پر ایمان لانے کی) دعوت دے گا تو وہ لوگ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کے مطیع فرمان ہو جائیں گے۔ دجال آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین کو حکم دے گا تو وہ نباتات اگائے گی۔''

④ ''عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيْثًا طَوِيْلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِيْمَا...... أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ حَدِيْثَهٗ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ : أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهٗ هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْأَمْرِ ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا ، فَيَقْتُلُهٗ ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ حِيْنَ يُحْيِيْهِ : وَاللّٰهِ ! مَا كُنْتُ فِيْكَ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّي الْآنَ قَالَ : فَيُرِيْدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَقْتُلَهٗ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ'' [2]

حضرت ابوسعید ؓ فرماتے ہیں کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دن دجال کے بارے میں طویل حدیث سنائی۔

---

(۱) [مسلم؛ کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۲۹۳۷)، ترمذی (۲۲۴۰)، ابن ماجہ (۴۱۲۶) حاکم (۵۳۷/۴) طبری (۹۵/۹)]

(۲) [مسلم؛ کتاب الفتن، باب فی صفۃ الدجال (۲۹۳۸)، بخاری؛ کتاب الفتن (۷۱۳۲) احمد (۳۶/۳) عبدالرزاق (۳۹۳/۱۱)]

جس میں یہ تھا (کہ ایک آدمی کو دجال کے فوجی پکڑ کر کہیں گے کیا تو ہمارے رب کو مانتا ہے؟ وہ انکار کرے گا تو وہ فوجی اس آدمی کو دجال کے پاس لے جائیں گے اور دجال اس سے کہے گا کہ تو مجھے مانتا ہے؟ تو وہ آدمی جواب دے گا) میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال (کذاب) ہے جس کے بارے میں اللہ کے رسول ا نے ہمیں حدیث سنائی تھی ۔ دجال (لوگوں) سے کہے گا ، کیا خیال ہے اگر میں اس کو قتل کر کے زندہ کر دوں تو میرے (رب ہونے کے)متعلق کوئی شک رہے گا ؟ لوگ کہیں گے ، نہیں ! تو دجال اسے قتل کرے گا پھر زندہ کر یگا ۔تو وہ زندہ ہوکر کہے گا،اللہ کی قسم ! مجھے تو پہلے سے زیادہ یقین ہو گیا کہ تو ہی دجال ہے ۔ دجال دوبارہ اسے قتل کرنا چاہے گا مگر قتل نہ کر سکے گا۔''

دجال سے بچاؤ کے طریقے

① ''عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : مَنْ سَمَعَ بَالدَّجَّالِ فَلْيَنَأْ مِنْهُ فَإِنَّ الرَّجُلَ يَأْتِيْهِ وَهُوَ يَحْسَبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ فَلَا يَزِل بِهِ لِمَا مَعَهُ مِنَ الشبهِ حَتّٰى يَتَّبِعَهُ''[۱]

حضرت عمران بن حصین سے مروی ہے کہ''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص دجال کے (خروج کے)متعلق سنے وہ اس سے دور رہے بلاشبہ آدمی اپنے ایمان پر وثوق کامل کے ساتھ اس کے پاس جائے گا تو اس کے عجیب غریب شعبدے دیکھتے دیکھتے اس کا پیروکار بن جائے گا۔''

② ایک روایت میں نبی کریم ﷺ نے اللہ کی قسم کھا کر مذکورہ حدیث بیان فرمائی ۔[۲]

---

(۱) [احمد (۴/۴۳۱)، ابوداود ، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال (۴۳۱۹)، حاکم (۴/۵۷۶)، کنز العمال (۱۴/۲۰۴)]

(۲) [ابوداود؛ کتاب الملاحم، باب خروج الدجال (۴۳۱۹)]

③ ایک روایت میں ہے کہ

”آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا 'فلینأ منه' دجال سے دور رہنا کیونکہ جب آدمی اس کے پاس آئے گا تو اس کے شعبدے دیکھ کر اس کی تصدیق کر دے گا۔“(۱)

④ "عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ حَفِظَ عَشَرَ اٰیَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُوْرَةِ الْکَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ "(۲)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

”اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے سورۃ الکھف کی ابتدائی دس آیات حفظ کر لیں (تاکہ ان کی تلاوت کرے) تو وہ دجال کے فتنے سے بچالیا گیا۔“

⑤ ”عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ......اِنَّهٗ شَابٌّ قَطِطٌ عَیْنُهٗ طَافِئَةٌ کَاَنِّیْ اُشَبِّهُهٗ بِعَبْدِ الْعُزّٰی فَمَنْ أَدْرَکَهٗ مِنْکُمْ فَلْیَقْرَأْ عَلَیْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْکَهْفِ اِنَّهٗ خَارِجٌ خَلَّةً بَیْنَ الشَّامِ وَالْعِرَاقِ “(۳)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

”ایک صبح اللہ کے رسول ﷺ نے دجال کا تذکرہ فرمایا......وہ گھنگھریالے بالوں والا نوجوان شخص ہے گویا میں اسے عبدالعزی بن قطن (کافر) سے مشابہت دے سکتا

(۱)[احمد (۴/۵۸۹)]

(۲)[مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل سورۃ الکھف (۸۰۹)، احمد (۶/۲۵۰) ابوداود (۴۳۲۳)]

(۳)[مسلم: کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۲۹۳۷) احمد (۴/۲۴۸)، حاکم (۴/۵۳۷)، طبری (۹/۹۵)]

ہوں اور جو شخص تم میں سے دجال کا سامنا کرے وہ سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے۔"

⑥ "عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : مَنْ قَرَأَ عَشَرَ آيَاتٍ مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ"(۱)

حضرت ابو درداء ﷛ سے مروی ہے کہ

"اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے سورۃ الکہف کی آخری دس آیات کی تلاوت کی وہ دجال کے فتنے سے بچالیا گیا۔"

⑦ "عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : مَنْ حَفِظَ عَشَرَ آيَاتٍ مِنْ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ"(۲)

حضرت ابو درداء ﷛ سے مروی ہے کہ

"حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے سورۃ الکھف کی کوئی بھی دس آیات یاد کرلیں وہ فتنہ دجال سے محفوظ کرلیا گیا۔"(۳)

⑧ "عَنْ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : .... فَمَنْ قَالَ : أَنْتَ رَبِّي افْتَتَن وَمَنْ قَالَ : كَذَبْتَ ،

---

(۱)[ابوداود: کتاب الملاحم، باب خروج دجال (۴۳۲۳)، احمد (۴۹۶/۶)، عمل الیوم واللیلۃ (۷۶۲)]
(۲)[احمد (۴۹۹/۶)]
(۳) مذکورہ روایات باہم متعارض معلوم ہوتی ہیں کہ پہلی دس آیات پڑھی یا حفظ کی جائیں یا آخری یا کوئی بھی دس آیات۔ اس کا جواب فوائد میں ملاحظہ فرمائیں۔

رَبِّی اللّٰهُ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ، فَلَا يَضُرُّهُ أَوْ قَالَ فَلَا فِتْنَةَ عَلَيْهِ "[1]

حضرت هشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ...... جس شخص نے (دجال سے) کہا، تو میرا رب ہے وہ تو فتنے سے دوچار ہوا اور جس شخص نے کہا: تو جھوٹا ہے (ربی الله علیه توکلت) ''میرا رب تو اللہ ہے اور میں اسی پر بھروسہ کرتا ہوں'' تو دجال اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے فتنہ نقصان نہیں دے گا۔''

⑨ ایک روایت میں ہے کہ

''دجال کہے گا میں تمہارا رب ہوں۔ جس شخص نے یہ کہا:۔

'' تو ہمارا رب نہیں! ہمارا رب تو اللہ وحدہ لا شریک ہے اور اسی پر ہم توکل اور بھروسہ کرتے ہیں اور تیرے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں''۔ اس شخص پر دجال کا زور فتنہ نہیں چل سکتا۔[2]

(۱)[احمد (۲۸/۴) حاکم؛ کتاب الفتن والملاحم (۵۵۴/۴) (۸۵۵۱) عبد الرزاق (۳۹۵/۱۱) المعجم الکبیر (۱۷۵/۲۲)]

(۲) حاکم؛ کتاب الفتن والملاحم (۵۵۴/۴)، احمد (۴۶۱/۵، ۵۰۹)، مجمع الزوائد (۶۵۸/۷) مصنف عبد الرزاق (۳۹۵/۱۱) المعجم الکبیر (۱۷۵/۲۲) السلسلة الصحيحة (۷۲۷/۶)]

دجال کی بے بسی کا نظارہ

❶ دجال اپنے ماتھے پر لکھا کافر (ک۔ف۔ر) نہ مٹا سکے گا

”عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا بُعِثَ نَبِيٌّ اِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ ، أَلَا اِنَّهُ أَعْوَرُ وَاِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَاِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ“(۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

” نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نبی نے اپنی امت کو کانے اور جھوٹے (دجال) سے ڈرایا ہے، خبردار! وہ کانا ہے حالانکہ تمہارا رب کانا نہیں۔ اس (دجال) کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔“

ایک روایت میں ہے کہ

” آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا پھر آپ نے ہجے کرکے بتایا (ک۔ف۔ر) جسے ہر مسلمان پڑھ سکے گا۔“(۲)

❷ دجال کی دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی

① ”عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ “(۳)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

---

(۱)[بخاری؛ کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۷۱۳۱) مسلم (۲۹۳۳) ابوداود (۴۳۱۶)، ترمذی (۲۲۴۵)

(۲)[مسلم؛ کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۲۹۳۳، ۷۳۶۵)]

(۳)[بخاری؛ کتاب الفتن (۷۱۲۳)]

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال کی داہنی آنکھ کانی ہوگی گویا وہ انگور کا (ابھرا ہوا) دانا ہے۔''

② عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الدَّجَّالُ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُسْرَى" (۱)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشادفرمایا: دجال بائیں آنکھ سے کانا ہے۔''

❸ مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکے گا

''عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ...... فَلَا أَدَعُ قَرْيَةً إِلَّا هَبَطْتُهَا فِيْ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ فَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَيْهِمَا'' (۲)

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

''دجال کے بارے میں طویل حدیث ہے جس میں (دجال کہتا ہے کہ) میں چالیس (40) دنوں میں ساری زمین کو روند ڈالوں گا البتہ مکہ اور مدینہ (یہ) دونوں مجھ پر حرام کر دیے گئے ہیں جب کبھی میں ان میں سے کسی ایک کی طرف داخل ہونے کا ارادہ لے کر نکلوں گا تو تلوار لہراتا ہوا فرشتہ میرا استقبال کرے گا جو مجھے ان (میں داخل ہونے) سے مانع ہوگا اور ان (دونوں شہروں) کے ہر راستے پر محافظ فرشتے کھڑے ہوں گے۔''

---

(۱) [مسلم: کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۲۹۳۴)]

(۲) [مسلم: کتاب الفتن، باب قصة الجساسة (۲۹۴۲) ابوداود (۴۳۲۵)، ترمذی (۲۲۵۳)، نسائی (۳۵۴۷)، احمد (۶/۴۱۹)]

❹ قتل نہیں کر پائے گا

حضرت ابو سعید ﷺ سے مروی ہے کہ

’’ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال کے خروج کے وقت ایک مؤمن شخص اس کی طرف نکلے گا جسے دجال کے فوجی پکڑ کر پوچھیں گے کہ تو ہمارے رب پر ایمان لاتا ہے؟ مگر اس کے انکار کرنے پر وہ اسے قتل کرنا چاہیں گے تو ان میں سے بعض کہیں گے، کیا تمہارے رب (دجال) نے کسی کو قتل کرنے سے منع نہیں کیا! تو وہ اسے دجال کے پاس لے جائیں گے۔ جب وہ مؤمن دجال کو دیکھے گا تو کہے گا لوگو! یہی وہ دجال ہے جس کے فتنے سے ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے متنبہ فرمایا تھا۔ دجال اس کا پیٹ اور پشت لمبی کر کے اپنے فوجیوں سے اس کی خوب پٹائی کروائے گا اور کہے گا، اب ایمان لاتا ہے؟ تو وہ مؤمن کہے گا کہ تو جھوٹا مسیح ہے۔ دجال اس کے سر سے پاؤں تک آرے سے دو ٹکڑے کروادے گا اور ان کے درمیان ٹہلے گا پھر کہے گا: اٹھ! تو وہ مؤمن (زندہ) اٹھ کھڑا ہوگا۔ دجال پھر پوچھے گا ہاں! اب مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ تو وہ مؤمن کہے گا کہ اب تو مجھے پختہ یقین ہو گیا کہ تو دجال ہے اور لوگوں سے کہے گا، لوگو! یہ میرے بعد کسی پر مسلط نہیں ہو پائے گا تو دجال اسے ذبح کرنے کے لئے پکڑے گا مگر اس (مؤمن) کا گلا ہنسلی (کی ہڈی) تک تانبے کا بن جائے گا اور دجال اسے ذبح نہ کر سکے گا تو اس کے ہاتھ پاؤں پکڑ کر اسے پھینکے گا۔ لوگ سمجھیں گے کہ اس نے آگ میں پھینک دیا ہے حالانکہ اسے جنت میں ڈالا جائے گا۔ اللہ رب العالمین کی نگاہ میں یہ مؤمن سب سے بڑا شہید (گواہ) ہوگا۔‘‘[(۱)]

❺ دجال سچے اور مخلص مسلمان کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا

(۱) [مسلم: کتاب الفتن، باب فی صفۃ الدجال (۲۹۳۸)]

حضرت ہشام ﷛ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دجال (کی ربوبیت سے انکار کرتے ہوئے اس) سے کہا کہ تو جھوٹا ہے میرا رب تو اللہ ہے جس پر میں توکل کرتا ہوں (ربی الله علیه توکلت) تو دجال اسے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''[1]

دجال کے فتنے سے پناہ مانگنی چاہیے

① ''عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَعِيْذُ فِيْ صَلَاتِهٖ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ''[2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول اپنی نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگا کرتے تھے۔''

② "عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ (يَتَعَوَّذَ) فِيْ صَلَاتِهٖ أَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ أَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ''[3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ اپنی نماز میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے (بعض روایات میں

---

(۱) [حاکم؛ کتاب الفتن والملاحم (۵۵۴/۴)، احمد (۴۶۱/۵)، مجمع الزوائد (۶۵۸/۷) عبد الرزاق (۳۹۵/۱۱) السلسلة الصحيحة (۲۷۴/۶)]

(۲) [بخاری؛ کتاب الاذان، باب الدعاء قبل السلام (۸۳۳)]

(۳) [کتاب الاذان، باب الدعاء قبل السلام (۸۳۲) (۶۳۷۵)، مسلم (۵۹۰)، ترمذی (۳۴۲۴) احمد (۳۰۱/۱، ۲۶۳، ۳۷۰)، نسائی (۲۰۶۲)، المؤطا (۲۱۵/۱)، ابن حبان (۲۸۰/۳)، ابن ماجہ (۳۸۸۵)، المعجم الکبیر (۱۲۱۵۹)]

ہے کہ اس طرح پناہ مانگا کرتے تھے) یا اللہ! میں عذاب قبر سے، (اندھے، کانے اور جھوٹے) مسیح دجال سے، زندگی، موت کے فتنوں سے اور گناہ اور چٹی (قرض) سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

③ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدُ الْآخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ أَرْبَعٍ : مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ ، وَمِنْ عَذَابَ الْقَبْرِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ، وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جب تم آخری تشہد (پڑھ کر) فارغ ہو جاؤ تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگا کرو:۔

❶ قبر کے عذاب سے
❷ جہنم کے عذاب سے
❸ زندگی، موت کے فتنوں سے
❹ اور مسیح دجال کے شر (فتنے) سے۔

④ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"بلا شبہ نبی کریم ﷺ نماز کے آخر میں (بعض روایات کے مطابق تشہد کے آخر میں) چار چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے:۔

❶ الٰہی! میں عذاب قبر سے
❷ عذاب جہنم سے

(۱)[مسلم: کتاب المساجد، باب استحباب التعوذ من عذاب القبر...... (۵۸۸) ایضا)]

❸ ظاہری و باطنی (زندگی اور موت کے) فتنوں سے

❹ اور اندھے، کانے، جھوٹے (مسیح دجال) سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔(۱)

⑤ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

''نبی کریم ﷺ (اکثر اوقات) یہ دعا مانگا کرتے تھے:۔

یا اللہ! میں آگے کے فتنے اور عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

الٰہی! قبر کے فتنے اور عذاب سے، امیری اور فقیری کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

یا اللہ! میں مسیح دجال کے بدترین فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''(۲)

بارگاہ الٰہی میں دجال کی حیثیت 'پرکاہ' کے برابر بھی نہیں

① ''عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ مَا سَأَلْتُهُ وَإِنَّهُ قَالَ لِيْ : مَا يَضُرُّكَ مِنْهُ ؟ قُلْتُ: لِأَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ جَبَلَ خُبْزٍ وَنَهَرَ مَاءٍ ، قَالَ بَلْ هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ''(۳)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''دجال کے بارے میں جتنا نبی کریم ﷺ سے میں نے پوچھا ہے اتنا کسی نے نہیں پوچھا اور آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اس سے تمہیں کیا نقصان پہنچے

---

(۱)[احمد (۳۸۶،۳۷۰،۳۶۳،۳۰۱/۱) ایضا]

(۲)[بخاری؛ کتاب الدعوات، باب التعوذ من فتنۃ الفقر (۶۳۷۷)]

(۳)[بخاری: کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۷۱۲۲) احمد (۳۴۳،۳۴۸/۴) مسلم (۲۱۵۲)، ابن ابی شیبہ (۶۴۷/۸) ابن ماجہ (۴۱۲۴) ابن مندہ (۱۸۴/۳)]

گا ؟ میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کا دریا ہوگا ! فرمایا: کہ وہ اللہ پر اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔'' (یعنی قدرت الٰہی کے مقابلے میں دجال کی کیا حیثیت؟ اور دجال کو بھی اللہ تعالیٰ ہی نے یہ ''ڈھیل'' دی ہو گی تا کہ لوگوں کی آزمائش ہو۔)

دجال کتنے دن زمین پر دندناتا پھرے گا

① "عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ ......قُلْنَا : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا لُبْثُهُ ؟ قَالَ : أَرْبَعُوْنَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ ، قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ : فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَسَنَةٍ، أَتَكْفِيْنَا فِيْهِ صَلَاةُ يَوْمٍ ؟ قَالَ : لَا ، اقْدُرُوْا لَهُ قَدْرَهُ "[1]

حضرت نواس بن سمعان ﷺ سے مروی ہے کہ

''ایک دن اللہ کے رسول ﷺ نے دجال کا تذکرہ کیا...... ہم نے کہا: یا رسول اللہ! دجال کتنا عرصہ ٹھہرے گا ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس دن ۔ ایک دن سال برابر ہوگا ، دوسرا ماہ برابر ، تیسرا ہفتہ برابر ہوگا اور پھر باقی ایام عام دنوں کے برابر ہوں گے (یعنی ایک سال دو ماہ اور دو ہفتے) ہم نے کہا یا رسول اللہ ! جو دن سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ہمیں ایک دن کی (پانچ) نمازیں کافی ہوں گی ؟ (یا پورے سال کی پڑھنا ہوں گی) آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں (پانچ نہیں) بلکہ اس دن کا (سال کے برابر)اندازہ کر لینا (اور سال بھر کی نمازیں اندازے کے ساتھ ادا

(۱) [مسلم: کتاب الفتن، باب ذکر الدجال(۲۹۳۷) احمد(۱۸۳/۴)ابوداود(۴۳۲۱) حاکم (۵۳۷/۴) طبری(۹/۹۵)ابن ماجہ(۴۰۷۵)ترمذی(۲۲۴۰)]

کرتے رہنا۔"

② "عَنْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍورَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَخْرُجُ الدَّجَّالَ فِیْ أُمَّتِیْ فَيَلْبِثُ فِيْهِمْ أَرْبَعِيْنَ لَا أَدْرِیْ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً أَوْ أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً أَوْ أَرْبَعِيْنَ شَهْرًا فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ "(۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو ﷺ سے مروی ہے کہ

"اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت میں دجال نکلے گا اور چالیس (تک) رہے گا۔"

عبداللہ راوی فرماتے ہیں کہ

"میں نہیں جانتا کہ چالیس دن ہیں یا چالیس سال ہیں یا چالیس راتیں ہیں چالیس مہینے ہیں۔"

③ ایک روایت میں ہے کہ

"اِنَّهُ يَمْكُثُ فِی الْأَرْضِ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا "(۲)

"دجال چالیس دن تک زمین پر (دندناتا) پھرے گا۔"

دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہوسکتا

① "عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا ...... وَاِنِّیْ مُخْبِرُكُمْ عَنِّیْ ، اِنِّیْ أَنَا الْمَسِيْحُ الدَّجَّالَ وَاِنِّیْ يُوْشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِیْ فِی الْخُرُوْجِ

(۱)[مسلم: کتاب الفتن، باب فی خروج الدجال (۲۹۴۰) احمد (۲۲۱/۲) حاکم (۵۰۳/۴)، تفسیر ابن کثیر (۹۷/۴)]

(۲)[احمد (۵۴۱/۵) مجمع الزوائد (۶۵۹/۷) فتح الباری (۱۱۲/۱۳)]

فَاَخْرُجُ فَاَسِيْرُ فِي الْاَرْضِ فَلَا أَدْعُ قَرْيَةً اِلَّا هَبَطْتُهَا هِي أَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ فَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَى كِلْتَاهُمَا ، كُلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ وَاحِدَةً أَوْ وَاحِدًا مِنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِيْ مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِيْ عَنْهَا وَاِنَّ عَلَى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُوْنَهَا ''(۱)

حضرت فاطمۃ بنت قیس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

''...... میں تمہیں اپنے متعلق آگاہ کرتا ہوں، میں مسیح دجال ہوں اور عنقریب مجھے خروج کی اجازت دے دی جائے گی تو میں نکلوں گا اور زمین پر چلوں گا اور میں مکہ ومدینہ کے سوا ہر بستی (شہر) کو چالیس راتوں میں روند (فتح کر) ڈالوں گا کیونکہ یہ (مکہ ومدینہ) دونوں مجھ پر حرام ہیں۔ جب کبھی میں ان میں سے کسی ایک کی طرف داخل ہونے کے ارادے سے نکلوں گا تو تلوار لہراتا ہوا فرشتہ میرا استقبال کرے گا جو مجھے ان (میں داخل ہونے) سے مانع ہوگا اور ان (دو شہروں) کے ہر راستے پر فرشتے ہوں گے جو ان کی حفاظت کریں گے۔''

② " عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : أَلْمَدِيْنَةُ يَأْتِيْهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا فَلَا يَقْرُبُهَا الدَّجَّالُ قَالَ وَلَا الطَّاعُوْنُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ "(۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ .

(۱)[مسلم؛ کتاب الفتن، باب قصۃ الجساسۃ (۲۹۴۲) ابوداود (۴۳۲۵) ترمذی (۲۲۵۳)، نسائی (۳۵۴۷)، ابن ماجہ (۲۰۴۵)، حمیدی (۱/۱۷۷)، احمد (۶/۴۱۹، ۴۲۰، ۴۶۱، ۴۶۴)، دلائل النبوۃ (۵/۴۱۶)]

(۲) [بخاری؛ کتاب الفتن، باب لا یدخل الدجال المدینۃ (۷۱۳۴) مسلم (۱۳۸۷)، احمد (۲/۳۱۲)، ۴۹۳، ۴۹۸، ۵۲۴)، مصنف عبدالرزاق (۱۱/۳۹۳)، حاکم (۴/۵۸۵)]

'' اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا : دجال مدینے تک آئے گا تو یہاں فرشتوں کو اس کی حفاظت پر مامور پائے گا چنانچہ نہ دجال اس کے قریب آ سکتا ہے اور نہ ہی طاعون ۔'' إن شاء اللہ

③ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال مشرق کی طرف سے خارج ہوگا اور مدینے کا رخ کرے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ احد (پہاڑ) کے پاس پہنچے گا تو فرشتے اس کا رخ ملک شام کی طرف پھیر دیں گے اور شام میں ہی یہ (دجال) ہلاک ہوگا۔''(۱)

④ عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

'' اللہ کے رسول ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: خلاصی والا دن، تمہیں کیا معلوم خلاصی والا دن کون سا ہے؟ تین مرتبہ یہ جملہ دھرایا پھر فرمایا: دجال نکلے گا اور احد پہاڑ پر چڑھ کر مدینے کی طرف دیکھے گا تو اپنے ساتھیوں (لشکر والوں) سے پوچھے گا کیا تم یہ سفید محل دیکھ رہے ہو یہ احمد (محمد ﷺ) کی مسجد ہے پھر وہ مدینے کی طرف آئے گا تو ہر راستے پر تلوار سونتے ہوئے فرشتے کو پائے گا پھر وہ (مدینے کے قریب) دلدلی زمین پر پڑاؤ کرے گا۔ مدینہ تین مرتبہ حرکت (زلزلہ) پیدا کرے گا جس کے نتیجے میں ہر منافق، منافقہ، فاسق اور فاسقہ دجال کی طرف نکل جائے گا۔''

پس یہ ہے (یوم الخلاص) '' خلاصی والا دن ۔''(۱)

(۱)[مسلم؛ کتاب الحج، باب صیانة المدینة من دخول طاعون والدجال الیها (۱۳۸۰) احمد (۲/۵۳۷) ترمذی (۲۲۳۴)]

دجال کے لیے سب سے سخت لوگ کون سے ثابت ہوں گے؟

① "عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : مَا زِلْتُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِمْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ : هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ ، قَالَ : وَجَاءَ تْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هٰذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا ، وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ : أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّهَا مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيْلَ " (٢)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

''تین باتوں کی وجہ سے جو میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنی ہیں ، میں بنوتمیم سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں ۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا تھا: کہ یہ لوگ دجال کے مقابلے میں میری امت میں سب سے زیادہ سخت مخالف ثابت ہوں گے ۔ پھر (ابوھریرہ نے) کہا کہ بنوتمیم کے ہاں سے زکوۃ کا مال آیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ یہ ہماری قوم کی زکوۃ ہے ۔ بنوتمیم کی ایک عورت قید ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس (غلام) تھی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اسے آزاد کر دو یہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں سے ہے۔''

② ایک روایت میں ہے کہ

''(ایک مرتبہ) بنوتمیم والوں کی زکوۃ میں تاخیر ہوئی تو ایک آدمی نے (طنزا) کہا

---

(١)[احمد (٤/٤٥٥) حاکم: کتاب الفتن (٤/٤٧٤)، حلیة الاولیاء (٦/٢١٤)، المعجم الکبیر (١٨/٢٣٠)، مجمع الزوائد (٣/٦٦١)، ابن حبان، (٥٨٣٨) کنز العمال (١٢/٢٤٨)]

(٢)[بخاری: کتاب العتق، باب من ملک من العرب ...... (٢٥٤٣)، احمد (٢/٥١٤)، مسلم (٢٥٢٥) السنن الکبری (٧/١١)]

کہ یہ بنو تمیم والے تو زکوۃ بھیجنے میں سستی کر دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کی بات سنی تو فرمایا: بنو تمیم تو میری بڑی پیاری قوم ہے اس کے بارے میں ہمیشہ اچھی بات ہی کیا کرو یہ لوگ دجال کے لئے سب لوگوں سے بڑھ کر لمبے لمبے نیزوں (سے حملہ کرنے) والے ثابت ہوں گے۔"(۱)

دجال بیت اللہ اور بیت المقدس میں داخل نہیں ہو سکتا

① "عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَاللّٰهِ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ كَذَّابُوْنَ آخِرُهُم الْأَعْوَرُ الدَّجَّالُ مَمْسُوْحُ الْعَيْنِ الْيُسْرٰى ......إِنَّهٗ سَيَظْهَرُ عَلَى الْأَرْضِ كُلِّهَا إِلَّا الْحَرَمَ وَبَيْتَ الْمَقْدَسِ وَإِنَّهٗ يَحْصُر الْمُؤْمِنِيْنَ فِي بَيْتِ الْمَقْدَسِ فَيُزَلْزَلُوْنَ زِلْزَالًا شَدِيْدًا ثُمَّ يَهْلِكُهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَجُنُوْدَهٗ "(۲)

حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی حتی کہ تیں (30) جھوٹے ظاہر ہوں گے جن میں سب سے آخری کانا دجال ہوگا جس کی بائیں آنکھ کانی ہوگی ......وہ ساری زمین پر قبضہ جما لے گا مگر بیت اللہ اور بیت المقدس تک رسائی نہ پا سکے گا۔ بیت المقدس میں (موجود) مسلمانوں کا

(۱) [احمد (۲۳۰/۴)، مجمع الزوائد (۱۶/۱۰)، کنز العمال (۶۱/۱۲) شواہد کے ساتھ حسن ہے]

(۲) [احمد (۲۲/۵)، السنن الکبری (۳۳۹/۲)، الاصابہ (۲۶/۴) قال ابن حجر: حدیث صحیح اخرجہ ابو یعلی وابن خزیمہ (۳۲۵/۲) وغیرهما مجمع الزوائد (۳۴۸/۲) المعجم الکبیر (۲۲۷/۷) فتح الباری (۲۰۶/۷)]

محاصرہ کرے گا تو ان (مسلمانوں) کو شدید زلزلوں کا سامنا ہوگا بالآخر اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے لشکروں کو تباہ و برباد کر دیں گے۔''

دجال اور اس کے لشکر کی ہلاکت

① ''عَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ، ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰه ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ، قَالَ نَافِعٌ : يَا جَابِرُ ! لَا نَرٰى الدَّجَّالَ يَخْرُجُ حَتّٰى يُفْتَحَ الرُّوْمُ ''(1)

حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم (مسلمان) اہل عرب سے لڑو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں فتح سے نوازیں گے پھر تم فارس (ایران) سے لڑو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا فرمائیں گے پھر تم اہل روم سے لڑو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں فتح سے ہمکنار کریں گے پھر تم دجال سے لڑو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس پر فتح عطا کریں گے۔''

حضرت نافع فرماتے ہیں کہ

''جابر! ہمارے خیال میں دجال روم کی فتح سے پہلے نہیں نکل سکتا۔''

② "عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَنْزِلُ الدَّجَّالُ فِي هٰذِهِ السَّبْخَةِ بِمَرْقَنَاة فَيَكُوْنُ أَكْثَرَ مَنْ يَخْرُجُ اِلَيْهِ النِّسَاءُ حَتّٰى اِنَّ الرَّجُلَ لَيَرْجِعُ اِلٰى حَمِيْمِهٖ وَاِلٰى أُمِّهٖ

(1) [مسلم: کتاب الفتن، باب ما یکون من فتوحات المسلمین قبل الدجال (۲۹۰۰) احمد (۲۲۰/۱) ابن ابی شیبہ (۶۵۵/۸) ابن ماجہ (۴۰۹۱) التاریخ الکبیر (۲۲۵۴) الآحاد والمثانی (۶۴۲)]

وَابْنَتِهِ وَأُخْتِهِ وَعَمَّتِهِ فَيُوثِقُهَا رِبَاطًا مَخَافَةَأَنْ تَخْرُجَ إِلَيْهِ ثُمَّ يُسَلِّطُ اللَّهُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَيْهِ فَيَقْتُلُوْنَه وَيَقْتُلُونَ شِيعَتَهُ حَتَّى إِنَّ الْيَهُوْدِيَّ لَيَخْتَبِئُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ أَوِ الْحَجَرِ فَيَقُوْلُ الْحَجَرُ أَوِ الشَّجَرَةُ لِلْمُسْلِمِ : هٰذَا يَهُوْدِيٌّ تَحْتِي فَاقْتُلْهُ"[1]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: دجال، مرقناہ (مدینے کے قریب ایک وادی) کی دلدلی زمین پر پڑاؤ کرے گا تو اس کی طرف سب سے زیادہ عورتیں جائیں گی حتی کہ آدمی اپنی بیوی، ماں، بیٹی، بہن، چچی (پھوپھی وغیرہ) کے پاس جائے گا اور انہیں رسی کے ساتھ باندھ دے گا مبادا کہ وہ دجال کے پاس جا پہنچیں، پھر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دجال پر مسلط کر دیں گے اور مسلمان دجال اور اس کے لشکر کو قتل کریں گے یہاں تک کہ اگر کوئی یہودی درخت یا پتھر کی اوٹ میں چھپے گا تو وہ شجر وحجر پکار کر مسلمان سے کہے گا، یہ یہودی میری اوٹ میں ہے اس قتل کرو۔''

③ ''عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْيَهُودَ فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ حَتّٰى يَخْتَبِئَ الْيَهُوْدِيُّ مِنْ وَّرَاءِ الْحَجَرِ أَوِ الشَّجَرِ فَيَقُوْلُ الْحَجَرُ أَوِ الشَّجَرُ : يَا مُسْلِمِ ! يَا عَبْدَ اللّٰهِ ! هٰذَا يَهُوْدِيٌّ خَلْفِي فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ إِلَّا الْغَرْقَدَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُوْدِ ''[1]

(۱)[احمد(۲/۹۱، ۱۶۳)وقال احمد شاکر، اسنادہ صحیح(۷/۱۹۰)واصله فی البخاری(۲۹۲۵) ومسلم (۲۹۲۲)، المعجم الکبیر(۲/۳۰۷)،مجمع الزوائد(۷/۲٦٣)]

حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ

”اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہیں ہو گی حتی کہ مسلمان یہودیوں سے قتال کریں گے اور انہیں (چن چن کر) قتل کریں حتی کہ کوئی یہودی شجر وحجر ورے چھپے گا تو وہ پکار اٹھے گا اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! ادھر آ یہ یہودی میری اوٹ میں ہے اسے قتل کر دے۔“

④ ”عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ...... جَاءَ هُم الصَرِيْخُ أَنَّ الدَّجَالَ قَدْ خَلَفَ فِي ذَرَارِيهِمْ فَيَرْفُضُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ وَيَقْبَلُونَ فَيَبْعَثُونَ عَشَرَةَ فَوَارِس طَلِيْعَةً، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اِنِّیْ لَأَعْلَمُ أَسْمَائَهُمْ وَأَسْمَاءَ اٰبَائِهِمْ وَأَلْوَانَ خُيُولِهِمْ وَهُمْ خَيْرُ فَوَارِس عَلٰی ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ“(۲)

عبداللہ بن مسعود ﷺ فرماتے ہیں کہ

”(مسلمان رومیوں کے ساتھ خونریز جنگ کریں گے اور فتح حاصل کریں گے ابھی مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے کہ) ایک فریادرس (زور سے چیخنے والا) آئے گا اور کہے گا کہ دجال ان کے اہل وعیال میں ظاہر ہو چکا ہے تو وہ سب کچھ وہیں پھینک کر (اس کی طرف) متوجہ ہوں گے اور دس شہسواروں کو خبر لینے کے لئے روانہ کر دیں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میں ان (شہسواروں) کے نام، ان کے

---

(۱)[بخاری؛ کتاب الجہاد والسیر، باب قتال الیہود (۲۹۲۵)، مسلم؛ کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعۃ حتی...... (۲۹۲۲) احمد (۹۱/۲، ۱۴۳، ۱۷۵) المعجم الکبیر (۳۰۷/۲)، مجمع الزوائد (۲۶۴/۷)]

(۲)[مسلم؛ کتاب الفتن، باب اقبال الروم عند خروج الدجال (۲۸۹۹) احمد (۵۴۴/۱)، حاکم (۵۲۴/۴)]

آباؤ اجداد کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ سے باخوبی آگاہ ہوں اور یہ اس دن روئے زمین پر سب سے بہترین شہسوار ہوں گے۔''

⑤ "عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَقِيْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى ، قَالَ : فَتَذَاكَرُوا أَمْرَ السَّاعَةِ فَرَدُّوا أَمْرَهُمْ اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ ، فَقَالَ : لَا عِلْمَ لِيْ بِهَا ، فَرَدُّوا الْأَمْرَ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ : لَا عِلْمَ لِيْ بِهَا فَرَدُّوا الْأَمْرَ اِلٰى عِيْسٰى فَقَالَ : أَمَّا وَجَبَتُهَا فَلَا يَعْلَمُهَا أَحَدٌ اِلَّا اللّٰهُ ، ذٰلِكَ فِيْمَا عَهِدَ اِلَيَّ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ ، أَنَّ الدَّجَّالَ خَارِجٌ، قَالَ : وَمَعِيَ قَضِيْبَانِ فَاِذَا رَآنِيْ ذَابَ كَمَا يَذُوْبُ الرَّصَاصُ قَالَ : فَيُهْلِكُهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى اِنَّ الْحَجَرَ وَالشَّجَرَ لَيَقُوْلُ : يَا مُسْلِمُ ! اِنَّ تَحْتِيْ كَافِرًا فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ قَالَ : فَيُهْلِكُهُمُ اللّٰهُ "[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میری ملاقات حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ہوئی تو قیامت کی بات چل نکلی سب نے حضرت ابراهیمؑ کی طرف معاملہ کر دیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس (قیامت کے وقوع) کا علم نہیں، پھر بات موسیٰ کی طرف پہنچی تو انہوں نے بھی لاعلمی کا مظاہرہ کیا، پھر عیسیٰ پر بات پہنچی تو انہوں نے کہا کہ قیامت کے وقوع کا حتمی علم اللہ تعالیٰ کے سوا (ہم میں سے) کسی کو نہیں البتہ اللہ تعالیٰ نے جو میرے ساتھ (دنیا میں دوبارہ بھیجنے کا) وعدہ

(۱)[احمد(۱/۳۷۹) قال احمد شاکر اسنادہ صحیح(۵/۱۹۰)ابن ماجہ: کتاب الفتن، باب فتنۃ الدجال (۴۱۳۲)، حاکم(۴/۵۴۴)، طبری(۹/۸۶)]

فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ دجال نکلے گا اور میرے پاس دو چھڑیاں ہوں گی تو جب وہ مجھے دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا جس طرح سیسہ پگھلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہلاک فرمادیں گے یہاں تک کہ شجر وحجر پکار اٹھیں گے کہ میرے نیچے کافر ہے ادھر آؤ اور اسے مار ڈالو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ ان (سب) کو ہلاک کردیں گے۔''

دجال ملعون کی جائے قتل

① ''عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ...... إِنَّهُ شَابٌّ قَطِطٌ ، عَيْنُهُ طَافِئَةٌ، كَأَنِّيْ أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ قَطَنٍ ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُوْرَةِ الْكَهْفِ فَيَاتِيْ عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ فَيَسْتَجِيْبُوْنَ لَهٗ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ......أَخْرِجِي كُنُوزَكِ فَتَتْبَعُه كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيْبِ النَّحلِ ثُمَّ يَدْعُوا رَجُلًا مُمْتَلِأً شَبَابًا فَيَضْرِبُه بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهٗ جِزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرْضِ ثُمَّ يَدْعُوْهُ فَيُقْبِل وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُه وَيَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ بْنَ مَرْيَمَ عَلَيه السَّلَام ......فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيْحَ نَفسِهٖ إِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهٗ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهٗ فَيَطْلُبُه حَتّٰى يُدْرِكَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُه''(۱)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''ایک صبح اللہ کے رسول ﷺ نے دجال کا تذکرہ فرمایا...... وہ گھنگھریالے بالوں والا نوجوان ہے، اس کی آنکھ پھولی ہوئی ہے گویا میں اسے عبدالعزی بن قطن (کافر)

(۱) [مسلم: کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۲۹۳۷) احمد (۱۹/۵، ۸۸/۶) مجمع الزوائد (۶۵۱/۷)]

کے مشابہہ کہہ سکتا ہوں ۔ تم میں سے جس شخص کا اس سے سامنا ہو وہ اس پر سورۃ کہف کی ابتدائی آیات پڑھے ...... دجال ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں (اپنی ربوبیت پر) ایمان لانے کی دعوت دے گا وہ اس پر ایمان لے آئیں گے تو دجال آسمان کو حکم دے گا اور آسمان بارش نازل کرے گا پھر وہ زمین کو حکم دے گا تو زمین نباتات اگائے گی ...... وہ ایک بنجر زمین کو حکم دے گا کہ وہ اپنے خزانے نکال دے تو وہ خزانے نکل کر اس طرح دجال کے پیچھے جائیں گے جس طرح (شہد کی) مکھیاں اپنی ملکہ کی طرف جاتی ہیں ۔ پھر وہ ایک تنومند نوجوان کو بلائے گا اور تلوار کے ساتھ اس کے دو ٹکڑے کر کے قتل کر دے گا پھر اسے آواز دے گا تو وہ (زندہ ہو کر) ہشاش بشاش چہرے کے ساتھ اس کی طرف پلٹے گا اور مسکرا رہا ہو گا ۔ اسی اثنا اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمادیں گے ...... جس کافر تک حضرت عیسیٰ کا سانس پہنچے گا وہ قتل ہو جائے گا اور ان کا سانس وہاں تک پہنچے گا جہاں تک انکی نظر پہنچے گی اور وہ دجال کو تلاش کرتے ہوئے مقام لدہ (Lydda) پر اسے قتل کر دیں گے ۔''[1]

خلاصہ بحث : مذکورہ بالا صحیح احادیث اپنے حقیقی معنی ومفہوم پر دلالت کرتی ہیں جن سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ دجال ایک متعین شخص ہو گا نا کہ کوئی معنوی اور غیر مرئی چیز ! ۔ آنحضرتؐ اور آپ کے صحابہ کرام کا بھی یہی نکتہ نظر تھا کہ دجال کوئی شخص ہو گا البتہ صحابہ کا اس بات میں ضرور اختلاف ہوا کہ وہ شخص ابن صیاد ہے یا کوئی اور؟ لیکن اس بات پر سبھی کا اتفاق تھا کہ دجال سے مراد شخص ہی ہے ۔ لہٰذا دجال سے متعلقہ احادیث کو کسی مجازی یا معنوی مفہوم کا لبادہ اوڑھنا اور اس تگ ودو میں بلا دلیل احادیث کے ظاہری معانی سے عدول کرنا منہج سلف کے خلاف ہے ۔

(۱) [تفصیل کے لیے دیکھئے: التذکرہ (۶۵۸ تا ۶۷۹) النھایۃ فی غریب الحدیث (۳۲۶/۴)، ترتیب القاموس (۲۳۹/۴)، لسان العرب (۲۳۶/۱۱)]

❸ نزولِ مسیح علیہ السلام کی پیش گوئی

گذشتہ صفحات میں جس طرح ظہورِ مہدیؒ اور خروجِ دجال کو صحیح احادیث کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے اس طرح نزولِ عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک حقیقت ہے جس کا ذکر محض احادیث ہی میں نہیں بلکہ قرآن مجید میں بھی اس کا اثبات موجود ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت محمد ﷺ سے متصل پہلے تشریف لائے تھے گو دونوں پیغمبروں کے مابین چھ صدیوں کا بعد ہے نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے آخری رسول اور حضرت اسحاق علیہ السلام بن ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھے، مگر بنی اسرائیل ان کی نبوت کا انکار کرتے ہوئے ان کے قتل کے درپے ہوئے بلکہ اپنے زعم باطل میں وہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا کر ٹھکانے لگا چکے ہیں! جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ جسم عنصری کے ساتھ آسمانوں پر اٹھا لیا اور ان کے ایک حواری (صحابی) کو ان کا ہم مثل (SIMILAR) بنا دیا جسے بنی اسرائیل نے عیسیٰ سمجھتے ہوئے پکڑ کر سولی چڑھا دیا قرآن مجید اس واقعہ کی یوں حقیقت کشائی کرتا ہے۔

﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا......﴾ (النساء ۱۵۸۔۱۵۷)

''اور ان کے یوں کہنے کے باعث کہ ہم نے اللہ کے رسول 'مسیح عیسیٰ ابن مریم' کو قتل کر دیا حالانکہ نہ تو انہوں نے اسے قتل کیا نہ سولی چڑھایا بلکہ ان کے لیے ویسی (ایک) صورت بنا دی گئی تھی۔ یقیناً عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اختلاف کرنے والے شک وشبہ میں ہیں، ان کے پاس تخمینی باتوں کے سوا کوئی یقینی علم نہیں اور یہ یقینی بات

ہے کہ انہوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے''

اللہ تعالیٰ قبل از قیامت، بوقت خروج دجال، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ آسمان سے زمین پر اتاریں گے اور وہ مسلمانوں کے راہنما کی حیثیت سے دجال اور اس کے لشکر کا مقابلہ کر کے انہیں قتل کریں گے اور تمام ادیان ومذاہب پر دین اسلام غالب کردیں گے۔ پھر یاجوج ماجوج، کی قوم نکلے گی جسے بلا مقابلہ اللہ تعالیٰ ہلاک کر دیں گے اور پھر باذن الٰہی حضرت اسرافیل صور پھونکیں گے اور قیامت برپا ہو جائے گی۔آئندہ صفحات میں بغرض اختصار قرآن وسنت کی روشنی میں نزول مسیح علیہ السلام کے بارے میں صحیح اسلامی تصور پیش کیا جاتا ہے۔[1]

---

(۱)[اس موضوع پر راقم کی ایک تحقیقی کتاب (نزول مسیح کا صحیح اسلامی تصور قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں) کا مسودہ بھی تیار ہے(جو عدم وسائل کی وجہ سے فی الحال معرض التوا میں ہے) جس میں عقیدہ نزول مسیح کے حوالہ سے قادیانیوں کے علاوہ بعض مسلمانوں (تمنا عمادی، ابوالخیر اسدی وغیرہ) کے اعتراضات وشبہات کا بھی تحقیقی جواب دیا گیا ہے۔ وللہ الحمد]

نزول مسیح قرآن مجید کی روشنی میں

❶ ﴿وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلاً إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ وَقَالُوْا ءَ الِهَتِنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلاَّ جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ، إِنْ هُوَ إِلاَّ عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلاً لِّبَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلاَئِكَةً فِيْ الاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلاَ تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ﴾ (الزخرف: ۵۷تا۶۱)

''اور جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو اس سے تیری قوم (خوشی سے چیخنے لگتی ہے اور انہوں نے کہا کہ ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟ تجھ سے ان کا یہ کہنا محض جھگڑے کی غرض سے ہے بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو عیسیٰ بھی صرف بندہ ہی ہے جس پر ہم نے احسان کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لیے نشان (قدرت) بنایا۔ اگر ہم چاہتے تو تمہارے عوض فرشتے کر دیتے جو زمین میں جانشینی کرتے۔ یقیناً (عیسیٰ) قیامت کی علامت ہے پس تم (قیامت) کے بارے میں شک نہ کرو اور میری تابعداری کرو یہی سیدھی راہ ہے۔''

اس آیت کی تفسیر میں راس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ھو خروج عیسی بن مریم قبل یوم القیامة ''یعنی اس (آیت میں قیامت کی نشانی) سے قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ کا نازل ہونا مراد ہے۔''[1]

---

(۱)[احمد (۳۲۹/۳)، ابن حبان (۲۲۸/۱۵)، طبری (۵۴/۲۵)، حاکم (۴۴۸۲) علاوہ ازیں یہی تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا بھی مروی ہے۔ دیکھیے ابن حبان (۶۷۷۸)، موارد الظمآن (۱۷۵۸)]

❷ ﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ (النساء: ۱۵۷ تا ۱۵۹)

''اور ان (یہودیوں) کے اس قول کی وجہ سے کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا حالانکہ نہ تو انہوں نے اسے قتل کیا نہ سولی چڑھایا بلکہ ان کے لیے ویسی (ایک) صورت بنا دی گئی تھی۔ بلاشبہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اختلاف کرنے والے شک وشبہ میں ہیں۔ انہیں تخمینی باتوں کے سوا کوئی یقینی علم نہیں اور یہ یقینی ہے کہ انہوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے۔ اہل کتاب میں سے ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لے آئے اور روز قیامت آپ ان پر گواہ ہوں گے۔''

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں ان آیات کے تحت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ 'جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ کیا تو عیسیٰ علیہ السلام گھر میں داخل ہوئے وہاں آپ کے بارہ (۱۲) حواری (ساتھی، صحابہ) موجود تھے۔ آپ گھر میں موجود چشمے سے نکل کر ان ساتھیوں کی طرف آئے اور آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ مجھ پر ایمان لانے کے باوجود بارہ بارہ مرتبہ میرا کفر کریں گے! پھر آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کون شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کی شکل وصورت میری طرح بنا دی جائے اور وہ

میری جگہ مقتول ہو کر جنت میں میرا ہم مرتبہ (ساتھی) بن جائے؟ ان میں سے سب سے چھوٹی عمر کا نوجوان کھڑا ہوا مگر آپ نے اسے کہا کہ تم بیٹھ جاؤ، آپ نے پھر اپنی بات دہرائی اور وہی نوجوان دوبارہ کھڑا ہوا اور آپ نے پھر اسے بیٹھنے کا حکم دیا۔ پھر تیسری مرتبہ آپ نے اپنی بات دہرائی (اس مرتبہ بھی) وہی نوجوان کھڑا ہوا اور کہا کہ میں تیار ہوں۔ آپ نے کہا پھر تم ہی وہ (درجہ حاصل کرنے والے) ہو۔ اس نوجوان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہہ ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام کو گھر کے روشندان سے آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا۔ جب یہودی آپ کو گرفتار کرنے کے لیے آئے تو اس ہم شکل شخص کو (عیسیٰ سمجھ کر) پکڑا اور قتل کر دیا''[1]

گزشتہ آیات میں حیات مسیح ونزول مسیح کا واضح تصور پایا جاتا ہے علاوہ ازیں متواتر احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گے (تفصیل آئندہ صفحات میں ملاحظہ ہو) اسی بنا پر تمام ثقہ مفسرین نے حیات ونزول مسیح کا اقرار کیا ہے۔[2]

ایک شبہ کا ازالہ

سورۃ آل عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰىٓ إِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ......﴾ (آیت:۵۵)

---

(۱)[(تفسیر ابن کثیر (۱/۵۷۴)]

(۲)[تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تفسیر طبری (۳/۲۸۹)، تفسیر رازی (۱۱/۱۰۳)، تفسیر کشاف (۱/۴۳۲)، تفسیر خازن (۱/۲۹۸)، تفسیر ابن عطیہ (۳/۱۴۳)، تفسیر البحر المحیط (۳/۳۹۱) تفسیر زاد المسیر لابن جوزی (۱/۳۹۷)، تفسیر روح المعانی (۲/۷۷)، تفسیر اضواء البیان، فتح البیان، فتح القدر، الدر المنثور، بیضاوی، جلالین وغیرھا]

''یعنی جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ! میں تجھے پاک کرنے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں نیز تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں''

اس آیت میں 'متوفيك' کلمہ استعمال ہوا ہے جس کا مادہ (ROOT) وَفِيٌ ہے ، وفات (موت) بھی اسی قبیل سے ہے جس کے پیش نظر بعض ملحد لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو (موت دے کر) فوت کرلیا ہے لہٰذا وہ زندہ نہیں اور نہ ہی قبل از قیامت نازل ہوں گے۔ لہٰذا جن جن احادیث میں 'نزول عیسیٰ علیہ السلام' کا تذکرہ ہے، وہ سند کے اعتبار سے بالکل صحیح ہی کیوں نہ ہو، خلاف قرآن ہونے کی وجہ سے مردود ہیں (معاذ اللہ)

مذکورہ عقیدہ غلط ہی نہیں بلکہ کفر بھی ہے اور بوجوہ قابل تردید ہے۔

❶ 'متوفی' کا مصدر توفی اور مادہ وفی ہے جس کا اصل (حقیقی) معنی پورا پورا لینے کے ہے اور مجازاً اسے موت کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ بوقت موت انسان کے جسمانی اختیارات مکمل طور پر سلب کرلیے جاتے ہیں۔[1]

مذکورہ آیت (إني متوفيك) میں یہ لفظ اپنے حقیقی اور اصلی معنی میں مستعمل ہے مجازاً نہیں کیونکہ حقیقت کو مجاز پر محمول کرنے کے لیے 'قرینہ صارفہ' ضروری ہے۔ جو یہاں مفقود ہے لہٰذا یہاں توفی کا یہی معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو مع روح وجسد زندہ حالت میں اپنی طرف اٹھالیا ہے۔[2]

❷ یہ مسلمہ اصول ہے کہ قرآن کا بعض حصہ بعض کی تفسیر کرتا ہے۔ (القرآن یفسر

---

(۱)[دیکھیے لغت کی معتبر کتابیں مثلاً لسان العرب (۳۹۴/۱۵)، تاج العروس (۲۹۴/۱۰۰)، اساس البلاغة (۵۰۵)]

(۲)[تفصیل کے لیے دیکھیے فتاوی ابن تیمیہؒ (۳۲۲/۴) وکتب تفاسیر)]

بعضه بعضا) لہٰذا مذکورہ آیت میں (متوفيك) کی وضاحت جس طرح اس کے متصل بعد (ورافعك إلي) سے ہو رہی ہے اسی طرح قرآن مجید کی دیگر آیات سے بھی اس کی یہی وضاحت ہوتی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اٹھا لیا گیا ہے موت نہیں دی گئی (دیکھیے نمبر ا اور نمبر ۲)

❸ صاحب قرآن سے بڑھ کر کوئی دوسرا شخص قرآن کی صحیح تفسیر بیان نہیں کر سکتا لہٰذا نبی ﷺ نے احادیث مبارکہ میں 'نزول عیسی' کی واضح تفسیر وتائید کی ہے (احادیث آگے ذکر کی جائیں گی)

❹ قرآن فہمی کے لیے دور صحابہ مسلمہ حیثیت رکھتا ہے اس لیے کہ ان کے سامنے قرآن نازل ہوتا رہا ہے اور وہ نزول قرآن کے سیاق وسباق سے خوب ماہر تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بھی یہ حقیقت مسلم تھی کہ عیسی قتل ومصلوب نہیں ہوئے بلکہ انہیں زندہ اٹھا لیا گیا ہے اور قبل از قیامت اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ زندہ حالت میں نازل فرمائیں گے ﴿فَإِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا......﴾

❺ کتاب کے مقدمہ میں ہم اصول فقہ کی روشنی میں یہ بات واضح کر چکے ہیں کہ الفاظ کا انطباق وانضباط ہمیشہ حقیقت پر مبنی ہوتا ہے الا یہ کہ کوئی ایسا قرینہ وغیرہ ہو جو معنی حقیقی میں رکاوٹ بنے تو پھر مجاز کا سہارا لیا جاتا ہے (تفصیل کے لیے مقدمۂ کتاب دیکھیے) مسئلہ مذکورہ میں حقیقی معنی کے استعمال میں کوئی مانع نہیں بلکہ تمام قرائن وعلائق تو حقیقی معنی پر ہی دلالت وشہادت پیش کرتے ہیں پھر اسے (وَفِيٌّ کو) مجاز پر محمول کرنے کا کیا تک ہے؟

❻ حضرت عیسی علیہ السلام کا ہزاروں برس قبل زندہ آسمان پر اٹھا لیا جانا اور پھر اتنا لمبا عرصہ انہیں زندہ رکھنا ہمارے فطری اور طبعی قوانین کے برخلاف تو ممکن ہے مگر یہ

بات قدرت الٰہی سے ہرگز بعید نہیں کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی کائنات میں کہیں ، ہزاروں سال تک زندہ رکھے اور جب چاہے دنیا میں واپس بھیج دے کیونکہ قدرت الٰہی، دنیاوی قوانین کی محتاج نہیں ہاں البتہ دنیاوی قوانین قدرت الٰہی کے ہاتھوں ضرور مجبور ہے۔(إن الله علی کل شئی قدیر)

7 اگر ایک لمحہ کے لیے بالفرض یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حضرت عیسی علیہ السلام وفات پا چکے ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ زندہ کر لینے پر قادر نہیں؟ ! یقیناً جواب مثبت ہے بصورت دیگر منکرین کو قرآن مجید میں مذکورہ اصحاب کہف، حضرت عزیر علیہ السلام، طیور ابراہیم اوراس طرح کے دیگر واقعات کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

ایک قرآنی مثال

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَصُمًّا﴾۔'' روز قیامت ہم ان (کافر) لوگوں کو اوندھے منہ اکٹھا کریں گے جب کہ وہ اندھے، گونگے اور بہرے ہوں گے۔'' (الاسراء ۹۷)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :''جو لوگ اپنے منہ کے بل جہنم کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے یہی بدتر منزلت اور گمراہ تر راستے والے ہیں''۔(الفرقان :۳۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے (تعجب کے ساتھ) اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا کیا کافر اپنے چہرے کے بل اٹھایا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: جس اللہ نے انہیں (دنیا میں) پاؤں پر چلنے کی قدرت دی تھی کیا وہ انہیں روز قیامت منہ کے بل چلانے پر قادر نہیں؟''

قتادہ راوی (تابعی) نے کہا: ضرور! یارب! تیری عزت کی قسم (تو ضرور قادر ہے)[1]

---

(۱)[بخاری (۴۷۶۰)، مسلم (۲۸۰۶)، احمد (۲۲۹/۳)، ابویعلی (۳۰۴۶)]

نزول مسیح احادیث کی روشنی میں

نزول عیسیٰ علیہ السلام

① ''عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَنْزِلَ فِیْکُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا مُقْسِطًا فَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیَفِیْضُ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ أَحَدٌ''(۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ تمہارے درمیان حضرت عیسیٰ بن مریمؑ حاکم اور عادل بن کر نازل ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیے (اور جنگ) کا (بالآخر) خاتمہ کریں گے اور پھر مال بکثرت ہوگا حتی کہ اسے قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔''

② ''عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَیْفَ أَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَأَمَامُکُمْ مِنْکُمْ''(۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے نصیب کیسے (اچھے) ہوں گے جب تمہارے درمیان عیسیٰ بن مریمؑ نازل ہوں گے اور تمہارا امام (اس وقت) خود تم

(۱)[بخاری؛ کتاب المظالم، باب کسر الصلیب وقتل الخنزیر (۲۴۷۶)، مسلم (۱۵۵) احمد (۳۱۵/۳، ۳۵۸) ترمذی (۲۲۳۳) ابن ماجہ (۴۱۲۹) السنن الکبری (۱۰۱/۶)، مشکل الآثار (۹۹/۱) ابویعلی (۶۵۸۴) شرح السنۃ (۴۵۴/۷)]

(۲)[بخاری؛ کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسی بن مریم (۳۴۴۹)، مسلم (۱۵۵، ۲۴۴)]

میں سے ہوگا۔'' (یعنی امام مہدیؒ)۔

③ ''عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهِ لَيُوْشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيْكُم ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَفِيْضُ الْمَالُ حَتّٰى لَا يَقْبَلُه أَحَدٌ حَتّٰى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ "وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِم شَهِيْدًا ''(۱)

حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ضرور اتریں گے تم میں ابن مریم حاکم عادل بن کر پھر وہ صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیے (اور جنگ) کو موقوف کر دیں گے پھر مال ودولت کی کثرت ہوگی حتی کہ اسے کوئی لینے والا نہیں ہوگا اور (حالت یہ ہوگی کہ) ایک سجدہ کر لینا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا پھر حضرت ابو ہریرہ ﷛ نے فرمایا کہ ''اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ کر دیکھ لو

''اور اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہ بچے گا جو حضرت عیسیٰؑ کی موت سے پہلے ان پر ایمان نہ لائے۔''

---

(۱)[بخاری؛ کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسی بن مریم علیهما السلام (۳۴۴۸)، مسلم (۱۵۵، ۳۹۰)، ترمذی (۲۲۳۳)، ابن ماجہ (۴۱۲۹)، احمد (۲/ ۳۱۵، ۳۵۸، ۳۸۳)]

صفت ومقام نزول عیسیٰ علیہ السلام

"عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ، عليه السّلام،فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دَمِشْقَ بَيْنَ مَهْرُوذَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَه قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْه جُمَانٌ كَالُّلؤْ لُؤْ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيْحَ نَفْسِهِ اِلَّا مَاتَ وَ نَفَسُه يَنْتَهِي حَيْنَ يَنْتَهِي طَرْفُهُ فَيَطْلُبُه حَتّٰى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلَهُ "(1)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ حضرت (عیسیٰ) مسیح ابن مریم کو بھیج دیں گے اور وہ دمشق (شام) کے مشرقی حصے میں سفید مینار کے پاس، زرد رنگ کے دو کپڑوں میں ملبوس، دو فرشتوں کے بازؤں (پروں) پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو ایسا محسوس ہو گا کہ قطرے ٹپک رہے ہیں اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ڈھلکتے نظر آئیں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی وہ زندہ نہ بچے گا جب کہ ان کی سانس حد نگاہ تک پہنچے گی پھر ابن مریم دجال کا پیچھا کریں گے اور 'لُد' (ایک مقام فلسطین میں) کے دروازے پر اسے جا پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔"

وقت نزول عیسیٰ علیہ السلام

① "عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

(1)[مسلم: کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۲۹۳۷) احمد (۴/۲۴۸)، ابوداود (۴۳۲۱)، ترمذی (۲۲۴۰)، ابن ماجہ (۴۱۲۶)، حاکم (۴/۵۳۷)، طبری (۹/۹۵)]

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِيْنَ اِلٰى يَومِ الْقِيَامَةِ ، قَالَ : فَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيْرُهُمْ : تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُوْلُ :لَا،اِنَّ بَعْضَكُم عَلٰى بَعْضٍ أُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰه هَذِه الْأُمَّةِ "[1]

حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ سے مروی ہے کہ

"اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت سے ایک گروہ قیامت تک حق پر غالب رہ کر لڑتا رہے گا پھر عیسیٰ نازل ہوں گے تو ان (مسلمانوں) کا امیر (مہدی) کہے گا کہ آیئے نماز پڑھایئے۔ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) انکار کریں گے اور کہیں گے کہ امیر تم میں سے ہی ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اس امت پر نوازش ہے۔"

② "عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي العَاص رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ....وَيَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَيَقُولُ لَهُ أَمِيْرُهُم : يَا رَوْحَ اللّٰه ! تَقَدم صَلِّ ، فَيَقُوْلُ : هَذِهِ الْأُمَّةُ أُمَرَاْ بَعْضُهُم عَلٰى بَعْضٍ فَيَتَقَدمُ أَمِيْرُهُم فَيُصَلِّى "[2]

حضرت عثمان ﷺ سے مروی ہے کہ

"اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ ابن مریم بوقت فجر اتریں گے تو مسلمانوں کا امیر کہے گا: اے روح اللہ! آیئے نماز پڑھایئے تو عیسیٰ کہیں گے اس امت کے

---

(۱)[مسلم؛ کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ بن مریم.....(۱۵۶، ۳۹۵)، احمد (۳/۳۴۸، ۳۸۴) مسند ابوعوانہ (۱/۱۰۶) ابو یعلی (۲۰۷۸)]

(۲)[احمد (۲۹۵/۴) حاکم؛ کتاب الفتن والملاحم (۵۲۴/۴) حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔ ابن ابی شیبہ (۶۵۰/۸) الدر المنثور (۲۴۳/۲)]

افراد ہی ایک دوسرے پر امیر ہیں پھر ان کا امیر (امام مہدیؒ) امامت کرائے گا۔"

③ ایک روایت میں ہے کہ

"فَإِذَا صَلَّى صَلٰوةَ الصُّبْحِ خَرَجُوا إِلَيْهِ"(۱)

"جب وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) صبح کی نماز ادا کر لیں گے تو دجال کی طرف نکلیں گے۔"

علاماتِ عیسیٰ علیہ السلام

① "عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبطُ الشَّعْرِ يَنْطِفُ أَوْ يُهْرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً، قُلْتُ : مَنْ هٰذَا ، قَالُوْا : اِبْنُ مَرْيَمَ"(۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

"اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میں سویا ہوا (خواب میں) کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک صاحب جو گندم گوں تھے اور ان کے سر کے بال سیدھے تھے کہ گویا ان سے پانی ٹپک رہا ہے (پر میری نظر پڑی تو) میں نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا: یہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہیں۔"

② "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : وَأَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ لِأَنَّه لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّه نَازِلٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ رَجُلًا مَرْبُوعًا إِلَى الْحُمْرَةِ

(۱)[احمد (۳/۳۶۶) مجمع الزوائد (۷/۶۵۹)]

(۲)[بخاری: کتاب الفتن، باب ذکر الدجال (۷۱۲۸)، مسلم (۲۷۳) شرح السنۃ (۷/۴۴۳) الموطا (۲/۹۲۰)]

وَالْبَيَاضِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَصَّرَانِ كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيَدْعُو النَّاسَ إِلَى الْإِسْلَامِ فَيُهْلِكُ اللّٰهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ، وَيُهْلِكُ اللّٰهُ فِي زَمَانِهِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ وَتَقَعُ الْأَمَنَةُ عَلَى الْأَرْضِ "[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میرے اور ان (یعنی عیسیٰ) کے درمیان کوئی نبی نہیں اور بے شک وہ نازل ہونے والے ہیں لہذا جب تم انہیں دیکھو تو پہچان کر لینا کہ وہ ایک میانہ قد آدمی ہیں، رنگ مائل سرخی وسفیدی ہے، زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوں گے، سر کے بال ایسے ہیں کہ گویا ان سے پانی ٹپک رہا ہے حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے، وہ دین اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام ادیان کا خاتمہ فرمادیں گے اور وہ مسیح دجال کو قتل کریں گے پھر زمین پر ہر طرف امن وامان کا دور دورہ ہوگا۔''

عیسیٰ علیہ السلام جہاد کے ذریعے دین اسلام غالب کردیں گے

① " عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ...... فَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُعَطِّلُ الْمِلَلَ حَتَّى يُهْلِكَ اللّٰهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا غَيْرَ الْإِسْلَامِ "[2]

---

(۱)[احمد (۵۳۵/۲، ۵۷۶) اس روایت کے بعض حصے بخاری: کتاب احادیث الانبیاء، کتاب البیوع، کتاب المظالم (۲۴۴۲) وغیرہ) اور مسلم: کتاب الفضائل، کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ (۲۳۶۵ وغیرہ) میں بھی ہیں نیز دیکھئے ابوداود (۴۳۲۴) عبد الرزاق (۴۰۱/۱۱) موارد الظمان (۱۹۰۲) الشریعۃ للآجری (۳۳۷) الفتن نعیم بن حماد (۳۵۱)]

(۲)[حوالہ سابقہ]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر وہ (عیسیٰ) صلیب توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں (یعنی اسلام یا جنگ) تمام ادیان معطل کر دیں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے سوا تمام ملتوں (دینوں) کا قلع قمع فرما دیں گے''

② ''عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَوْلَى رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِيْ أَحْرَزَهُمَا اللّٰهُ مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُوْنُ مَعَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السلام''[1]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: میری امت کے دو لشکر ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ سے محفوظ کر دیا ہے ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ آور ہوگا اور دوسرا وہ جو عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ ہو کر (دجال کے خلاف جہاد کرے گا)۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج اور عمرہ کریں گے

''عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَيُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْيَمَ مِنْ فَجِّ الرَّوْحَاءِ بِالْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ أَوْ لَيَثْنِيَنَّهُمَا''[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان

(۱) [نسائی: کتاب الجہاد، باب غزوۃ الہند (۳۱۷۵) (۳۵۰/۵)، التاریخ الکبیر (۷۲/۶)، السلسلة الصحيحة (۵۷۰/۴)]

(۲) [مسلم: کتاب الحج، باب اہلال ﷺ وہدیہ (۱۲۷۵) عبد الرزاق (۴۰۰/۱۱) السنن الكبرى (۴۵۶/۷)، ابن حبان (۲۳۲/۱۵) ابن ابی شیبہ (۶۵۴/۸)]

ہے حضرت عیسیٰ روحا کی گھاٹی سے حج یا عمرہ یا دونوں کے لئے تلبیہ پکاریں گے۔

پیغامِ محمد ﷺ بنام عیسیٰ علیہ السلام

''عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنِّیْ لَاَرْجُو اِنْ طَالَ بِی عُمَر أَنْ أَلْقَی عِیسٰی بْنَ مَرْیَمَ فَاِنْ عَجلَ بِی مَوتٌ فَمَنْ لَقِیَهٗ مِنْکُمْ فَلْیُقْرِئْهُ مِنِّی السَّلَام ''[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے امید ہے کہ اگر میری عمر لمبی ہوئی تو میں عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کروں گا اور اگر مجھے موت نے آلیا تو تم میں سے جو شخص ان سے ملاقات کرے وہ میری طرف سے انہیں سلام کہے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امن وامان

① ''عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :...... وَیَهْلِكُ اللّٰهُ فِیْ زَمَانِهِ الْمَسِیْحَ الدَّجَّالَ وَتَقَعُ الْأَمَنَةُ فِی الْأَرْضِ حَتّٰی تَرْتَعَ الْإِبِلُ مَعَ الْاَسَدِ جَمِیْعًا وَالنُّمُورُ مَعَ الْبَقَرِ وَالذِّئَابُ مَعَ الْغَنَمِ وَیَلْعَبُ الصِّبْیَانُ وَالْغِلْمَانُ بِالْحَیَّاتِ لَا تَضُرُّهُمْ ''[2]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

'' اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا : اللہ تعالیٰ ان (حضرت عیسیٰ) کے دور میں جھوٹے ''مسیح دجال'' کو ہلاک کریں گے اور زمین پر امن وامان قائم ہو جائے گا

---

(۱)[مجمع الزوائد، کتاب الفتن ، باب نزول عیسیٰ ابن مریم (۱۲/۸) احمد (۲/ ۳۹۳، ۳۹۴)، ابن ابی شیبہ (۶۵۴/۸) وصححہ احمد شاکر (۱۵/ ۱۳۵)]

(۲)[احمد (۲/ ۵۲۶، ۵۳۵)]

حتی کہ اونٹ اور شیر، چیتے اور گائیاں، بھیڑیے اور بکریاں سب ایک ساتھ چریں گے اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے مگر کوئی کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

② "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اِمَامًا عَادِلًا وَحَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَيَرْجِعُ السَّلِمُ وَيَتَّخِذُ السُّيُوفُ مَنَاجِلَ وَتَذْهَبُ حُمَةُ كُلِّ ذَاتِ حُمَّةٍ وَتَنْزِلُ السَّمَاءُ رِزْقَهَا وَتَخْرُجُ الْأَرْضُ بَرَكَتَهَا حَتّٰى يَلْعَبَ الصَّبِيُّ بِالثُّعْبَانِ فَلَا يَضُرُّهُ وَيُرَاعِي الْغَنَمَ الذِّئْبُ فَلَا يَضُرُّهَا وَيُرَاعِي الْاَسَدُ الْبَقَرَ فَلَا يَضُرُّهَا "(1)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: عیسیٰ ابن مریم حاکم اور عادل بن کر نازل ہوں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلح لوٹا دیں گے، تلواریں درانتیاں ہوں گی، ہر زہر آلود چیز کا زہر ختم ہو جائے گا، آسمان اپنا رزق اتارے گا زمین اپنی نباتات اگائے گی حتی کہ بچہ اژدھے سے کھیلے گا مگر وہ اژدھا بچے کو نقصان نہیں دے گا، بھیڑیا بکریوں کے ساتھ چرے گا مگر انہیں نقصان نہیں دے گا شیر گائے کے ساتھ چرے گا مگر اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

ایک روایت میں ہے کہ

"وَلَيُتْرَكَنَّ الْقِلَاصُ فَلَا يُسْعٰى عَلَيْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ

(۱)[احمد(۲/۴۳۸) واصلہ فی البخاری(۳۴۷۶)ومسلم:کتاب الایمان(۲۴۲)،ابن ماجہ(۴۱۲۹) ترمذی(۲۲۳۳)،التاریخ الکبیر(۳/۳۵۷)شرح السنہ(۷/۴۵۴) السنن الکبری(۱۰۱/۶) ابویعلی(۶۵۸۴)عبدالرزاق(۱۱/۳۹۹)مشکل الآثار(۱/۹۹)]

وَالتَّحَاسُدُ وَلَيُدْعَوَنَّ اِلَى الْمَالِ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ "[1]

"جوان اونٹنی کو چھوڑ دیا جائے گا مگر اسے حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی جائے گی، کینہ، حسد اور بغض کا خاتمہ ہو جائے گا اور مال کی دعوت دی جائے گی مگر اسے قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔"

③ "عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ كَاَنَّه عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَتَيْنِ عَدَاوَةٌ "[2]

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

" اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم کو نازل فرمادیں گے گویا کہ وہ عروہ بن مسعود (صحابی) ہیں اور وہ دجال کو تلاش کر کے ہلاک کریں گے پھر لوگ سات سال تک زمین پر (زندہ) رہیں گے اور دو بندوں کے درمیان بھی عداوت نہیں ہوگی۔"

④ "عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :...... فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰه عِيْسٰىؑ وَأَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ (اللّٰه) عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُوْنَ فَرْسٰى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللّٰه عِيْسٰىؑ وَأَصْحَابُهُ اِلَى الْأَرْضِ فَلَا يَجِدُوْنَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ اِلَّا مَلَأَه زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيّ اللّٰه عِيْسٰىؑ

(۱)[مسلم: کتاب الفتن، باب فی خروج الدجال (۲۹۴۰)]

(۲)[احمد ۲/۱۶۵]

وَأَصْحَابُهُ اِلَى اللّٰهِ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْرًا كَاَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰه ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا يَكِنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلْفَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ : أَنْبِتِى ثَمَرَتَك وَرُدِّى بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُل الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكَ فِي الرِّسْلِ حَتّٰى اِن اللَّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللَّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيْلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللَّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰه رِيْحًا طَيِّبَةً ......"[1]

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ......پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا کر کے انہیں آن واحد میں ایک نفس کی موت کی طرح ہلاک کر دیں گے پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے مگر زمین میں ہر جگہ ان کی سڑانڈ اور بدبو پھیلی ہوگی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردن برابر (چڑیوں جیسے) پرندے بھیجیں گے جو انہیں وہاں لے جا پھینکیں گے جہاں اللہ کا حکم ہوگا پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے جو ہر مٹی اور خیمے والے گھر میں پہنچے گی اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ زمین کو اس طرح پاک صاف کر دیں گے جس طرح کوئی حوض یا باغ (یا خوبصورت عورت) ہو پھر زمین کو

(۱) [مسلم؛ کتاب الفتن، باب ذکر الدجال(۲۹۳۷) احمد(۴/ ۲۴۸)، ابوداود(۴۳۲۱)، ترمذی (۲۲۴۰) ابن ماجہ(۴۱۲۶)، حاکم (۴/ ۵۳۷)، طبری(۹/ ۹۵)]

حکم ہوگا کہ اپنے پھل اگا، برکتیں نکال، اس دن ایک انار پوری جماعت کھا سکے گی اور اس کے چھلکے سے وہ سایہ حاصل کریں گے ۔ ایک گابھن اونٹنی کا دودھ کئی جماعتوں کے لئے کافی ہوگا، حاملہ گائے کا دودھ ایک قبیلے کو کفایت کرے گا اور بکری کا دودھ ایک خاندان کو کافی ہوگا، لوگ اس حال میں ہوں گے کہ

اچانک اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جو ان کے بغلوں کے نیچے سے اثر کرتی ہوئی گذرے گی اور ہر مؤمن و مسلم کو فوت کر دے گی پھر صرف بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح باہم جھگڑیں گے (یا بدکاریاں کریں گے) اور انہی پر قیامت قائم ہوگی۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کتنی دیر زمین پر قیام فرمائیں گے؟

① ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّه عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ فَيَطْلُبُهُ فَيَهْلِكُهُ ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَتَيْنِ عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ حَتّٰى لَو أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتّٰى تَقْبِضَهُ''(1)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ عیسی ابن مریم کو نازل فرمادیں گے گویا کہ وہ عروہ بن مسعود (صحابی) ہیں اور وہ دجال کو ڈھونڈ کر قتل کریں گے پھر لوگ سات سال تک زندہ رہیں گے حتی کہ دو شخصوں کے درمیان بھی عداوت نہیں ہو

(۱)[مسلم؛ کتاب الفتن، باب فی خروج الدجال (۲۹۴۰)]

گی پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجیں گے جو ہر اس آدمی کی روح قبض کر لے گی جس کے دل میں رائی برابر بھی خیر یا ایمان ہو گا اور اگر کوئی شخص کسی پہاڑ کی سرنگ میں بھی گھس جائے گا تو یہ ہوا وہاں پہنچ کر اس کی روح قبض کر لے گی۔"

② " عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ......فَیَمْکُثُ أَرْبَعِیْنَ سَنَةً "[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ......اور وہ (عیسیٰ) چالیس (40) سال تک ٹھہریں گے۔

بعض روایات میں 7 سال جبکہ بعض میں چالیس (40) سال کا ذکر ہے۔ حافظ ابن کثیر ان دونوں میں تطبیق دیتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ " حضرت عیسیٰ پیدائش سے لے کر موت تک کل چالیس سال تک زمین پر اقامت کریں گے جن میں سے تینتیس (۳۳) سال وہ گزار کر آسمان پر اٹھائے جا چکے ہیں اور باقی سات (۷) سال وہ قیامت سے پہلے دوبارہ نازل ہونے کے بعد پورے کریں گے۔"[2]

عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور تجہیز و تکفین

① " عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ...... فَیَمْکُثُ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ یَمْکُثَ ثُمَّ یَتَوَفّٰی فَیُصَلّٰی عَلَیْهِ الْمُسْلِمُوْنَ وَیَدْفِنُوْنَهٗ "[3]

---

(۱) [احمد (۲/۴۳۵) ابوداود، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال (۴۳۲۴)، عبدالرزاق ۱/۴۰۱]

(۲) [(النهایة فی الفتن ۱/۹۹)]

(۳) [احمد (۲/۴۷۶) ابوداود (۴۳۲۴)، السلسلة الصحیحة (۲۱۸۲)]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ (عیسیٰ کو زمین پر) جتنی دیر اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوگی ٹھہریں گے پھر فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کر کے انہیں دفن کر دیں گے۔''

② ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ...... فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يَتَوَفَّى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ''[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ......پھر وہ چالیس (40) سال تک اقامت کریں گے اور فوت ہو جائیں گے تو مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔''

مسیح موعود کون؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس لیے 'مسیح' کہا جاتا ہے کہ وہ مریض پر ہاتھ پھیرتے تو موذی سے موذی مرض کا شکار بھی صحت مند ہو جاتا تھا۔ آپ کو 'مسیح الہدیٰ' کہا گیا ہے جب دجال کو مسیح اس لیے کہا گیا ہے کہ اس کی آنکھ کانی (ممسوحۃ رمٹی ہوئی) ہوگی۔ علاوہ ازیں اس کے خطرناک اور عظیم فتنے کی وجہ سے اسے 'مسیح الضلالة' کہا گیا ہے۔

بنی اسرائیل کو ان کے انبیاء اور مقدس کتابوں کے ذریعے جس آخری مسیحا (Promised Messiah) کی خوشخبری دی گئی تھی اس سے مراد مسیح الہدیٰ (عیسیٰ) ہے مسیح الضلالۃ (دجال) نہیں جب کہ بنی اسرائیل دجال کو اپنا مسیح موعود سمجھ کر اس کے

---

(۱) [احمد (۵۳۵/۲) ابوداود، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال (۴۳۲۴) السلسلة الصحيحة (۲۱۸۲)]

پیروکار بن جائیں گے۔اس بات کی تاریخی حقیقت یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل تنزل وانحطاط کا شکار ہوتے چلے گئے اور ذلت ومسکنت ان کا مقدر ٹھہرا دی گئی تو انبیائے بنی اسرائیل نے انہیں یہ خوشخبری دینا شروع کی کہ اللہ رب العزت کی طرف سے ایک 'مسیح' آنے والا ہے جو انہیں اس ذلت ومسکنت سے نجات دلائے گا۔ ان پیشگوئیوں کی بناء پر یہودی ایک مسیح کی آمد کے متوقع تھے جو بادشاہ ہو،لڑ کر ملک فتح کرے،بنی اسرائیل کو در در کی ٹھوکریں کھانے کی بجائے 'فلسطین' میں جمع کر کے ایک زبردست سلطنت قائم کر دے لیکن ان کی توقعات کے خلاف جب حضرت عیسی ابن مریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسیح بن کر آئے مگر کوئی لشکر ساتھ نہ لائے تو یہودیوں نے ان کی مسیحیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا بلکہ انہیں ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے (وہ اپنے زعم باطل میں انہیں قتل کر چکے ہیں) اس وقت سے آج تک دنیا بھر کے یہودی اس 'مسیح موعود' کے منتظر ہیں جس کے آنے کی خوشخبریاں انہیں دی گئی تھیں،ان کا مذہبی لٹریچر بھی اس آنے والے دور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے اور وہ یہی امید لیے بیٹھے ہیں کہ مسیح موعود ایک زبردست جنگی لیڈر ہوگا جو نیل سے فرات تک کا علاقہ جسے یہودی اپنی میراث کا ملک سمجھتے ہیں، انہیں واپس دلائے گا اور دنیا کے گوشے گوشے سے یہودیوں کو جمع کر کے وہاں لا بسائے گا۔

مشرق وسطیٰ کے حالات اور نبی ﷺ پیشگوئیوں کے پس منظر میں صاف دکھائی دیتا ہے کہ اس دجال اکبر کے ظہور کے لیے سٹیج بالکل تیار ہو چکا ہے جو حضور ﷺ کی دی ہوئی خبروں کے مطابق یہودیوں کا مسیح موعود بن کر اٹھے گا فلسطین کے بڑے حصہ سے مسلمان بے دخل کیے جا چکے ہیں اور وہاں اسرائیل کے نام سے ایک یہودی ریاست قائم کر دی گئی ہے۔ اس ریاست میں دنیا بھر کے یہودی کھچ کھچ کر چلے آرہے ہیں

۔امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے اس کو ایک زبردست جنگی طاقت بنا دیا ہے۔یہودی سرمائے کی بے پایاں امداد سے یہودی سائنس دان اور ماہرین فنون اس کو روز افزوں ترقی دیتے چلے جارہے ہیں اور اس کی یہ طاقت گردوپیش کی مسلمان قوموں کے لیے ایک خطرۂ عظیم بن گئی ہے۔'' (۱)

کیا مرزا غلام احمد قادیانی 'مسیح موعود' تھا؟

مرزا غلام احمد اس کذاب وملعون شخص کا نام ہے جس نے ایک طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا انکار کرتے ہوئے یہود ونصاریٰ کی طرح آپ کی موت کا باطل نظریہ پیش کیا اور دوسری طرف نزول مسیح سے متعلقہ احادیث نبویہ ﷺ کے بارے میں یہ دعویٰ کیا کہ

''جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ مرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے''۔ (۲)

جب کہ عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعویٰ اس بھونڈے انداز سے پیش کیا کہ

''اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں، میں نے پرورش پائی...... مریم کی طرح عیسی کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد، جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔'' (۳)

---

(۱)[ملاحظہ ہو تفہیم القرآن از علامہ مودودی (۱۶۴/۴)؛

(۲)[اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح (ص ۷)]

(۳)[(کشتی نوح ص ۸۷ تا ۸۹)(نعوذ باللہ)]

بہر حال اس ملعون وکذاب کی زندگی ہی میں اہل علم نے اس کی خوب خبر لی اور اس کے ڈھول کا پول کھول دیا تھا مگر آج بھی اس کے پیروکار برصغیر پاک وہند میں بکثرت پائے جاتے ہیں لہٰذا ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رفع آسمان سے قبل اور نزول آسمانی کے بعد والی زندگی کا ایک سرسری خاکہ پیش کر کے 'مرزے کاذب' کی زندگی سے تقابلی جائزہ لیتے ہیں جس سے اس کذاب کا کذب روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا۔

حالات وصفات	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	مرزا غلام احمد کذاب
(۱) نام	حضرت عیسیٰ ابن مریم	غلام احمد
(۲) کنیت	ابن مریم	ابن مریم نہیں
(۳) لقب	المسیح وکلمۃ اللہ وروح منہ	نہیں
(۴) والد	بغیر باپ کے معجزانہ پیدائش	غلام مرتضیٰ
(۵) والدہ	مریم	چراغ بی بی
(۶) نانا	عمران علیہ السلام	عمران نامی کوئی نانا نہیں
(۷) ماموں	ہارون	ہارون نامی کوئی ماموں نہیں
(۸) نانی	حنۃ (امراۃ عمران)	حنہ نامی کوئی نانی نہیں
(۹) پیدائش	معجزانہ	عام طریقے سے
(۱۰) مدت حمل	کوئی حمل نہیں	عرف عام کے مطابق
(۱۱) حیض	اللہ نے آپ کی والدہ کو اس سے پاک رکھا (وطہرک)	پاک نہیں رکھا
(۱۲) جائے پیدائش	مکانا شرقیا	نامعلوم

(۱۳) فضیلت مریم	سیدۃ نساء العالمین	عام عورت تھی (۱)
(۱۴) گود میں گفتگو	کی ہے	نہیں کی
(۱۵) رنگ	سرخی مائل سفید رنگ	اس کے برعکس
(۱۶) بال	کندھوں کے قریب (گویا پانی ٹپک رہا ہے)	برعکس
(۱۷) قد	درمیانہ	برعکس
(۱۸) غذا	سبزی اور جو کچھ آگ پر نہ پکا ہو	گوشت اور انڈے
(۱۹) معجزات	مردہ زندہ کرنا	کوئی نہیں
(۲۰) معجزات	کوڑھ اور برص کا مرض دور کرنا	کوئی نہیں
(۲۱) معجزات	مٹی میں پھونکنے سے اصلی پرندہ بنانا	کوئی نہیں
(۲۲) معجزات	گھر میں کھانے پینے کی بلادیکھے خبر دینا	کوئی نہیں
(۲۳) صعود	زندہ آسمان پر اٹھا لیے گئے	بیت الخلا میں فوت ہوا اور مٹی میں دفن ہوا
(۲۴) نزول	دوبارہ آسمان سے اتریں گے	جہنم کے داروغے حساب لے رہے ہوں گے۔

☆اس کے علاوہ بہت سی کرامات کا ظہور ہوا مثلاً فرشتے کا انسانی شکل میں آ کر سیدہ مریم سے گفتگو کرنا، حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کی خبر دینا، قریب ہی چشمے کا جاری ہونا اور کھجور کا تنا ہلانے سے کھجوریں گرنا، وغیرہ...... کیا غلام احمد کی ماں کے ساتھ بھی یہ کرامات ظاہر ہوئیں؟ کیا اس نے بلا خاوند بچہ جنم دیا؟

(۲۵) مقام نزول	دمشق	دیکھا ہی نہیں
(۲۶) جہاد	کریں گے	نہیں کیا بلکہ اس کے خلاف فتویٰ دیا
(۲۷) کفار	کو قتل کریں گے	نہیں، بلکہ انگریز (کفار) کا ایجنٹ رہا
(۲۸) دجال	کو ہلاک کریں گے	خود ہی ہلاک ہو گیا اور دجال دیکھا ہی نہیں
(۲۹) فرشتے	فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے نازل ہوں گے	عذاب کے فرشتے خبر لے رہے ہوں گے۔
(۳۰) اسلام	غالب کر کے فوت ہوں گے	رخنہ اندازی کر کے مرا
(۳۱) عیسائیت	ان پر ایمان لے آئے گی	یہ عیسائیت پر ایمان لے آئے!
(۳۲) یہودیت	کا قلع قمع کریں گے	یہودی مسلمانوں کا قلع قمع کر رہے ہیں
(۳۳) کل عمر	تقریباً ۴۰ سال	۴۰ سے زیادہ
(۳۴) جزیہ	جنگ کے ذریعے ختم کریں گے	جنگ سے پہلے ہی حرمت فرما دی
(۳۵) مقام روحاء	حج کے لیے وہاں جائیں گے	یہ مقام دیکھا ہی نہیں
(۳۶) حج وعمرہ	کریں گے	نہیں کیا
(۳۷) مذہب	قرآن وحدیث کی اشاعت	قرآن وحدیث کی تنکیر وتحریف
(۳۸) زمانے کی حالت	ہر طرف امن وامان و برکات	ہر طرف فتنہ وفساد اور کشت وخون
(۳۹) اموال	بکثرت تقسیم کریں گے	بکثرت مانگتا رہا
(۴۰) قسطنطنیہ	فتح ہو گا	غلام ہوا (خلافت اسلامیہ کا خاتمہ)

مندرجہ بالا مختصر سا خاکہ، مرزے، کے کذاب ہونے پر روشن دلیل ہے۔

نزول مسیح اور مرزائیوں کی غلط تعبیریں

یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ 'مرزے کاذب' نے جب یہ دیکھا کہ حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کے بارے میں قرآن وحدیث میں مذکور علامات اس پر صادق نہیں آرہیں تو اس نے ان واضح علامات کو تاویلات کی بھینٹ چڑھا کر قرآن وحدیث میں معنوی تحریف کا ارتکاب کیا اور ہر صریح اور واضح علامت کا معنی ومفہوم تبدیل کرنے کی کوشش کی اور اب بھی اس' کاذب' کے پیروکار دیگر لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے ان صریح علامات میں تاویلیں کرتے ہیں مثلاً حضرت عیسیٰ کے بارے میں احادیث میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ مال ودولت بکثرت تقسیم کریں گے اور مرزا تو ساری زندگی لوگوں سے 'بھیک' اور چندے مانگتا رہا، چنانچہ مرزائی حضرات مرزے کو اس پیشگوئی کا مصداق ثابت کرنے کے لیے یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس سے مراد روحانی فیض ہے کہ مسیح موعود روحانی فیض تقسیم کریں گے!

حالانکہ اول تو الفاظ کا ظاہری وحقیقی مفہوم چھوڑ کر باطنی ومجازی مفہوم اس وقت تک مراد ہی نہیں لیا جاسکتا جب تک کہ کوئی واضح قرینہ یا علامت نہ ہو (اس کی تفصیلی بحث مقدمہ میں گزر چکی ہے) یا پھر ظاہری مفہوم مراد لینا ناممکن ہو حالانکہ حضرت عیسیٰ کے بارے میں مذکورہ پیشگوئی میں ایسی کوئی وجہ نہیں کہ اسے ظاہری مفہوم سے بدلا جائے۔

علاوہ ازیں اگر بالفرض چند لمحات کے لیے اس پیشگوئی سے روحانی فیض مراد لیا جائے تو تب بھی مرزا کاذب اس پیشگوئی کا مصداق ثابت نہیں ہوتا کیونکہ احادیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ مال ودولت تقسیم کریں گے اور اس وقت لوگوں کی خوشحالی کا یہ عالم ہوگا کہ بکثرت مال ودولت پہلے ہی موجود ہونے کی وجہ سے لوگ مزید

مال حاصل کرنے میں رغبت نہیں کریں گے۔ گویا یہ نعمت پہلے ہی وافر مقدار میں ان کے پاس موجود ہوگی۔ اب اگر یہاں مال ودولت کی جگہ 'روحانی فیض' مراد لیا جائے تو دیکھنا ہوگا کہ لوگ اس روحانی فیض کو کیوں قبول نہیں کرتے تھے مذکورہ پیشگوئی کے بموجب اس کی وجہ یہ ہونی چاہیے کہ لوگ پہلے ہی روحانیت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوں کہ انہیں مزید تقویٰ اور روحانیت کی ضرورت نہ ہوگی مگر مرزے کاذب کے دور میں برصغیر ہی میں لوگوں کی ایمانی حالت انتہائی کمزور تھی۔

مسلمان پہلے تو 'اکبری دین' کی وجہ سے بے دین ہو چکے تھے پھر ان پر ہندوانہ چھاپ بھی بڑی حد تک نمایاں تھی اور انگریز کے تسلط کے بعد تو باقی رہی سہی ایمانی حالت بھی رخصت ہوگئی (الا ماشاءاللہ) اور اس سے بڑھ کر کیا بات ہوسکتی ہے کہ منافق مسلمانوں کی غداری اور آتجلبتی کی وجہ سے مسلمانوں کو ہر محاذ پر شکست ہوئی۔ تو کیا مرزائی حضرات کے نزدیک اس وقت کے ایسے غدار، خائن اور منافق مسلمان اعلیٰ درجہ کے متقی اور 'روحانی فیض' سے مالا مال شمار ہوتے ہیں؟ اسی طرح دیگر پیشگوئیوں میں ایسی واہیانہ تاویلات کی گئی ہیں کہ الاماں والحفیظ

خود 'مرزے کاذب' کے ایک اصول پر ہم بات ختم کرتے ہیں۔ مرزے کاذب کا ایک اصول ہے کہ "والقسم يدل علىٰ أن الخبر محمول على الظاهر لا تاويل فيه ولا استثناء والا فأى فائدة كانت فى ذكر القسم؟"(1) "یعنی قسم کھا کر کوئی بات کہنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ کہی ہوئی بات ظاہر پر محمول ہے اور اس میں نہ کوئی تاویل کی گنجائش ہے اور نہ استثناء کی ورنہ قسم کھانے کا کیا فائدہ"؟

یعنی جس بات میں قسم کھائی گئی ہو وہ ظاہر ہی پر محمول ہوگی۔ اب مرزے کاذب

---

(1) [حمامة البشری (ص۱۴) روحانی خزائن (۱۹۲/۷)]

کے اس اصول کی روشنی میں اگر ہم نزول مسیح کی احادیث کا جائزہ لیں تو بہت سی علامات ایسی دکھائی دیں گی جن میں آنحضرت سے قسم کھا کر پیشگوئی فرمائی ہے مثلا

① مسیح موعود کا نام عیسی ابن مریم ہے۔
② مسیح موعود آسمان سے نازل ہوگا۔
③ مسیح موعود عادل حکمران ہوگا۔
④ مسیح موعود صلیب توڑے گا۔
⑤ اور خنزیر کو قتل کرے گا۔
⑥ جزیہ موقوف کرے گا۔
⑦ مال و دولت بکثرت تقسیم کرے گا۔
⑧ مال و دولت لینے والے نظر نہیں آئیں گے۔
⑨ مسیح موعود 'دجال اکبر' کو قتل کرے گا۔
⑩ اسلام کو غالب اور دیگر تمام ادیان کا کلی خاتمہ کر دے گا۔

اب مرزے ہی کے اصول کی روشنی میں مذکورہ تمام پیشگوئیاں اپنے حقیقی اور ظاہری معانی پر محمول ہیں اور ان میں سے کوئی ایک بھی 'مرزے کاذب' میں نہیں پائی جاتی لہذا مرزا غلام احمد قادیانی کذاب ہے اور نزول مسیح کی پیش گوئی ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی۔

کچھ مزید جعلی مدعیان مسیحیت

تاریخ میں مزید کچھ بد بخت ایسے گزرے ہیں جنہوں نے دنیاوی اغراض و مقاصد کے لیے 'مسیح' کا نقلی روپ دھارا مگر تاریخ نے ان کا بہروپ کھول کر ان کے ماتھوں پر بدنامی کا کلنک لگایا اور آخرت میں بھی وہ ذلیل و رسوا ہوں گے۔ ان میں سے چند ایک

درج ذیل ہیں:

(۱) حرب بن عبداللہ (بغداد ۱۳۸ھ) (۲) ابوجعفر محمد بن علی (قاہرہ ۳۰۰ھ)

(۳) عبداللہ بن احمد زکرویہ (مصر ۳۰۱ھ) (۴) ماوطی (سوڈان ۳۱۶ھ)

(۵) ابومحمد حامیم (افریقہ ۳۱۳ھ) (۶) احمد بن کیان (افغانستان ۳۱۶ھ)

(۷) تبغیت (عورت) (افریقہ ۳۱۸ھ) (۸) جوع (عورت) (افریقہ ۳۲۲ھ)

(۹) اصغر بن ابوالحسن (حران ۴۴۹ھ) (۱۰) جان محمد فرہی (سندھ ۸۸۷ھ)

(۱۱) شیخ محمد فرہی (سندھ ۸۹۵ھ) (۱۲) سباتائی (ترکی ۱۰۶۷ھ)

(۱۳) میر محمد حسین (ایران ۱۱۸۷ھ) (۱۴) مرزا غلام احمد (قادیان ۱۸۹۱ء)

(۱۵) فضل احمد چنگا (راولپنڈی ۱۹۲۴ء) (۱۶) پیر ریاض گوہر شاہی (سندھ ۱۹۹۶ء)



❹ یاجوج وماجوج سے متعلقہ پیش گوئیاں اور ان کا مصداق؟

ظہور مہدی، خروج دجال اور نزول عیسیٰ کی طرح یاجوج ماجوج کا خروج اور فتنہ وفساد ایک مسلمہ حقیقت ہے، جس کی شہادت قرآن وسنت کی صریح نصوص میں موجود ہے یاجوج ماجوج آدم علیہ السلام کی اولاد اور نسل انسانی سے تعلق رکھنے والی قوم ہے جسے ذوالقرنین بادشاہ نے (۵۳۵ ق م میں) اپنے مشرقی سفر (مطلع الشمس) میں بہت دور کسی مقام پر پایا اور ان کے راستے کو جو دو پہاڑوں کے درمیان تھا، ایک مضبوط دیوار سے روک دیا جس میں لوہا اور تانبا استعمال کیا گیا تھا۔

یاجوج ماجوج نہایت خطرناک اور قوت وطاقت والی مگر فتنہ وفساد کی حامل قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کی مشیت سے قیامت سے پہلے اس دیوار (بند) کو توڑ کر لوگوں پر خروج کرے گی، سمندروں کا پانی پی جائے گی، کھیت کھلیان تباہ وبرباد کر دے گی، ہر ذی روح کی دشمن ہوگی، حتی کہ لوگ قلع بند ہو جائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کے مقابلے کی سکت نہ رکھتے ہوں گے اور اللہ کے حکم سے کوہ طور پر چلے جائیں گے اور ان کی ہلاکت کی دعا کریں گے پھر بحکم الٰہی ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا ہوں گے اور اسی بیماری سے یہ ساری کی ساری قوم آن واحد میں لقمہ اَجل بن جائے گی۔ یہ ساری باتیں قرآن مجید اور صحیح احادیث میں بیان کی گئی ہیں مگر کئی لوگ اس پیشگوئی کا سرے سے انکار کیے ہوئے ہیں کہ آج جغرافیہ دانوں نے کرہ اَرضی کا چپہ چپہ چھان مارا ہے مگر اتنی بڑی قوم ان کی نگاہ سے اوجھل رہی؟

لہٰذا یہ لوگ اپنے علم اور عقل وقیاس کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کے علم وخبر کا انکار دیتے ہیں (العیاذ باللہ) اس کے برعکس کچھ لوگ ایسے ہیں جو مختلف تاویلات کا سہارا

لے کر اس قوم کی نشاندہی کرتے ہیں، کسی نے کہا وہ تاتاری ہیں، کسی نے کہا وہ روسی ہیں، چینی ہیں (یا منگولی، ہن اور سیتھین وغیرہ ہیں) کسی نے کہا وہ یورپی اور امریکی (افرنگی) ہیں اس طرح کسی نے کہا وہ دیوار، دیوار چین ہے کسی نے کہا وہ دیوار برلن یا دیوار قفقاز ہے وغیرہ۔

آئندہ بحث میں سب سے پہلے ہم یاجوج ماجوج کے متعلق قرآن وسنت میں پائی جانے والی مستند وصحیح معلومات کو پیش کریں گے، اس کے بعد جن اہل علم نے یاجوج ماجوج اور سد ذوالقرنین کی تعیین کرنے کی کوشش کی ہے ان کے دلائل کا مناقشہ ومحاکمہ کرتے ہوئے آخر میں صحیح نکتہ پیش کریں گے۔إن شاء الله والله اعلم وعلمه اتم واكمل واصوب

یاجوج ماجوج قرآن مجید کی روشنی میں

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"ثُمَّ أَتْبَعَ سَبَبًا، حَتّٰى إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلاً، قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِيْ الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰى أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا، قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَأَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا، اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ حَتّٰى إِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا حَتّٰى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ اٰتُوْنِيْ أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا، فَمَا اسْطَاعُوْا أَنْ يَظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهُ نَقْبًا، قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهُ دَكًّا وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا وَّتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَنُفِخَ فِيْ الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا" (الکہف:۹۲تا۹۹)

''وہ (ذوالقرنین بادشاہ) پھر ایک سفر کے سامان میں لگا یہاں تک کہ جب وہ دو دیواروں (پہاڑوں) کے درمیان پہنچا جن کے پیچھے اس نے ایک ایسی قوم پائی جو بات سمجھنے کے قریب بھی نہ تھی، انہوں نے کہا: اے ذوالقرنین! یاجوج ماجوج اس ملک میں (بڑے بھاری) فسادی ہیں تو کیا ہم آپ کے لیے کچھ خرچ کا انتظام کر دیں (بشرطیکہ) آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں۔ اس نے جواب دیا کہ میرے اختیار میں میرے رب نے جو دے رکھا ہے وہی بہتر ہے، تم صرف قوت وطاقت سے میری مدد کرو میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک حجاب بنا دیتا ہوں، تم مجھے لوہے کی چادریں لا دو، یہاں تک کہ جب ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دیوار برابر کر دی تو حکم دیا کہ آگ تیز جلاؤ حتی کہ جب لوہے کی ان چادروں کو بالکل آگ کر دیا تو کہا میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ (جو) اس پر ڈال دوں، پس نہ تو ان میں اس دیوار کے اوپر چڑھنے کی طاقت تھی اور نہ اس میں کوئی سوراخ کر سکتے تھے، کہا یہ سب میرے رب کی مہربانی ہے، ہاں جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو (وہ) اسے زمین بوس کر دے گا بے شک میرے رب کا وعدہ سچا اور برحق ہے۔ اس دن ہم انہیں آپس میں گڈ مڈ ہوتے ہوئے چھوڑ دیں گے اور صور پھونک دیا جائے گا پس سب کو اکٹھا کر کے ہم جمع کر لیں گے''

(۲) حَتّٰٓى إِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ، وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ (الانبیاء:۹۶،۹۷)

''یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے اور سچا وعدہ قریب آ لگے گا۔''

ذوالقرنین کون تھا؟

ذوالقرنین کے لفظی معنی دو سینگوں یا دو زلفوں والے کے ہیں۔ یہ ایک نیک بادشاہ تھا۔ اس کا نام ذو القرنین کیوں پڑا اس کے بارے میں مفسرین کا کہنا ہے کہ یہ نام اس لیے پڑا کہ فی الواقع اس کے سر پر دو سینگ یا دو لٹیں تھی یا اس لیے کہ اس نے مشرق ومغرب یعنی دنیا کے دونوں کناروں پر پہنچ کر سورج کے قرن یعنی اس کی شعاع کا مشاہدہ کیا۔ قدیم مفسرین کے نزدیک اس کا مصداق سکندر رومی ہے، لیکن قرآن مجید میں اس کی جو صفات وخصوصیات مذکور ہیں وہ سکندر رومی پر چسپاں نہیں ہوتیں جدید زمانے میں تاریخی معلومات کی بنا پر مفسرین کا میلان زیادہ تر ایران کے فرماں روا خورس (خسرو یا سائرس) کی طرف ہے۔ مولانا مودودیؒ اور ابو الکلام کا میلان بھی اس طرف ہے۔ ابو الکلام مرحومؒ نے اس بادشاہ کی دریافت میں جو محنت وکاوش کی ہے اس کا ملخص یہ ہے:

❶ وہ ایسا حکمران تھا جسے اللہ تعالیٰ نے اسباب ووسائل کی فراوانی سے نوازا تھا۔

❷ وہ مشرقی ومغربی ممالک کو فتح کرتے ہوئے ایسے پہاڑی درے پر پہنچا جس کی دوسری طرف یاجوج ماجوج تھے۔

❸ اس نے یاجوج ماجوج کا راستہ بند کرنے کے لیے ایک نہایت مضبوط بند تعمیر کیا تھا۔

❹ وہ ایک عادل حکمران تھا۔

❺ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا تھا۔

❻ نفس پرست یا مال ودولت کا حریص نہیں تھا۔

لہٰذا ان خصوصیات کا حامل صرف فارس کا وہ عظیم حکمران ہے جسے یونانی سائرس، عبرانی خورس اور عرب کے خسرو کے نام سے پکارتے ہیں اس کا دور حکمرانی ۵۳۹ ق م ہے۔ نیز فرماتے ہیں ۱۸۳۸ء میں سائرس کے ایک مجسمے کا بھی انکشاف ہوا جس میں سائرس کا جسم اس طرح دکھایا گیا ہے کہ اس کے دونوں طرف عقاب کی طرح پر نکلے

ہوئے ہیں اور سر پر مینڈھے کی طرح دو سینگ ہیں۔ [1]

دراصل ابو الکلامؒ مرحوم ہی نے سب سے پہلے برصغیر میں مذکورہ تحقیق سپرد قلم فرمائی پھر ان کے بعد دیگر علما و محققین نے اس میں اپنی اپنی تحقیقات پیش کی ہیں، لیکن ان تمام تحقیقات کے پیش نظر قطعی طور پر یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ قرآن مجید میں مذکورہ ذوالقرنین بادشاہ یہی تھا کیونکہ ان تحقیقات کی بنیاد زیادہ تر قرائن پر ہے حتمی و قطعی دلائل پر نہیں۔ البتہ قرآن مجید کے بیان کے مطابق ذوالقرنین ایک صالح و عادل اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا حکمران تھا۔

یاجوج ماجوج کا خروج کب ہوگا؟

مذکورہ آیات میں یہ بیان ہوا ہے کہ یاجوج ماجوج کا خروج اس وقت ہوگا ''جب اللہ کا وعدہ آجائے گا'' اور دیوار ذوالقرنین بھی بوقت خروج زمین بوس ہوگی علاوہ ازیں وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ کے تحت یہ ایک خاص دن اور خاص وقت ہوگا جب (فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ) یاجوج ماجوج کو کھولا جائے گا۔

اب یہاں اس وعدہ خداوندی، دن اور وقت کی تحدید و تعیین کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ قرآن مجید کے سیاق و سباق اور عمومی الفاظ سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ یہ ضرور کوئی خاص اور متعین وقت ہے لیکن آخر کون سا؟ تو محض سیاق و سباق سے اس کے دو جواب سمجھ آتے ہیں اور بعض مفسرین نے مثلاً بیضاویؒ، آلوسیؒ، خازنؒ وغیرہ نے ان دونوں کا ذکر کیا ہے یعنی یا تو اس سے مراد قیامت کا وعدہ ہے کہ قیامت کے قریب ان کا خروج ہوگا یا اس سے مراد کوئی مخصوص وقت ہے جب انہیں چھوڑا جائے گا۔ جیسا کہ علامہ آلوسی رقمطراز ہیں کہ "والمراد من وقت ذلك يوم القيامة وقيل وقت خروج

---

(1) [تفصیل کے لیے دیکھیے تفسیر ترجمان القرآن (ج ۱ ص ۳۹۹، ۴۳۰)]

یاجوج وماجوج "[1] (اس وقت سے مراد روز قیامت ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یاجوج ماجوج کے خروج کا وقت ہے۔

علاوہ ازیں نظم قرآنی کے ماہر مفسرین نے یاجوج ماجوج کے خروج کا وقت قرب قیامت قرار دیا ہے جیسا کہ زمخشری رقمطراز ہیں کہ: "فإذا جاء وعد ربی یعنی فإذا دنا مجئی یوم القیامة" میرے رب کا وعدہ آجائے گا سے مراد ہے کہ روز قیامت کا وقوع قریب آجائے گا۔[2] امام رازی سے بھی بعینہ یہی عبارت منقول ہے۔[3]

مفسر خازن اور مفسر بغوی نے بھی اپنی تفاسیر میں قرب قیامت ہی کو ترجیح دی ہے۔

اگر احادیث کی روشنی میں ان آیات کی تفسیر کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ اس سے مراد خاص وقت ہے اور وہ قرب قیامت ہی ہے۔ یاد رہے کہ تفسیر قرآن کے صحیح سلفی منہج میں چونکہ اَحادیث ناگزیر ہیں اسی لیے حافظ ابن کثیرؒ نے سلف کی نمائندگی کرتے ہوئے احادیث کی روشنی میں یاجوج ماجوج کے خروج کے بارے میں یہ موقف اختیار کیا ہے کہ: ذاك حین یخرجون علی الناس وهذا كله قبل یوم القیامة وبعد الدجال كما سیأتی بیانه عند قوله (حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ)[4] "جب یاجوج ماجوج لوگوں پر خروج کریں گے اور یہ سب کچھ قیامت سے پہلے اور دجال کے خارج ہونے کے بعد ہوگا جیسا کہ اس کی تفصیل "حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ" والی آیت میں آئے گی۔

تفصیلی بحث تو آئندہ صفحات میں آرہی ہے، البتہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند

---

(۱) [(روح المعانی ۴۲/۱۶)]
(۲) [(الکشاف ۴۹۹/۲)]
(۳) [تفسیر کبیر (۱۷۳/۲۱)]
(۴) [تفسیر ابن کثیر (۱۷۱/۳)]

ایک ان اَحادیث کو بیان کر دیا جائے جن میں یاجوج ماجوج سے متعلقہ آیات کی تفسیر خود آنحضرت ﷺ نے واضح طور پر فرما دی ہے۔

① عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: "يفتح ياجوج وماجوج يخرجون على الناس كما قال الله عز وجل من كل حدب ينسلون (الانبیاء:٩٦) فيفشون الارض وينحاز المسلمون عنهم إلى مدائنهم وحصونهم ويضمون إليهم مواشيهم ويشربون مياه الارض......"

''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا کہ یاجوج ماجوج کو لوگوں پر کھول دیا جائے گا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''وہ ہر ٹیلے سے دوڑتے ہوئے آئیں گے'' وہ زمین پر چھا جائیں گے اور مسلمان اپنے شہروں اور قلعوں میں محصور ہو جائیں گے حتیٰ کہ ان میں سے کچھ لوگ دریا سے گذریں گے تو اسے خشک چھوڑ کر آگے بڑھیں گے اور پیچھے آنے والے کہیں گے کہ کبھی یہاں پانی ہوا کرتا تھا حتیٰ کہ جب تمام لوگ قلعہ بند ہو جائیں گے تو یاجوج ماجوج میں سے کوئی کہے گا کہ ہم زمین والوں کو تو ختم کر چکے اب آسمان والے باقی ہیں پھر ان میں سے کوئی آسمان کی طرف اپنا نیزہ پھینکے گا اور (اللہ کی طرف سے) ان کی آزمائش کے لیے اسے خون آلود حالت میں واپس لوٹایا جائے گا۔ اسی اثنا میں ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا ہوں گے اور وہ تمام کے تمام مر جائیں گے۔''(۱)

گذشتہ آیات میں یاجوج ماجوج کے خروج کے حوالے سے دو چیزیں مذکور ہیں

(۱)[مسند احمد (۷۷/۳)، مسند ابی یعلی (۱۱۴۵، ۱۳۵۱)، ابن حبان (۱۹۰۹) تفسیر طبری (۹۰/۱۷)، الدر المنثور (۳۳۶/۴)، حاکم ۴۸۹/۴)، حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے]

ایک ان کا وقتِ خروج (حَتّٰى إِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّيْ) اور دوسرا یاجوج ماجوج کا لوگوں پر یورش کرنا (وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ) اور یہ بھی واضح ہے کہ یاجوج ماجوج کا خروج اس وقت ہوگا جب دیوار ٹوٹے گی یعنی سد ذوالقرنین کا ریزہ ریزہ ہونا، یاجوج ماجوج کا خروج کرنا اور ساری دنیا پر یورش کرنا ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں جب کہ آنحضرت ﷺ نے مذکورہ حدیث میں قرآنی آیت(وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ) سے استدلال کرتے ہوئے یاجوج ماجوج کے خروج اور فتنہ فساد کا مکمل پس منظر واضح فرما دیا جب کہ متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ یاجوج ماجوج کا لوگوں پر خروج کرنا، کھیت وکھلیان کو ویران کرنا، آبادیوں کو اجاڑنا، سمندروں، دریاؤں کا پانی پی جانا اور ہر طرف اودھم مچا دینا نزول مسیحؑ کے بعد ہوگا جب کہ اس وقت سے پہلے امام مہدی اور دجال کا ظہور بھی ہو چکا ہوگا اور حضرت عیسی علیہ السلام دجال اکبر کو قتل کر چکے ہوں گے کہ پھر یاجوج ماجوج کو چھوڑ دیا جائے گا جیسا کہ درج ذیل روایات سے واضح ہے۔

② حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" فبينما هو كذلك إذ أوحى الله إلى عيسى أني قد أخرجت عبادا لي لا يدان لاحد بقتالهم فحرز عبادي إلى الطور ويبعث الله ياجوج وماجوج وهم من كل حدب ينسلون "(۱)

یعنی جب حضرت عیسیٰؑ دجال اور اس کے لشکروں کا قلع قمع فرما چکے ہوں گے تو ''پھر اسی اثنا اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کی طرف وحی بھیجیں گے کہ میں اپنے ایسے

(۱)[مسلم: کتاب الفتن ، باب ذکر الدجال (۲۹۳۷)، احمد (۴/۲۴۸)، ابوداود (۴۳۲۱)، ترمذی (۲۲۴۰) تفسیر طبری (۹/۹۵)]

بندے نکالنے والا ہوں کہ جن کا مقابلہ (اللہ کے سوا) کوئی نہیں کر سکتا لہٰذا آپ میرے (مسلمان) بندوں کو کوہ طور پر لے جائیں اور پھر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکال دیں گے جو ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔"

③ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ:

"فذكر خروج الدجال وقال فاهبط فاقتله ثم يرجع الناس إلى بلادهم فيستقبلهم ياجوج وماجوج وهم من كل حدب ينسلون لا يمرون بماء الا شربوه ولا بشئى الا افسدوه ...... قال العوام: فوجدت تصديق ذلك فى كتاب الله عزوجل ثم قراء "حتى إذا فتحت ياجوج وماجوج وهم من كل حدب ينسلون واقترب الوعد الحق "(١)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں نازل ہو کر دجال کو قتل کروں گا اور لوگ اپنے اپنے علاقوں کی طرف پلٹ جائیں اور پھر انہیں یاجوج ماجوج کا سامنا ہو گا جو ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ وہ جس پانی سے گزریں گے اسے پی جائیں گے اور جس چیز پر ان کی نظر پڑے گی اسے تباہ و برباد کر دیں گے۔

عوام (بن حوشب راوی) فرماتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کی (مزید) تصدیق کتاب اللہ میں بھی پائی ہے پھر انہوں نے (ان آیات کی) تلاوت فرمائی کہ "حَتّٰى إِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ "(الانبیاء:۹۶،۹۷)

حاصل کلام یہ ہے کہ جس طرح آنحضرت ﷺ نے ان آیات کی تفسیر میں یاجوج ماجوج کے خروج کو قرب قیامت یعنی نزول مسیح اور دجال کے قتل کے بعد والے وقت

(١)[ابن ماجہ (۴۲۲۶)، حاکم (۴/۴۸۹) حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے۔]

سے متعین فرمادیا ہے اسی طرح محدثین ومفسرین نے بھی اسے قیامت کی علامات کبریٰ میں شامل کیا ہے یعنی وہ بڑی بڑی علامات جو قیامت کے انتہائی قریب ظاہر ہوں گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یاجوج ماجوج کا خروج تا حال نہیں ہوا اور نہ ہی ابھی تک ظہور مہدی، خروج دجال اور نزول مسیح کی علامات کبریٰ ظاہر ہوئی ہیں۔ نیز اس خروج کے بارے میں اندازہ وقیاس اور رائے زنی بھی نہیں کی جاسکتی کیونکہ اس کا حتمی علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے (ھو علام الغیوب)

یاجوج ماجوج احادیث کی روشنی میں

① "عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا يَقُوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَيْهِ : اَلْاِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ ؟ قَالَ : نَعَمْ اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ "(١)

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

''اللہ کے رسول ﷺ ایک روز گھبرائے ہوئے ان کے پاس داخل ہوئے، آپ ﷺ فرما رہے تھے: تباہی ہے عربوں کے لئے اس برائی سے جو قریب آ چکی ہے، آج یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا کھل گیا ہے آپ ﷺ نے اپنے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی سے ایک حلقہ بنالیا۔ یہ سن کر حضرت زینب نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! تو

(١)[بخاری: کتاب الفتن، باب یاجوج وماجوج (۷/۱۳۵)، مسلم (۲۸۸۰)، ترمذی (۲۱۸۷)، احمد (۴۲۸،۴۲۷/۶)، المعجم الکبیر (۵۱/۲۴)، ابن ابی شیبہ (۶۰۷/۸)، السنن الکبری (۹۳/۱۰)، مسند حمیدی (۱۴۷/۱)، دلائل النبوۃ (۴۰۶/۶)]

کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے جبکہ ہمارے درمیان نیک صالح لوگ ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جب خباثت حد سے تجاوز کر جائے گی۔"

② " عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ : مَا تَذْكُرُوْنَ ؟ قَالُوْا : نَذْكُرُ السَّاعَةَ ، قَالَ : اِنَّهَا لَنْ تَقُوْمَ حَتّٰى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ "(1)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

"ایک دن ہم قیامت کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور پوچھا: کیا گفتگو چل رہی ہے؟ لوگوں نے کہا: قیامت کے بارے میں مذاکرہ کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت ہرگز قائم نہیں ہوگی حتی کہ تم دس نشانیاں دیکھ لو تو (ان میں سے ایک) یاجوج ماجوج کا ذکر کیا۔

یاجوج ماجوج کی مصروفیت

"عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنَّ يَأْجُوْجَ وَ مَأْجُوْجَ يَحْفِرُوْنَ السَّدَّ كُلَّ يَوْمٍ حَتّٰى اِذَا كَادُوْا يَرَوْنَ لِشُعَاعِ الشَّمْسِ قَالَ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ ، ارْجِعُوا فَسَتَحْفِرُوْنَه غَدًا فَيَعُوْدُوْنَ اِلَيْهِ كَأَشَدِّ مَا كَانَ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتْ مُدَّتُهُمْ وَأَرَادَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَبْعَثَهُمْ اِلَى النَّاسِ حَضَرُوْا حَتّٰى اِذَا كَادُوْا يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ قَالَ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ : اِرْجِعُوا فَسَتَحْفِرُوْنَهُ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَيَسْتَثْنِي فَيَعُوْدُوْنَ

(۱) [مسلم: کتاب الفتن: باب فی الآیات التی تکون قبل الساعة (۲۹۰۱) ابو داود (۴۳۱۱) ترمذی (۲۱۸۳) احمد (۱۰/۴۔۱۵) شرح السنة (۴۳۲/۷) حلیة الاولیاء (۳۵۵/۱)]

اِلَیْهِ وَهُوَ كَهَیْئَةٍ حِینَ تَرَكُوهُ فَیَحْفِرُونَهُ وَیَخْرُجُونَ عَلَى النَاسِ فَیَنْشِفُونَ المِیَاهَ وَیَتَحَصَّنَ النَّاسُ مِنْهُمْ فِی حُصُونِهِمْ فَیَرْمُوْنَ بِسِهَامِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ وَعَلَیْهَا كَهَیْئَةِ الدَّمِ فَیَقُوْلُوْنَ : قَهَرْنَا أَهلَ الْأَرْضِ وَعَلَوْنَا أَهْلَ السَّمَاءِ فَیَبْعَثُ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ نَغَفًا فِی أَقْفَائِهِمْ فَیَقْتُلُهُمْ بِهَا قَالَ : فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ اِنَّ دَوَابَّ الْأَرْضِ لَتَسمنُ شُكْرًا مِنْ لُحُومِهِم وَدِمَائِهِمْ" (۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بلا شبہ یاجوج ماجوج ہر روز (ذوالقرنین بادشاہ کی تعمیر کردہ) دیوار کو کھودتے ہیں حتی کہ وہ سورج کی شعاع (دیوار توڑ کر) دیکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں تو ان کا نگران کہتا ہے، واپس چلو باقی کل کھودیں گے تو (کل تک) وہ دیوار پہلے سے بھی مضبوط ہو چکی ہوتی ہے (اور یہ سلسلہ روز جاری رہتا ہے) یہاں تک کہ جب ان کے خروج کی مدت پوری ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ انہیں چھوڑنے کا ارادہ کر لیں گے تو پھر وہ ایک دن اسے انتہائی آخر تک کھود چکے ہوں گے تو ان کا نگران کہے گا چلو باقی کل کھودیں گے ان شاء اللہ (اگر اللہ نے چاہا اس سے پہلے وہ ان شاء اللہ نہیں کہیں گے) کل جب وہ آئیں گے تو دیوار اسی طرح ہوگی جس طرح کھودی ہوئی وہ چھوڑ کر گئے تھے پھر وہ اسے کھود کر لوگوں پر نکل آئیں گے، سارا پانی پی جائیں گے، لوگ قلع بند ہو جائیں گے تو یاجوج ماجوج آسمان کی طرف اپنے تیر پھینکیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ خون آلود حالت میں نیچے گرائیں گے تو وہ کہیں

(۱) [احمد (۵۱۰/۲) ترمذی: کتاب التفسیر: سورۃ الکھف (۳۱۵۳) ابن ماجۃ (۴۱۳۱) حاکم (۵۳۵/۴) السلسلة الصحیحة (۳۱۳/۴)]

گے کہ ہم آسمان اور زمین والوں (سب پر) غالب آ گئے ہیں۔"

نبی ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے زمین کے جانوران کا خون اور گوشت کھا کر خوب موٹے تازے ہو جائیں گے۔

یاجوج ماجوج کا خروج

" عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:..... فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ أَوْحَى اللّٰهُ اِلٰى عِيْسٰىؑ اِنِّىْ قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِّىْ لَا يَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِىْ اِلَى الطُّوْرِ وَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ "(1)

حضرت نواس بن سمعان ﷺ فرماتے ہیں کہ

"اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (طویل حدیث)..... (یعنی جب وہ دجال اور اس کے لشکر کے قلع قمع سے فارغ ہی ہوئے ہوں گے) کہ میں اپنے ایسے بندے نکالنے والا ہوں کہ جن کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا لہذا آپ میرے (مسلمان) بندوں کو کوہ طور پر لے جائیں اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکال دیں گے جو ہر گھاٹی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔"

یاجوج ماجوج کا فتنہ فساد

"عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: .... فَيَحْفِرُوْنَهُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلَى النَّاسِ فَيَنْشِفُوْنَ الْمِيَاهَ وَيَتَحَصَّنَ النَّاسُ مِنْهُمْ فِىْ حُصُوْنِهِمْ فَيَرْمُوْنَ بِسِهَامِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ

---

(1) مسلم: کتاب الفتن: باب ذکر الدجال (۲۹۳۷) احمد (۴/۱۸۲) ابوداود (۴۳۲۱) ترمذی (۲۲۴۰) ابن ماجۃ (۴۰۷۵) حاکم (۴/۴۹۲) طبری (۹/۱۵)]

وَعَلَيْهَا كَهَيْئَةِ الدَّمِ فَيَقُوْلُوْنَ: قَهَرْنَا أَهْلَ الْأَرْضِ وَعَلَوْنَا أَهْلَ السَّمَاءِ "[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر وہ دیوار توڑ کر لوگوں پر نکل آئیں گے، سارا پانی پی جائیں گے، لوگ قلع بند ہو جائیں گے تو وہ (یاجوج ماجوج) اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے جنہیں اللہ تعالیٰ خون لگا کر نیچے پھینکیں گے تو وہ کہیں گے کہ ہم نے آسمان والوں پر بھی غلبہ پالیا ہے جس طرح ہم اہل زمین پر غالب ہیں۔''

"عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ...... فَيَبْعَثُ اللّٰهُ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ فَيَمُرُّ أَوَائِلُهِمْ عَلٰى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةٍ فَيَشْرَبُوْنَ مَا فِيْهَا وَيَمُرُّ اٰخِرُهُمْ فَيَقُوْلُوْنَ : لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهٖ مَرَّةً مَاءٌ ، وَيَحْصُرُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسٰى وَأَصْحَابَهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ رَاسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِيْنَارٍ لِاَحَدِكُمُ الْيَوْمَ"[2]

حضرت نواس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ......پھر اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو نکال دیں گے اور وہ ہر ٹیلے سے بھاگتے ہوئے آئیں گے ان کے اگلے افراد بحیرہ طبریہ سے گذریں گے تو اس کا سارا پانی پی جائیں گے اوران کے آخری افراد جب وہاں سے گذریں گے تو کہیں گے کہ کبھی یہاں پانی ہوا کرتا تھا اور حضرت عیسیٰ اوران کے ساتھی محصور ہو کر رہ جائیں گے حتیٰ کہ بیل کا سر تمہارے موجودہ سو دیناروں سے زیادہ

(۱) [احمد (۲/۵۱۰) ترمذی: کتاب التفسیر: سورۃ الکہف (۳۱۵۳) ابن ماجۃ (۴۱۳۱) حاکم (۴/۵۳۵) السلسلۃ الصحیحۃ (۴/۳۱۳)]

(۲) [مسلم: کتاب الفتن: باب ذکر الدجال (۲۹۳۷) احمد (۴/۲۴۸) ابوداؤد (۴۳۲۱) ترمذی (۲۲۴۰) ابن ماجۃ (۴۱۲۶) حاکم (۴/۵۳۷)]

قیمتی ہو جائے گا۔''

''عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : فَعِنْدَ ذٰلِكَ یَخْرُجُ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ یَنْسِلُوْنَ فَیَطَؤُوْنَ بِلَادَهُمْ لَا یَاْتُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ اِلَّا أَهْلَكُوْهُ وَلَا یَمُرُّوْنَ عَلٰی مَاءٍ اِلَّا شَرِبُوْهُ ثُمَّ یَرْجِعُ النَّاسُ اِلَیَّ فَیَشْكُوْنَهُمْ فَأَدْعُو اللّٰهَ عَلَیْهِمْ فَیُهْلِكُهُمُ اللّٰهُ وَیُمِیْتُهُمْ''(۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:...... پھر یاجوج اور ماجوج نکلیں گے اور ہر ٹیلے سے دوڑتے ہوئے آئیں گے وہ ان (لوگوں) کے شہروں'' اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:...... پھر یاجوج اور ماجوج نکلیں گے اور ہر ٹیلے سے دوڑتے ہوئے آئیں گے وہ ان (لوگوں) کے شہروں کو روند ڈالیں گے ۔ ہر چیز کو تباہ و برباد کر دیں گے، جس پانی (سمندر یا دریا) سے گذریں گے اسے پی جائیں گے ۔ پھر لوگ میرے پاس (عیسیٰ) شکایت لے کر آئیں گے تو میں اللہ تعالیٰ سے یاجوج ماجوج کے لئے بددعا کروں گا اور اللہ تعالیٰ ان سب کو ہلاک کر ڈالیں گے ۔

دیوار ذوالقرنین میں سوراخ

''عَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : وَیْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْیَوْمَ مِنْ رَدْمِ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلُ هٰذَا ، قَالَ : وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَیْهِ بِالْاِبْهَامِ وَالَّتِیْ تَلِیْهَا''

(۱) احمد (۱/۳۷۵) ابن ماجۃ : کتاب الفتن : باب فتنۃ الدجال (۴۱۳۲) حاکم (۴/۵۳۴) حاکم اور ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے ۔ طبری (۹/۸۶)

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنھا فرماتی ہیں کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: عربوں کے لئے اس شر سے تباہی ہے جو قریب آ چکا ہے، آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو چکا ہے آپ ﷺ نے اپنے انگوٹھے اور انگشت شہادت کو ملا کر اشارہ کیا۔'' (۱)

ایک روایت میں ہے کہ

"فتح اليوم من ردم ياجوج وماجوج مثل موضع الدرهم" (۲)

''یاجوج ماجوج کی دیوار میں ایک درہم برابر سوراخ ہو چکا ہے۔''

یاجوج ماجوج کی شکل وصورت

"عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّكُمْ تَقُوْلُوْنَ لَا عَدُوَّ وَاِنَّكُمْ لَا تَزَالُوْنَ تُقَاتِلُوْنَ عَدُوًّا حَتّٰى يَأْتِيَ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ عِرَاضَ الْوُجُوْهِ صِغَارَ الْعُيُوْنِ شُهْبَ الشِّعَافِ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُوْنَ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ" (۳)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنھا سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تم لوگ کہتے ہو کہ دشمن باقی نہیں رہے حالانکہ تم ہمیشہ دشمنوں سے قتال کرتے رہو گے حتی کہ یاجوج ماجوج نکل آئیں گے جن کے چہرے چوڑے ہوں گے، آنکھیں چھوٹی ہوں گی، سرخی مائل سر کے بال ہوں گے، ہر

(۱) [بخاری: کتاب الانبیاء: باب قصۃ یاجوج وماجوج: کتاب الفتن: باب یاجوج وماجوج (۷۱۳۵) مسلم (۲۸۸۰) ترمذی (۲۱۸۷) احمد (۶/۴۲۷) حمیدی (۱/۱۴۷) دلائل النبوۃ (۶/۴۰۶)]

(۲) [احمد (۶/۴۲۸) ایضا]

(۳) [مجمع الزوائد: کتاب الفتن: باب ماجاء فی یاجوج وماجوج (۱۲۵۷۰) احمد (۵/۲۷۱)]

ٹیلے سے دوڑتے ہوئے آئیں گے گویا ان کے چہرے تہہ بر تہہ (کوٹی ہوئی) ڈھال کی طرح چپٹے ہوں گے۔

یاجوج ماجوج کی کثرت

"عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی : یَا آدَمُ ! فَیَقُوْلُ لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرَ فِیْ یَدَیْكَ فَیَقُوْلُ : أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ ، قَالَ : وَمَا بَعْثُ النَّارِ ؟ قَالَ : مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ فَعِنْدَهُ یَشِیْبُ الصَّغِیْرُ (وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ) قَالُوْا : یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! وَأَیُّنَا ذٰلِكَ الْوَاحِدُ؟ قَالَ : أَبْشِرُوْا فَإِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَمِنْ یَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ أَلْفٌ ثُمَّ قَالَ : وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ إِنِّیْ أَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا فَقَالَ : أَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ، فَقَالَ : أَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا ، فَقَالَ : مَا أَنْتُمْ فِی النَّاسِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِیْ جِلْدِ ثَوْرٍ أَبْیَضَ أَوْ كَشَعْرَةٍ بَیْضَاءَ فِیْ جِلْدِ ثَوْرٍ أَسْوَدَ " [1]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

" نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا، اے آدم! آدم علیہ السلام عرض کریں گے میں اطاعت کے لیے حاضر ہوں، مستعد ہوں، ساری بھلائیاں صرف تیرے ہی ہاتھ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جہنم میں جانے

(۱) بخاری: کتاب الانبیاء: باب قصة یاجوج وماجوج (۳۳۴۸) مسلم: کتاب الایمان (۳۷۹، ۲۲۲) احمد (۳/۳۱)، حاکم (۴/۸۲)

والوں کو (لوگوں میں سے الگ) نکال لو۔ حضرت آدم علیہ گا، جہنم میں جانے والوں کو (لوگوں میں سے الگ) نکال لو۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے، اے اللہ! جہنمیوں کی تعداد کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار میں نو سو ننانوے۔ اس وقت (کی ہولناکی اور وحشت سے) بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل گرا دے گی اس وقت تم (خوف و دہشت سے) لوگوں کو مدہوشی کے عالم میں دیکھو گے، حالانکہ وہ بے ہوش نہ ہوں گے۔ لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہو گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ ایک شخص ہم میں سے کون ہو گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں بشارت ہو وہ ایک آدمی تم میں سے ہو گا اور ایک ہزار دوزخی یاجوج ماجوج کی قوم سے ہوں گے پھر حضور ﷺ نے فرمایا:

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے امید ہے کہ تم (امت مسلمہ) تمام جنت والوں کے ایک چوتھائی ہو گے۔ پھر ہم نے اللہ اکبر کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے امید ہے کہ تم تمام جنت والوں کے ایک تہائی ہو گے پھر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے امید ہے کہ تم جنت والوں کے آدھے ہو گے پھر ہم نے اللہ اکبر کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ (محشر میں) تم لوگ تمام انسانوں کے مقابلے میں اتنے ہو گے جتنے کسی سفید بیل کے جسم پر ایک سیاہ بال، یا جتنے کسی سیاہ بیل کے جسم پر ایک سفید بال ہوتا ہے۔''

یاجوج ماجوج کی ہلاکت

" عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:...... فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيْسَىٰ وَأَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ (اللّٰه) عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُونَ فَرْسَىٰ كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ

اللّٰه عِيسٰیؑ زَهمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللّٰهِ عِيسٰیؑ وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللّٰهِ فَيُرْسِلُ اللّٰهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللّٰه ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰه مَطَرًا لَا يَكِنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتّٰى يَتْرُكَهَا كَالزَّلْفَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ : أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ وَرُدِّي بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّوْنَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتّٰى إِنَّ اللَّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللَّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللَّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ بَعَثَ اللّٰه رِيحًا طَيِّبَةً ......" (1)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

''اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ......پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا کر کے انہیں آن واحد میں ایک نفس کی موت کی طرح ہلاک کر دیں گے پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے مگر زمین میں ہر جگہ ان کی سرانڈ اور بدبو پھیلی ہوگی پھر حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردن برابر (چڑیوں جیسے) پرندے بھیجیں گے جو انہیں وہاں لے جا پھینکیں گے جہاں اللہ کا حکم ہوگا پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائیں گے جو ہر مٹی اور خیمے والے گھر میں پہنچے گی اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ زمین کو اس طرح پاک صاف کر دیں گے جس طرح کوئی حوض یا باغ (یا خوبصورت عورت) ہو پھر زمین کو حکم ہوگا کہ

(1) [مسلم: کتاب الفتن: باب ذکر الدجال (۲۹۳۷) احمد (۲۲۸/۴) ابوداؤد (۴۳۲۱) ترمذی (۲۲۴۰) ابن ماجۃ (۴۱۲۶) حاکم (۵۳۷/۴) طبری (۹۵/۹)]

اپنے پھل اگا، برکتیں نکال: اس دن ایک انار پوری جماعت کھا سکے گی اور اس کے چھلکے سے وہ سایہ حاصل کریں گے۔ ایک گابھن اونٹنی کا دودھ کئی جماعتوں کے لئے کافی ہو گا، حاملہ گائے کا دودھ ایک قبیلے کو کفایت کرے گا اور بکری کا دودھ ایک خاندان کو کافی ہو گا، لوگ اس حال میں ہوں گے کہ اچانک اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جو ان کے بغلوں کے نیچے سے اثر کرتی ہوئی گذرے گی اور ہر مؤمن و مسلم کو فوت کر دے گی پھر صرف بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح باہم جھگڑیں گے (یا بدکاریاں کریں گے) اور انہی پر قیامت قائم ہوگی۔

یاجوج ماجوج اور دیوار ذوالقرنین کے متعلق کچھ ضعیف اور موضوع روایات

① "عن أبی هریرة عن النبیﷺ قال ولد لنوح سام وحام ویافث فولد سام العرب وفارس والروم والخیر فیهم وولد یافث یاجوج وماجوج والترك والصقالبة ولا خیر فیهم وولد حام لقبط والبربر والسودان"

''حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام کے ہاں سام، حام اور یافث پیدا ہوئے۔ سام کے ہاں عربی، فارسی اور رومی پیدا ہوئے اور ان سب میں خیر ہے۔ یافث کے ہاں یاجوج ماجوج، ترک اور صقالبہ پیدا ہوئے اور یہ سب خیر سے خالی ہیں۔ حام کے ہاں قبطی، بربری اور سوڈانی پیدا ہوئے''۔ (۱)

اس کی سند میں یزید بن سنان نامی راوی ضعیف ہے۔ (۲)

② عن أبی سعید رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ أنه قال :لا یموت رجل منهم حتی یولد لصلبه الف رجل"

''حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یاجوج ماجوج میں سے کوئی آدمی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک اس کی پشت سے ہزار آدمی نہ پیدا ہو جائیں۔

اسے امام طبری نے اپنی تفسیر (رقم ۲۳۳۴۴) میں روایت کیا ہے اس کی سند میں

---

(۱)[تفسیر قرطبی (ص ۵۴ ج ۱۱)، تفسیر کشاف (ص ۴۹۸ ج ۲)، مسند بزار (۲۱۸)]

(۲)[تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تهذیب التهذیب (۳۵۰/۹)، ترجمہ (۸۰۰۶)، الکامل لابن عدی (۲۵۰/۳)، الكاشف (٦٣٣٩)، التاريخ الكبير (۳۳۵/۳)، المجروحين (۱۰٦/۳)، الضعفاء والمتروكون للدار قطنی (٥٨٩)]

تین راوی مجہول ہیں لہذا یہ روایت صحیح نہیں۔ نیز امام سیوطی اور ابن جوزی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے[1]

③ عن ابن عباس ﷺ عن النبی قال :بعثنی الله لیلة اسری بی إلی یاجوج وماجوج فدعوتهم إلی دین الله وعبادته فابوا أن یجیبونی فهم فی النار مع من عصی من ولد آدم وابلیس "

''حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے معراج کی شب یاجوج ماجوج کی طرف بھیجا تا کہ میں انہیں اللہ کے دین اور عبادت کی طرف بلاؤں مگر انہوں نے انکار کر دیا لہٰذا وہ بنی آدم کے دیگر نافرمانوں اور ابلیس کے ساتھ جہنم میں جائیں گے۔''

حافظ ابن کثیرؒ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "فهو حدیث موضوع اختلفه أبو نعیم عمرو بن الصبح أحد الکذابین الذین اعترفوا بوضع الحدیث والله اعلم "[2]

یعنی یہ حدیث موضوع ہے جسے ابونعیم عمرو بن صبح نے خود گھڑا ہے اور یہ راوی ان کذاب روایوں میں سے ہے جنہوں نے احادیث گھڑنے کا اعتراف بھی کیا ہے۔

④ عن حذیفة ﷺ قال سألت رسول الله ﷺ عن یاجوج وماجوج فقال أنه کل أمة أربعمائة الف أمة لا یموت الرجل منهم حتی ینظر إلی ألف ذکر بین یدیه ومن صلبه کل قد حمل السلاح قلت یا رسول الله ! صفهم لنا قال لهم ثلاثة أصناف صنف منهم أمثال

(۱)[ملاحظہ ہو الموضوعات (۱/۲۰۶)، الآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة (۱/۹۰)]

(۲)[البدایة والنهایة (۲/۱۰۰)]

الارز قلت وما الارز ؟قال الصنوبر مثال شجرة الشام طول الشجرة عشرين ومائة ذراع في السماء وصنف منهم عرضه وطوله سواء عشرين ومائة ذراع في السماء وصنف منهم عرضه وطوله سواء عشرين ومائة ذراع في السماء وهم الذين لا يقوم لهم جبل ولا حديد وصنف منهم يفترش أحدهم اذنه ويلتحف بالاخرى لا يمرون بقليل ولا كثير ولا جمل ولا خنزير إلا أكلوه ومن مات منهم أكلوه مقدمتهم بالشام وساقته بخراسان يشربون أنهار المشرق وبحيرة طبرية"

''حضرت حذیفہ ﷺ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے یاجوج ماجوج کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان (یعنی یاجوج ماجوج) میں سے ہر گروہ چار لاکھ کی تعداد میں ہے۔ ان میں سے کوئی فرد اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اپنے اور اپنی پشت میں سے ایک ہزار بچے (پیدا ہوکر) اسلحہ اٹھانے کے قابل ہوتا نہیں دیکھ لیتا (یعنی ہر ایک اتنی طویل عمر پاتا ہے!) آپ نے فرمایا کہ ان کی تین قسمیں ہیں ایک قسم 'ارز' ہے۔ میں نے کہا ارز کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ 'ارز' صنوبر جیسے شامی درخت کی مانند ہے جس کی لمبائی ایک سو بیس (۱۲۰) ہاتھ آسمان کی طرف بلند ہے۔

یاجوج ماجوج کی دوسری قسم لمبائی اور چوڑائی میں برابر ہے یعنی جو ایک سو بیس ہاتھ آسمان کی طرف ہو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے سامنے پہاڑ اور لوہا بھی کھڑا نہیں رہ سکتا۔ تیسری قسم زمین پر بچھی ہوئی (یعنی پست قد) ہے ان کا ایک کان بستر اور دوسرا لباس کا کام دیتا ہے۔ وہ تھوڑے یا زیادہ (جتنے لوگوں کو دیکھیں گے) اور

اونٹ اور خنزیر (وغیرہ) سب کو کھا جائیں گے اور خود ان (یاجوج ماجوج) میں سے جو مرتا ہے اسے بھی یہ کھا لیتے ہیں۔ ان کا (لشکر اتنا بڑا ہوگا کہ) اگلا حصہ ملک شام میں اور آخری حصہ خراسان میں ہوگا اور یہ مشرق کے تمام دریاؤں اور بحیرہ طبریہ کے پانی کو پی جائیں گے۔''

یہی روایت دیگر طرق کے ساتھ قدرے مختلف الفاظ سے بھی مروی ہے مثلاً ''یاجوج ماجوج دو امتیں ہیں: ہر ایک امت مزید چار لاکھ امتوں پر مشتمل ہے اور ان کی (حتمی) تعداد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں...... یہ ہاتھیوں، وحشی جانوروں، خنزیروں اور اپنے مردوں کو کھا جانے والے ہیں...... اللہ تعالیٰ انہیں مکہ، مدینہ اور بیت المقدس کی طرف نہیں آنے دیں گے'' [1]

ابن جوزی امام ابن عدی کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ:

"ھذا حدیث منکر ومحمد بن اسحاق ھو العکاشی قال یحییٰ بن معین کذاب وقال الدارقطنی یضع الحدیث"

''یعنی یہ روایت منکر ہے اور محمد بن اسحاق عکاشی (ضعیف راوی ہے جس) کے بارے میں یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ وہ کذاب راوی ہے اور دارقطنی فرماتے ہیں کہ یہ (عکاشی) روایات گھڑتا تھا۔'' [2]

⑤ عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: " إن یاجوج وماجوج من ولد آدم ولو أرسلوا لافسدوا علی الناس معایشھم ولا یموت منھم رجل الا

(۱) [الموضوعات لابن جوزی (ص ۲۰۶ ج ۱)]

(۲) [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ الکامل لابن عدی (ص ۱۶۹ ج ۶)، فتح الباری ی (ص ۱۰۷ ج ۱۳)، تفسیر قرطبی (ص ۵۵ ج ۱۱)]

ترك من ذريته الفا فصاعدا وإن من ورائهم ثلاث امم تاويل ،وتاريس ومنسك"

''یعنی یاجوج ماجوج بنی آدم میں سے ہیں اور اگر انہیں چھوڑ دیا جائے تو یہ لوگوں کی معیشت تباہ و برباد کر دیں اور ان میں سے کوئی آدمی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اپنی ایک ہزار یا اس سے زیادہ اولاد نہ دیکھ لے اور ان کے ساتھ تین اور قومیں بھی ہیں یعنی تاویل، تارس، اور منسک (نامی)''

حافظ ابن کثیرؒ اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ :"هذا حديث غريب بل منكر ضعيف" یہ روایت غریب ہے بلکہ منکر اور ضعیف ہے۔[1]

نیز اپنی تاریخ میں اس روایت کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ "اسنادہ ضعيف وفيه نكارة شديدة"[2] یعنی ''اس کی سند ضعیف ہے اور اس روایت میں شدید نکارت پائی جاتی ہے۔''

⑥ عن عمرو بن أوس عن أبيه عن جده أوس بن أبي أوس عن النبي أن ياجوج وماجوج لهم نساء يجامعون ما شاؤا وشجر يلحقون ما شاؤا ولا يموت منهم رجل الا ترك من ذريته الفا فصاعدا"

''یعنی یاجوج ماجوج کی عورتیں ہیں جن سے وہ حسب مشیت جماع کرتے ہیں اور ان کے درخت ہیں جن کی حسب ضرورت وہ بیر (پیوند کاری) کرتے ہیں اور ان میں سے کوئی آدمی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ وہ اپنے پیچھے ایک ہزار یا

(۱) [تفسیر ابن کثیر (۱۷۲/۳)]

(۲) [البدایۃ والنہایۃ ۱۰۰/۲]

اس سے بھی کچھ زیادہ اولاد نہ چھوڑ دے۔"[1]

شیخ البانی اس روایت کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ: "ومنه تبين أن الرجل (اوس بن أبي اوس) مجهول لا يعرف "یعنی اس کی سند میں اوس بن اوس مجہول راوی ہے۔[2]

⑦ عن سمرة أن نبي الله قال سام ابو العرب وحام ابو الحبش ويافث ابو الروم"[3]

یہ روایت درج ذیل وجوہات کی بنا پر ضعیف ہے۔

- حضرت سمرۃ ﷺ سے روایت کرنے والے حسن بصری ہیں مگر ان کا حضرت سمرۃ ﷺ سے سماع ثابت نہیں۔
- حسن بصری مدلس راوی ہیں اور اس روایت میں ان کے سماع کی صراحت یا تحدیث مذکور نہیں۔
- اس کی سند میں قتادہ بھی مدلس راوی ہیں اور ان کے سماع کی صراحت بھی مذکور نہیں علاوہ ازیں اس کی دیگر تمام اسناد میں بھی ضعف پایا جاتا ہے۔

⑧ عن كعب الاحبار قال :"احتلم آدم فاختلط ماؤه بالتراب فأسف وخلقوا من ذلك الماء فهم متصلون بنا من جهة الاب لا من جهة الام"

"کعب بن احبار فرماتے ہیں کہ حضرت آدم کو احتلام ہوا اوران کا مادہ منویہ مٹی میں

(۱) [السنن الکبریٰ: رقم الحدیث (۱۱۳۳۴) ص (۴۰۸) ج (۶)، ابن کثیر (۱۷۲/۳)]
(۲) [السلسلة الضعيفة رقم الحدیث (۳۲۰۹) ج (۷) ص (۱۹۲)]
(۳) [احمد ۹/۵) ، ترمذی (۳۹۳۱_۳۲۳۱) ، المعجم الكبير (۶۸۷۱) ،طبری (۲۰۹۱) ، البداية والنهاية (۱۰۸/۱)، حاکم (۵۴۶/۲)]

مل گیا اور انہیں اس پر افسوس ہوا۔اسی مادے سے یہ (یاجوج ماجوج) پیدا کیے گئے ہیں لہٰذا باپ کی طرف سے ہم (انسانوں) سے تعلق رکھتے ہیں ماں کی طرف سے نہیں۔''(۱)

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ:

" وهذا قول قريب جدا ثم لا دليل عليه لا من عقل ولا من نقل ولا يجوز الاعتماد ههنا على ما يحكيه بعض أهل الكتاب"

''یہ انتہائی غریب قول ہے نیز اس کے متعلق عقل ونقل کی رو سے بھی کوئی دلیل نہیں اور اس سلسلے میں اہل کتاب کی بیان کردہ روایات پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔''(۲)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ:

"ولم نر هذا عن احد من السلف إلا عن كعب الاحبار ويرده الحديث المرفوع انهم من ذرية نوح ونوح من ذرية حواء قطعا"

''یعنی سلف میں سے کعب احبار کے علاوہ کسی سے بھی یہ قول منقول نہیں اور وہ مرفوع حدیث اس قول کی تردید کرتی ہے جس میں ہے کہ یاجوج ماجوج حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور نوح علیہ السلام حضرت حوا کی اولاد سے ہیں جس میں کوئی شک نہیں۔(۳)

⑨ "عن قتادة عن رجل من أهل المدينة أنه قال للنبي ﷺ يارسول الله ! قد رأيت السد الذى بين ياجوج وماجوج قال كيف رأيته قال مثل البرد المحبر طريقة حمرا وطريقة سوداء قال قد رأيته"

(۱) [تفسیر قرطبی ص ۵۴، ج ۱۱)، والتذکرۃ (ص ۵۷۶)، تفسیر ابن کثیر (ص ۱۶۸، ج ۳)]

(۲) [تفسیر ابن کثیر ایضا، والنہایۃ (ص ۱۰۲/۱)]

(۳) [(فتح الباری ص ۹۱، ج ۱۳)]

''قتادہ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے وہ دیوار دیکھی ہے جو یاجوج ماجوج کے درمیان بنائی گئی ہے آپ ﷺ نے پوچھا کہ تو نے کس حالت میں اسے دیکھا ہے۔ اس نے کہا دھاری دھار چادر کی طرح کہ جس کی ایک دھاری دھار چادر کی طرح کہ جس کی ایک دھاری سرخ اور دوسری سیاہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں تو نے اسے دیکھا ہے۔''

اس روایت کا ایک ٹکڑا امام بخاری نے کتاب احادیث الانبیا میں یاجوج ماجوج کے بیان میں معلق روایت کیا ہے۔ جب کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۳۸۶/۶) اور تغلیق التعلیق (۱۲/۴) میں مختلف طرق کے ساتھ اس کی تکمیل کرتے ہوئے اس کی صحت کے بارے میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ:

"هذا اسناد صحيح إلى قتادة فإن كان سمعه من هذا الرجل فهو حديث صحيح لان عدم معرفة اسم الصحابى لا تضر عند الجمهور لأن كلهم عدول ولكن قد اختلف فيه على قتاده فرواه سعيد بن ابى عروبه عنه هكذا ورواه سعيد بن بشير عنه فاختلف عليه فيه فقال ابو الجماهير والوليد بن مسلم عنه عن قتادة رجلين عن أبى بكرة الثقفى أن رجلا أتى النبى ﷺ فقال إنى قد رأيته"

''قادۃ تک تو یہ سند صحیح ہے پھر اگر قتادہ نے اس آدمی سے سنا ہے (جس نے اللہ کے رسول ﷺ کو کہا کہ میں نے دیوار دیکھی ہے) تو یہ حدیث صحیح ہوگی کیونکہ (لا محالہ وہ آدمی صحابی ہوگا اور) صحابی کے نام کا نامعلوم ہونا جمہور کے نزدیک کوئی مضر نہیں کیونکہ تمام صحابہ عادل ہیں لیکن یہ روایت قتادہ سے مختلف طرح بیان ہوئی ہے یعنی سعید بن ابی عروبہ نے تو قتادہ سے اس طرح بیان کیا ہے (جس طرح شروع

میں ذکر کیا گیا ہے) جب کہ سعید بن بشیر نے قتادہ سے اس سے مختلف بیان کیا ہے ۔ابو الجماہیر فرماتے ہیں کہ ولید بن مسلم سعید بن بشیر سے وہ قتادہ سے اور قتادہ دو (مبہم) آدمیوں سے اور وہ ابو بکرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے فرمایا کہ میں نے وہ سد دیکھا ہے''

یعنی حافظ ابن حجر یہ اشارہ فرما رہے ہیں کہ بعض طرف میں قتادہ اور صحابی کے درمیان دو واسطے مزید ہیں جب کہ عام طرق میں وہ واسطے مفقود ہیں جس سے معلوم ہوتا کہ اس کی سند میں انقطاع ہے!

حافظ ابن کثیر اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "ذكره البخاري معلقا بصيغة الجزم ولم أره مسندا من وجه متصل ارتضيه غير أن ابن جرير رواه في تفسيره مرسلا"[1]

''امام بخاری نے اسے صیغہ جزم کے ساتھ معلق روایت کیا ہے جب کہ مجھے اس کی کوئی ایسی متصل سند نظر نہیں آئی جسے میں معتبر سمجھوں سوائے اس کے جسے ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں مرسل روایت کیا ہے۔''

یاد رہے کہ امام بخاریؒ کے بارے میں یہ تصور درست نہیں کہ جس معلق روایت کو بھی آپ صیغہ جزم سے بیان کر دیں وہ صحیح ثابت ہوتی ہے بلکہ اسے عموم پر محمول کیا جاتا ہے، کیونکہ صیغہ جزم سے بیان کی جانیوالی کئی معلق روایات بسند صحیح ہرگز ثابت نہیں۔

مفسر آلوسیؒ مذکورہ روایت کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ "والظاهر أن الرؤية بصرية لا منامية وهو أمر غريب ان صح الخبر"[2]

---

(۱) [(البداية والنهاية (۱۵۲/۲)]

(۲) [(روح المعانی (۴۲/۱۶)]

''روایت کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ دیوار کا مشاہدہ نیند میں نہیں بلکہ حالت بیداری میں کیا گیا اگر یہ روایت صحیح ثابت ہو جائے تو یہ اچنبھے کی بات ہے!''

بہرصورت اس روایت کے بارے میں توقف ہی بہتر ہے۔

⑩ حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر (۱۶۸/۳) تاریخ (البدایۃ والنہایۃ ۱۱۰/۲) اور النہایۃ (۱۰۲/۱) میں ان تمام من گھڑت اسرائیلی روایات پہ جرح کی ہے جن میں یاجوج ماجوج کی عجیب وغریب شکل وصورت بیان ہوئی ہے مثلاً اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ " وفيه طول وغرابة ونكارة فى اشكالهم وصفاتهم وطولهم وقصر بعضهم واذانهم وروى ابن ابى حاتم عن ابيه فى ذلك احاديث غريبة لا تصح اسانيدها والله اعلم "(ایضا)

''یعنی (ابن جریر طبری کی وہب بن منبہ سے بیان کردہ) اس روایت جس میں یاجوج ماجوج کی شکل وصورت، لمبے اور پست قد اور ان کے کانوں وغیرہ کی صورت بیان ہوئی ہے میں طوالت کے ساتھ غرابت اور نکارت پائی جاتی ہے۔
اور اس سلسلے میں ابن ابی حاتم نے اپنے باپ کی سند سے عجیب وغریب روایات بیان کی ہیں جن کی اسناد صحیح نہیں ہیں۔ والله اعلم ''

علاوہ ازیں موصوف النہایۃ میں رقمطراز ہیں کہ

"ومن زعم أن منهم الطويل الذى كالنخلة السحوق أو أطول ومنهم القصير الذى هو كالشئى الحقير ومنهم من له اذنان يتغطى باحداهما ويتوطى بالأخرى فقد تكلف ما لا علم له به وقال مالا دليل عليه"[1]

(۱) [النہایۃ فی الفتن (ج ۱ ص ۱۰۲)]

''یعنی جس نے یاجوج ماجوج کے بارے میں یہ گمان کیا کہ ان میں سے بعض کھجور کے درختوں یا ان سے بھی زیادہ قد آور ہیں یا انتہائی پست قد ہیں یا ان میں سے بعض کے بڑے بڑے کان ہیں جو لباس اور بستر کا فائدہ دیتے ہیں تو اس نے ایک غیر معلوم چیز کے بیان میں تکلف سے کام لیا اور ایسی بات کہی جس کی کوئی دلیل نہیں۔''

نوٹ

مذکورہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کی شکل وصورت اور حالت وکیفیت کے بارے میں اظہار خیال کرنا محض 'تکلف' ہے لیکن یاجوج ماجوج کی صفات وحالات کے متعلق کئی چیزیں صحیح احادیث میں بھی مروی ہیں جنہیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔مثلاً صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ ان کی تعدد بہت زیادہ ہے حتی کہ ان میں عام لوگوں کے مقابلہ میں ایک اور ننانوے کا تناسب پایا جاتا ہے۔اسی طرح ان کی کچھ صفات ترکوں کے مشابہہ قرار دی گئی ہیں یعنی باریک ناک، موٹے اور چوڑے منہ، باریک آنکھیں، سرخی مائل بال۔حافظ ابن کثیر نے بھی ان چیزوں کو برقرار رکھا ہے تفصیل کے لیے دیکھیے النہایۃ فی الفتن والملاحم (ج۱ص۱۰۲)

اسی طرح حافظ ابن کثیرؒ ان اسرائیلی روایات جن میں ذوالقرنین کے اسکندریہ شہر کی تعمیر اور یاجوج ماجوج کے علاقہ جات کی تعیین وغیرہ کا تذکرہ ہے، پر تنقید کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

"أنها من الاسرائيليات التي غالبها مبدل مصحف محرف مختلق ولا حاجة لنا مع خبر الله تعالى ورسول الله إلى شئ منها بالكلية فإنه دخل منها على الناس شر كثير وفساد عريض" (۱)

(۱)[(تفسیر ابن کثیر ۳/۱۶۴)]

''یہ تمام اسرائیلی روایات ہیں جن کا بڑا حصہ محرف ومبدل، متغیر اور خود ساختہ ہے۔اللہ اور اس کے رسول کی خبر کے بعد ان چیزوں کی بالکل کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ انہی (من گھڑت اسرائیلی) روایات کی وجہ سے لوگوں میں خاصا شر اور فتنہ و فساد در آیا ہے۔''

چند مفکرین کی غلط تعبیروں کا جائزہ

معروف مفکر و بانی جماعت اسلامی، علامہ مودودیؒ اور یاجوج ماجوج

سید مودودیؒ اپنی تفسیر 'تفہیم القرآن' میں سورۃ کہف میں مذکور ذو القرنین اور یاجوج ماجوج کے قصے میں رقمطراز ہیں:

① ''یہ تو قریب قریب متحقق ہے کہ یاجوج ماجوج سے مراد روس اور شمالی چین کے وہ قبائل ہیں جو تاتاری، منگولی، ھن اور سیتھین وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں اور قدیم زمانے سے متمدن ممالک پر حملے کرتے رہے ہیں نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے حملوں سے بچنے کے لیے قفقاز کے جنوبی علاقے میں در بند اور داریال کے استحکامات تعمیر کیے گئے تھے لیکن یہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا کہ فورس ہی نے یہ استحکامات تعمیر کیے تھے۔''(۱)

② ''یاجوج ماجوج سے مراد جیسا کہ اوپر حاشیہ نمبر ۶۲ میں اشارہ کیا جا چکا ہے، ایشیا کے شمالی مشرقی علاقے کی وہ قومیں ہیں جو قدیم زمانے سے متمدن ممالک پر غارت گرانہ حملے کرتی رہی ہیں اور جن کے سیلاب وقتاً فوقتاً اٹھ کر ایشیا اور یورپ دونوں طرف رخ کرتے رہے ہیں۔ بائبل کی کتاب پیدائش (باب ۱۰) میں ان کو حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے یافث کی نسل میں شمار کیا گیا اور یہی بیان مسلمان مورخین کا بھی ہے۔ حزقی ایل کے صحیفے (باب ۳۸، ۳۹) میں ان کا علاقہ روس اور توبل (موجودہ توباسک) اور مسک (موجودہ ماسکو) بتایا گیا ہے۔ اسرائیلی مورخ یوسیفوس ان سے مراد سیتھین قوم لیتا ہے جس کا علاقہ بحر اسود کے شمال اور

(۱) [(تفہیم القرآن ۳/۴۴)]

مشرق میں واقع تھا۔ جیروم کے بیان کے مطابق ماجوج کا کشیا کے شمال میں بحر خزر کے قریب آباد تھے''(۱)

③ ''لیکن قرآن مجید اور احادیث میں یاجوج اور ماجوج کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے یہ مترشح نہیں ہوتا کہ یہ دونوں متحد ہوں گے اور مل کر دنیا پر ٹوٹ پڑیں گے ہوسکتا ہے کہ قیامت کے قریب زمانے میں یہ دونوں آپس میں لڑ جائیں اور پھر ان کی لڑائی ایک عالمگیر فساد کی موجب بن جائے''(۲)

④ ''ذوالقرنین کی تعمیر کردہ دیوار کے متعلق بعض لوگوں میں یہ غلط خیال پایا جاتا ہے کہ اس سے مراد مشہور دیوار چین ہے حالانکہ دراصل یہ دیوار قفقاز (Caucasus) کے علاقہ داغستان میں در بند اور داریال (Darial) کے درمیان بنائی گئی تھی۔ قفقاز اس ملک کو کہتے ہیں جو بحیرۂ اسود (Black Sea) اور بحیرہ خزر (Caspian Sea) کے درمیان واقع ہے۔ اس ملک میں بحیرہ اسود سے داریال تک تو نہایت بلند پہاڑ ہیں اور ان کے درمیان اتنے تنگ درے ہیں کہ ان سے کوئی بڑی حملہ آور فوج نہیں گزر سکتی۔ البتہ در بند اور داریال کے درمیان جو علاقہ ہے اس میں پہاڑ بھی زیادہ بلند نہیں ہیں اور ان میں کوہستانی راستے بھی خاصے وسیع ہیں قدیم زمانے میں شمال کی وحشی قومیں اسی طرف سے جنوب کی طرف غارت گرانہ حملے کرتی تھیں اور ایرانی فرمانرواؤں کو اسی طرف سے اپنی مملکت پر شمالی حملوں کا خطرہ لاحق رہتا تھا، انہی حملوں کو روکنے کے لیے ایک نہایت مضبوط دیوار بنائی گئی تھی جو ۶۰ میل لمبی ۲۹۰ فٹ بلند اور دس فٹ چوڑی تھی ابھی تک تاریخی طور پر یہ تحقیق نہیں ہوسکا کہ یہ دیوار ابتداً کب کس نے

(۱)[ایضا ۴۲/۳] (۲)[ایضا ص ۱۸۷]

بنائی تھی ۔مگر مسلمان مؤرخین اور جغرافیہ نویس اسی کو سد ذوالقرنین قرار دیتے ہیں اور اس کی تعمیر کی جو کیفیت قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے اس کے آثار اب بھی وہاں پائے جاتے ہیں۔

ابن جریر طبریؒ اور ابن کثیرؒ نے اپنی تاریخوں میں یہ واقعہ لکھا ہے اور یاقوت نے بھی معجم البلدان میں اس کا حوالہ دیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے آذربائیجان کی فتح کے بعد ۲۲ھ میں سراقہ بن عمرو کو باب الابواب (دربند) کی مہم پر روانہ کیا اور سراقہ نے عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو اپنے مقدمۃ الجیش کا افسر بنا کر آگے بھیجا، عبدالرحمٰن جب رمینیہ کے علاقے میں داخل ہوئے تو وہاں کے فرمانروا شربراز نے جنگ کے بغیر اطاعت قبول کر لی اس کے بعد انہوں نے باب الابواب کی طرف پیش قدمی کا ارادہ کیا۔ اس موقع پر شہر براز نے ان سے کہا کہ میں نے اپنے ایک آدمی کو سد ذو القرنین کا مشاہدہ اور اس علاقے کے حالات کا مطالعہ کرنے کے لیے بھیجا تھا وہ آپ کو تفصیلات سے آگاہ کر سکتا ہے ۔چنانچہ اس نے عبدالرحمٰن کے سامنے اس شخص کو پیش کر دیا۔[1]

اس واقعہ کے دوسو برس بعد عباسی خلیفہ واثق (۲۲۷۔۲۳۲ھ) نے سد ذوالقرنین کا مشاہدہ کرنے کے لیے سلام الترجمان کی قیادت میں ۵۰ آدمیوں کی ایک مہم روانہ کی جس کے حالات یاقوت نے معجم البلدان میں اور ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ میں خاصی تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں ان کا بیان ہے کہ یہ وفد سامرہ(سرّ من رأی) سے تفلیس، وہاں سے السریر، وہاں سے اللّان ہوتا ہوا فیلان شاہ کے علاقے میں پہنچا، پھر

---

(۱) [(طبری ج ۳،ص ۲۳۵ تا ۲۳۹، البدایۃ والنہایۃ ج ۷،ص ۱۲۲ تا ۱۲۵؛ معجم البلدان، ذکر باب الابواب)]

خزر کے ملک میں داخل ہوا اور اس کے بعد در بند پہنچ کر اس نے سد کا مشاہدہ کیا۔ (۱)

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تیسری صدی ہجری میں بھی مسلمان عام طور پر قفقاز کی اس دیوار ہی کو سد ذوالقرنین سمجھتے تھے۔

یاقوت نے معجم البلدان میں متعدد دوسرے مقامات پر بھی اسی امر کی تصریح کی ہے خزر کے زیرِ عنوان وہ لکھتا ہے کہ: "هي بلاد الترك خلف باب الابواب المعروف بالدربند قريب من سد ذي القرنين" ''یہ ترکوں کا علاقہ ہے جو سد ذوالقرنین کے قریب باب الابواب کے پیچھے واقع ہے جسے در بند کہتے ہیں'' اسی سلسلہ میں وہ خلیفہ المقتدر باللہ کے سفیر، احمد بن فضلان کی ایک رپورٹ نقل کرتا ہے جس میں مملکت خزر کی تفصیلی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ خزر ایک مملکت کا نام ہے جس کا صدر مقام اتل ہے۔ دریائے اتل اس شہر کے درمیان سے گزرتا ہے اور یہ دریا روس اور بلغار سے آ کر بحر خزر میں گرتا ہے۔ باب الابواب کے زیرِ عنوان لکھتا ہے کہ اس کو الباب اور در بند بھی کہتے ہیں یہ بحر خزر کے کنارے واقعہ ہے، بلاد کفر سے بلاد مسلمین کی طرف آنے والوں کے لیے یہ راستہ انتہائی دشوار گزرا ہے۔ ایک زمانہ میں یہ نوشیروان کی مملکت میں شامل تھا اور شاہان ایران اس سرحد کی حفاظت کو غایت درجہ اہمیت دیتے تھے۔'' (۲)

مولانا مودودیؒ کے اقتباسات کا ملخص یہ نکلا کہ

① یاجوج ماجوج سے مراد روسی اور چائنی (تاتاری، منگولی وغیرہ) ہیں۔

② یاجوج ماجوج متحد نہیں بلکہ ایک دوسرے سے الگ تھلگ ہیں۔

---

(۱) [(البدایۃ والنہایۃ ج ۲، ص ۱۱۱ ج ۷، ص ۱۲۲ تا ۱۲۵ معجم البلدان، باب الابواب)]

(۲) [(ایضاً ص ۷۷۱، ۷۷۲)]

③ ضروری نہیں کہ یہ لوگوں پر خروج کریں بلکہ آپس ہی میں خونریز لڑائی سے بھی ان کا تباہ ہونا ممکن ہے۔

④ ایسا قیامت کے قریب ہوگا۔

⑤ سد ذوالقرنین سے مراد دیوار چین نہیں بلکہ دیوار قفقاز ہے جو در بند اور داریال کے درمیان بنائی گئی تھی۔

⑥ اس دیوار کے بانی کے متعلق کوئی قطعی ثبوت نہیں البتہ تاریخ نویسوں اور جغرافیہ دانوں کے ہاں اسے ہی 'سد ذوالقرنین' کہا جاتا ہے۔

⑦ تاریخی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگوں نے اس دیوار کا مشاہدہ کیا تھا۔

مفسر قرآن مولانا جمال الدین قاسمی اور یاجوج ماجوج

موصوف اپنی تفسیر میں یاجوج ماجوج کے حوالہ سے رقمطراز ہیں کہ:

" قال بعض المحققين كان يوجد من راء الجبل جبال القوقاز المعروف عند العرب بحبل قاف فى اقليم داغستان قبيلتان تسمى احداهما "آقوق" والثانية "ماقوق" فعربهما العرب باسم يأجوج وماجوج وهما معروفان عند كثير من الأمم وورد ذكرهما فى كتب اهل الكتاب ومنهما تناسل كثير من امم الشمال والشرق فى روسيا و آسيا" (۱)

''بعض محققین فرماتے ہیں کہ داغستان کے علاقے میں 'قوقاز' جو اہل عرب کے ہاں 'قاف' سے معروف ہے، کے پہاڑوں کے پیچھے دو قبیلے آباد ہیں جنہیں آقوق اور ماقوق کہا جاتا ہے۔ انہی قبیلوں کو اہل عرب اپنی لغت میں یاجوج اور ماجوج کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور یہ لوگوں کے ہاں معروف ومشہور ہیں یہود ونصاریٰ کی آسمانی

(۱) [(محاسن التاویل ۱۱/۴۱۱۶)]

کتابوں میں بھی ان کے تذکرے موجود ہیں اور ان کی نسل پھیلتے پھیلتے روس اور ایشیا کے شمالی اور مشرقی علاقوں کو گنجان کیے ہوئے ہے''۔

اس اقتباس سے درج ذیل نکات سامنے آئے کہ

① یاجوج ماجوج داغستان کے علاقے 'قوقاز' میں آباد تھے۔

② یہی لوگ بڑھتے بڑھتے روس اور شمالی و مشرقی ایشیا میں پھیلتے چلے گئے۔

③ گویا یاجوج ماجوج سے متعلقہ پیشگوئیوں کا مصداق شمال مشرقی ایشیائی اقوام ہیں۔

مفسر و مفکر سید قطب شہیدؒ اور یاجوج ماجوج

سید قطبؒ اپنی تفسیر 'فی ظلال القرآن' میں یاجوج ماجوج کے حوالے سے یوں رقمطراز ہیں کہ ''اب ہمارے سامنے یاجوج ماجوج کا معاملہ ہے وہ کون تھے؟ اب کہاں ہیں؟ ان کے گزشتہ واقعات کیا تھے؟ اور آئندہ کیا ہوں گے ؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب تحقیقی طور دینا نہایت دشوار ہے ہمیں ان کے متعلق صرف وہی معلومات ہیں جو قرآن اور حدیث صحیح میں آئی ہیں قرآن نے جہاں پر جو ذوالقرنین کا قول بیان کیا کہ پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو اس کو ریزہ ریزہ کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ برحق ہے''

یہ نص کسی زمانے کی تحدید نہیں کرتی ہوسکتا ہے کہ اس دیوار کی توڑ پھوڑ کا وعدہ اس وقت پورا ہو گیا ہو جب کہ تاتاری مور و ملخ کی مانند نکلے تھے اور انہوں نے دنیا کو زیر وزبر کر دیا تھا اور قرآن پاک میں ایک جگہ وارد ہے: ''حتی کہ جب کھولے جائیں گے یاجوج ماجوج اور وہ ہر بلندی سے پھسلتے چلے آئیں گے اور برحق وعدہ قریب آ جائے گا'' (الانبیاء)

یہ نص بھی کسی زمانے کی حد بندی نہیں کرتی کہ یاجوج ماجوج کا خروج کب ہوگا

کیونکہ برحق وعدے کا قریب آ جانا یعنی قربِ قیامت تو رسول اللہ کے زمانے سے شروع ہو چکا ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے: 'قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا' اور خدائی حساب میں زمانے کی مقدار انسانی حساب سے الگ ہے کہ قربِ قیامت اور وقوعِ قیامت میں صدیاں یا لاکھوں برس گزر جائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ایک مختصر وقفہ ہو اس لیے ہم کہتے ہیں کہ ''قربِ قیامت'' اور ہمارے آج کے دن کے درمیان ذو القرنین کی دیوار ٹوٹ گئی ہو اور یاجوج ماجوج کا خروج وہی مغلوں اور تاتاریوں کا خروج ہے۔ جس نے مشرقی ممالک کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا تھا''۔[1]

سید قطب کی عبارت کا مخلص یہ ہے کہ

① یاجوج ماجوج کے کھولے جانے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ کسی خاص زمانے کے لیے محدود نہیں۔

② مغلوں اور تاتاریوں کا خروج ہی یہ وعدہ ربانی معلوم ہوتا ہے۔

③ مغل اور تاتار کے یاجوج ماجوج ہونے کا قوی امکان ہے۔

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ اور یاجوج ماجوج

موصوف اپنی معروف کتاب 'قصص القرآن' کی تیسری جلد میں 'یاجوج ماجوج' کے ضمن میں رقمطراز ہیں کہ

> ''بہر حال تاریخ کے اوراق اس کے شاہد ہیں کہ عہد تاریخی کے قبل سے پانچویں صدی مسیح تک اس علاقہ سے جو آج کل منگولیا تاتار کہلاتا ہے۔ اسی قسم کے انسانی طوفان اٹھتے رہے ہیں اور ان سے قریب اور ہمسایہ قوم 'چینی' ان کے بڑے دو قبائل کو 'موگ' اور 'یوچی' کہتے رہے ہیں۔ پس یہی موگ ہے جو تقریباً چھ سو برس قبل مسیح

(۱) [(مترجم اردو ۱۳/۶)]

یونان میں میگ اور میگاگ بنا اورعربی میں ماجوج ہوا اور غالبا یہی 'یواجی' یونانی میں یوگاگ اورعبرانی میں جوج اور یاجوج کہلایا لیکن جب یہ قبائل دینا کے مختلف حصوں میں جا کر آباد ہوئے اور بہت سے قبائل پہلے کی طرح اپنے مرکز ہی میں وحشی اورصحرائی بنے رہے تو اس اختلاف تمدن ومعیشت نے ایسی صورت اختیار کر لی کہ ان قبائل کے وحشی اور صحرائی جنگجو تو اسی طرح یاجوج (گاگ GOG)اور ماجوج (میگاگ Magag) کے نام سے موسوم رہے مگر متمدن اور شہری قبائل نے مقامی خصوصیات وامتیازات کے ساتھ ساتھ اپنے ناموں کو بھی بھلا دیا اور نئے نئے ناموں سے شہرت پائی اور پھر یہ تقسیم اس طرح قائم ہوگئی کہ تاریخ کے عہد میں بھی اس کو باقی رکھا گیا اور وسط ایشیا کے ایرانی ایشیائی اور یورپین وسطی اور دیگر یورپین قومیں او رہندوستان کے آرین اصل کے اعتبار سے منگولین (یعنی موگ ماجوج اور یواگ یاجوج)نسل ہونے کے باوجود تاریخ میں ان ناموں سے یادنہیں کیے جاتے اور یاجوج وماجوج کا نام صرف ان ہی قبائل کے لیے مخصوص کر دیا گیا جواپنی گزشتہ حالت وحشت وبربریت اور غیر متمدن زندگی میں اپنے مرکز کے اندر موجود ہیں اور مختلف صدیوں میں قتل وغارت اورلوٹ مار کرنے کے لیے اپنی ہم نسل متمدن اقوام پر حملے کرتے رہے ہیں اوران ہی کے وحشیانہ حملوں کی حفاظت کے لیے اورمشرقی تاخت وتاراج سے بچنے کے لیے مختلف اقوام نے مختلف دیواریں اورسد قائم کیں اور ان ہی میں سے ایک وہ سد ہے جو ذوالقرنین نے ایک قوم کے کہنے پر دوپہاڑوں کے درمیان لوہے اور تانبے سے ملا کر تیار کی تا کہ وہ یاجوج ماجوج کے مشرقی حملوں سے محفوظ ہوجائے۔یاجوج وماجوج کا ذکرتورات میں بھی ہے......ان ناموں کی تفصیل میں توراۃ کے مفسرین یہ کہتے ہیں کہ جوج سے مراد گاگ (GOG)

ہے اور ماجوج سے میگا گ (Magag) اور روش سے روس (Rusia) اور مسک سے مراد ماسکو Masco اور توبال سے بحر اسود کا بالائی علاقہ مراد ہے......''

یاجوج ماجوج کے متعلق جس قدر بحث اس وقت تک کی جا چکی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ کوئی عجیب الخلقت مخلوق نہیں ہیں بلکہ دنیائے انسانی کی عام آبادی کی طرح وہ بھی حضرت نوح کی ذریت میں سے ہیں اور یہ کہ یاجوج ماجوج منگولیا (تاتار) کے ان وحشی قبائل کو کہا جاتا رہا ہے جو یورپ اور روس کی اقوام کے منبع ومنشا ہیں.....یعنی یاجوج ماجوج بھی اگرچہ منگولی (تاتاری) ہیں مگر پہاڑوں کے ورے جو تاتاری قبائل اپنے مرکز سے ہٹ کر آباد ہو گئے تھے اور متمدن بن گئے تھے ہم نسل ہونے کے باوجود دونوں میں اس قدر تفاوت ہو گیا ہے کہ ایک دوسرے سے نا آشنا بلکہ حریف بن گئے اور ایک ظالم کہلائے اور دوسرے مظلوم اور ان ہی قبائل نے ذو القرنین سے سد بنانے کی فرمائش کی''(۱)

اس کے بعد موصوف نے 'سد' (دیوار یاجوج ماجوج) کے عنوان میں ان چار مختلف دیواروں کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے جنہیں مختلف تاریخ نویسوں اور جغرافیہ دانوں نے بالاختلاف دیوار ذوالقرنین قرار دینے کی زحمت کی ہے۔اس ضمن میں موصوف نے تین دیواروں پر تنقیدی بحث کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی ذوالقرنین کی تیار کردہ دیوار نہیں جب کہ آخر الذکر دیوار قفقار کو موصوف نے سد ذوالقرنین ثابت کرنے کے بعد اپنا نتیجہ ان الفاظ سے ذکر کیا ہے کہ

''پس جب کہ آج کے مشاہدے سے بھی یہ ثابت ہے کہ داریال کا یہ درہ پہاڑوں کی دو چوٹیوں کے درمیان گھرا ہوا ہے اور تاریخی حقائق بھی اسی کو تسلیم کرتے

(۱)[(ص ۱۹۸ تا ۲۰۶)]

اور واضح کرتے ہیں نیز واثق باللہ کے کمیشن نے اپنا یہ مشاہدہ بیان کیا ہے کہ یہ دیوار لوہے اور پگھلے ہوئے تانبے سے تیار کی گئی ہے۔ بلاشبہ یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ یہی دیوار وہ 'سد ذوالقرنین' ہے جس کا ذکر قرآن عزیز نے سورہ کہف میں کیا ہے۔ (ص ۲۱۹)"

<u>سیوہاروی صاحب مرحوم کے خیالات کا ملخص یہ ہے کہ</u>

① یاجوج ماجوج سے مراد شمال مشرقی ایشیا کے وہ وحشی قبائل ہیں جو منگول، تاتار وغیرہ ناموں سے معروف ہیں۔

② روسی، ایرانی، یورپی حتیٰ کہ ہندی بھی جس میں اب پاکستانی بھی ہیں، بنیادی طور پر یاجوج ماجوج ہی کی تارک الوطن، مہاجر اور متمدن شاخیں ہیں۔

③ یاجوج ماجوج میں سے جو افراد واقوام، شاخیں اور جماعتیں مسلمان یا متمدن ہو جاتی ہیں وہ ان سے خارج متصور ہوتی ہیں۔

④ یاجوج ماجوج ہی آپس میں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے تھے اور ذوالقرنین سے دیوار بنانے کی فرمائش کرنے والے بھی انہیں میں سے تھے اور دیوار کے ورے بھی یہی لوگ تھے۔

⑤ دیوار قفقاز ہی سد ذوالقرنین ہے کیونکہ یہ لوہے اور تانبے سے بنی ہوئی ہے اور واثق باللہ کا کمیشن بھی اسی دیوار کا مشاہدہ کرنے گیا تھا اس کے علاوہ موصوف نے خروج یاجوج ماجوج کے حوالے سے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ "سد ذوالقرنین یاجوج ماجوج کے خروج سے پہلے ضرور ٹوٹ پھوٹ ہوچکی ہوگی، دوسرے یہ کہ یاجوج ماجوج کے موعود خروج کا وہ وقت ہوگا کہ قیامت کا وقت بالکل قریب ہو جائے اور اس کے بعد نفخ صور ہی کا مرحلہ باقی رہ جائے" (ص ۲۲۴)

نیز فرماتے ہیں کہ "سورہ انبیاء کی اس آیت کو آخری علامت ساعت سے نکال کر

فتنہ تاتار پر محمول کر لینا ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا۔ نیز جمہور سلف صالحین کی مسلمہ توجیہ کے قطعاً خلاف ہے''۔(ص ۲۳۹)

امین احسن اصلاحیؒ اور یاجوج ماجوج

موصوف یاجوج ماجوج کی تعیین وتعبیر کے حوالہ سے بائبل سے استشہاد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

''حزقی ایل فرماتے ہیں: اور خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدم زاد جوج کی طرف جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روش، مسک اور توبل کا فرماں روا ہے متوجہ ہو اور اس کے خلاف نبوت کر۔'' (حزقی ایل ۳۸:۱)

''اور کہہ خداوند یوں فرماتا ہے دیکھ اے جوج! روش، مسک اور توبل کے فرمانروا میں تیرا مخالف ہوں اور میں تجھے پھرا دوں گا اور تجھے لیے پھروں گا اور شمال کے دور اطراف سے چڑھا لاؤں گا'' (حزقی ایل ۳۹:۱،۲)

روش، مسک اور توبل کے نام اب تک رشیا، ماسکو اور توبالسک کی صورت میں موجود ہیں اور یہ علاقے فلسطین سے شمال کے بعید اطراف میں ہیں۔ یاجوج وماجوج کے قبائل بحر خزر کے شمال کی جانب اور وسط ایشیاء میں منگولیا کے علاقہ میں آباد تھے۔ ایران پر ان کی تاخت ترکستان کے رستے سے بھی ہوتی تھی اور کوہ قفقاز کے درے کی راہ سے بھی۔ کوہ قفقاز (Caucasia) کے خسرو کے دار الحکومت سے ٹھیک شمال کو ہے اس لیے عین ممکن ہے کہ بادشاہ نے درے کو بند کر کے اس خطرے کا سد باب کر دینا چاہا ہو۔ (۱)

ملخص: مذکورہ اقتباس سے درج ذیل نکات کشید ہوتے ہیں۔

① یاجوج ماجوج سے مراد شمال مشرقی ایشیائی قبائل ہیں۔

---

(۱)[(تدبر قرآن ۴/۶۲۰، ۶۲۱)]

② روسی بھی یاجوج ماجوج میں شامل ہیں۔

③ سد ذوالقرنین دیوار قفقاز ہی ہے۔

④ استدلال کا ماخذ صرف 'بائبل' ہے۔

مسٹر جاوید غامدی اور یاجوج ماجوج

جناب غامدی صاحب ایک مضمون میں یاجوج ماجوج کے بارے میں یوں گویا ہیں کہ

''مذہب اشتراک کے علم بردار......وہ پریشان روزگار آشفتہ، مغز آشفتہ ہو وہ کم وبیش پون صدی تک اس دنیا میں فطرت کے خلاف برسر جنگ رہے......ان کے لیے یوم فصل ہے تو یوم قیامت ہی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ وہی ہوا جس کا ہونا مقدر تھا۔ دیوار برلن ٹوٹ گئی مادیت کا یہ مولود فساد اپنی مادر مہرباں کے وجود میں تحلیل ہوا۔ ماں اور بیٹے کا الگ تشخص ہمیشہ کے لیے ختم ہوا۔ یاجوج ماجوج آپس میں گلے ملے اب امریکا روس میں ہے اور روس امریکہ میں

من تو شدم تو من شدی، من جاں شدم تو تن شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

......ان کا وطن ہمالہ کے اس پاس روس اور سواد روس کا علاقہ ہوا'' او رخداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدم زاد یاجوج کی طرف جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روش (روس) مسک (ماسکو) اور توبل (توبالک) کا فرماں روا ہے متوجہ ہو اور اس کے خلاف نبوت کر'' (حزقی ایل: ۳۸،۱)

''اور کہہ خداوند یوں فرماتا ہے: دیکھ اے جوج! روش، مسک اور توبل کے فرماں روا میں تیرا مخالف ہوں اور میں تجھے پھرا دوں گا اور تجھے لیے پھروں گا اور شمال کے

دور اطراف سے چڑھا لاؤں گا'' (حزقی ایل ۳۹:۱،۲)

اپنے اس علاقے سے قدیم زمانوں میں یہی لوگ یورپ میں جا کر آباد ہوئے اور وہاں سے پھر صدیوں کے بعد تاریخ کی روشنی میں امریکہ اور آسٹریلیا پہنچے اور اب دنیا کے سارے پھاٹک انہیں کے قبضے میں ہیں ...... روس میں اشتراکیت کا خاتمہ ہوا اور یاجوج ماجوج میں صلح ہوئی۔ اب وہ منتظر تھے کہ ملت ابراہیمی کے خزانوں میں سیال سونا ان کی حکومت میں رہے۔ تب ابراہیم کے فرزند ارض عراق سے اٹھے اور اپنے بھائیوں پر چڑھ دوڑے۔ فوقعت الواقعة یاجوج ماجوج کی فوجیں اس وقت جزیرہ نمائے عرب کے صحراؤں میں اتر رہی ہیں۔''(۱)

یاجوج ماجوج کے بارے میں جاوید احمد غامدی کے خیالات کا ملخص یہ ہے کہ

① یاجوج ماجوج سے مراد روسی اور امریکی ہیں۔

② دیوار ذوالقرنین سے مراد دیوار برلن ہے۔

③ اور یہ دیوار ٹوٹ چکی ہے۔

④ یاجوج ماجوج کا خروج ہو چکا ہے۔

⑤ خیالات کا محور و معیار قرآن وحدیث کی بجائے 'قرآن و بائبل' ہے۔

گزشتہ بحث کے مشترک وغیر مشترک نکات کا ملخص اور ان پر نقد ونظر

گزشتہ صفحات میں یاجوج ماجوج کے بارے میں جن علما کے اقتباسات اور ملخص نکات ذکر کیے گئے ہیں اگر ان تمام مشترک وغیر مشترک نکات کو ایک ہی ترتیب سے جمع کیا جائے تو درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

① یاجوج ماجوج سے مراد روسی، یورپی اور امریکی اقوام ہیں۔

---

(۱) [ماہنامہ 'اشراق' اکتوبر ۱۹۹۰ء، شذرات ص ۴ تا ۷]

② شمال مشرقی ایشیا کے منگولی، تارتاری اور سیتھین وغیرہ ایسے وحشی ہی یاجوج ماجوج ہیں اور سد ذوالقرنین بھی کہیں ان علاقوں میں ہے۔

③ یاجوج ماجوج سے مراد چینی اقوام ہیں اور دیوار چین سد ذوالقرنین ہے۔

④ یاجوج ماجوج سے مراد ترک اقوام ہیں کیونکہ ان کی شکل وصورت یاجوج ماجوج کے مشابہہ ہے۔

⑤ یاجوج ماجوج سے مراد یورپی وامریکی اقوام ہیں اور دیوار برلن ہی سد ذوالقرنین ہے۔

⑥ تاتاریوں کا خروج ہی وہ خروج تھا جسے قرآن وحدیث میں 'خروج یاجوج ماجوج' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

⑦ شمال مشرقی ایشیا کے وحشی قبائل ہی قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کی صفات سے متصف ہو کر لوگوں پر خروج کریں گے اور سد ذوالقرنین کا گرنا کسی خاص وقت کے ساتھ محدود نہیں۔

مندرجہ بالا سات مختلف تعبیریں ہیں جو یاجوج ماجوج کی تعیین کے سلسلے میں چند معروف اہل علم سے منقول ہیں آئندہ صفحات میں ہر ایک تعبیر پر تفصیلی بحث پیش کی جائے گی اور تنقیدی نگاہ سے یہ جائزہ لیا جائے گا کہ ان میں سے کوئی تعبیر برحق بھی ہے یا یہ محض ظن وتخمین پر موقوف ہیں اور سب سے آخر میں راقم اپنی طرف سے ان کے برعکس صحیح نکتہ نظر پیش کرے گا (ان شاء اللہ)

پہلی تعبیر

یاجوج ماجوج سے مراد روسی، یورپی اور امریکی اقوام ہیں یہ تعبیر درج ذیل وجوہات کی بنا پر غلط ہے۔

(i) اگر اس تعبیر کو درست تسلیم کر لیا جائے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ یاجوج ماجوج کسی ایک جگہ نہیں بلکہ چار مختلف براعظموں میں پھیلے ہوئے ہیں یعنی روسی براعظم ایشیا میں، یورپی، یورپ میں اور امریکی شمالی وجنوبی امریکہ کے دو براعظموں میں جب کہ قرآن مجید کے سیاق وسباق اور صحیح احادیث سے اس کے برعکس یہ ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج دو متحد قومیں ہیں جو کسی ایک ہی جگہ پر آباد تھیں اور باہم مل کر دوسری اقوام پر حملہ آور ہوتی تھیں جب کہ ان کی گزرگاہ بھی ایک تھی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے ﴿قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَکَ خَرْجًا عَلٰی أَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا﴾ [(الکہف: ۹۴)] ''اور انہوں نے کہا اے ذوالقرنین! یاجوج ماجوج اس ملک میں فسادی ہیں تو کیا ہم آپ کے لیے کچھ خرچ کا انتظام کر دیں کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں؟''

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج ایک ہی جگہ پر آباد تھے البتہ اس پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ''ممکن ہے کہ پہلے یاجوج ماجوج ایک ہی جگہ پر آباد ہوں مگر کثرت تعداد کے پیش نظر یہ دیگر علاقوں مٰیں جا کر آباد ہو گئے ہوں جیسا کہ امریکہ کی دریافت کے بعد یورپی ہی وہاں جا کر آباد ہوئے ہیں'' اس کا جواب درج ذیل ہے۔

(ii) قرآن وسنت سے ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کسی ایک ہی جگہ پر قید کیے گئے ہیں یعنی 'سد ذوالقرنین' کے ساتھ ان کے لیے رکاوٹ بنا دی گئی ہے۔ لہٰذا سد ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج لازم وملزوم ہیں اور قیامت کے قریب اللہ کے اذن سے یاجوج ماجوج یہی دیوار توڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور اس 'جانب' سے لوگوں پر خروج کریں گے، لہٰذا اس سے ہر اس قوم وجماعت کے یاجوج

ماجوج ہونے کی نفی ہو جاتی ہے جو کسی ایسی دیوار سے محروم ہیں لہٰذا یورپی ،آسٹریلوی اور امریکی قطعی طور پر یاجوج ماجوج نہیں کیونکہ اول تو ان علاقوں میں 'سد ذوالقرنین' کا وقوع متحقق نہیں اور دوسرا یہ کہ اگر یہ شمال مشرقی ایشیا ہی کے وحشی قبائل کی 'ترقی یافتہ' یا 'متمدن' شکل ہے جو بڑھتے بڑھتے دیگر براعظموں میں جا کر آباد ہوگئی ہے تو یہ دعویٰ بذات خود اس بات کی دلیل ہے کہ پھر یہ یاجوج ماجوج نہیں کیونکہ 'یاجوج ماجوج' کو اللہ تعالیٰ نے جس جگہ قید کر دیا ہے وہاں سے ان کا خروج وقت موعود سے پہلے کسی صورت ممکن نہیں!

ممکن ہے کہ 'یاجوج ماجوج' کے لیے اس دیوار کے علاوہ دیگر اطراف سے بھی راستے موجود ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت وقدرت کے تحت انہیں ان راستوں سے غافل کر کے اسی دیوار کے گرانے میں مشغول کر رکھا ہے، اور وہ ہر روز اس کی کھدائی میں مصروف رہتے ہیں لیکن کامیاب نہیں ہوتے۔

یہ دعویٰ بھی کیا جاسکتا ہے کہ ''دیوار برلن (جرمن) ہی سد ذوالقرنین تھی جسے گرایا جا چکا ہے لہٰذا یورپی اقوام اور 'دیوار' کا لزوم ثابت ہو جاتا ہے اس لیے یہی یاجوج ماجوج ہیں'' اس کا جواب دیوار برلن کے تحت آرہا ہے۔

(iii) مذکورہ اقوام کو یاجوج ماجوج ثابت کرنے کے لیے ان کے فتنہ وفساد کو دلیل بناتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ قرآن وحدیث میں جس خطرناک ظلم وجور اور فتنہ وفساد کا حامل یاجوج ماجوج کو گردانا گیا ہے وہی صورت ان اقوام میں بھی پائی جاتی ہے اسی لیے پہلے یورپی ایک عرصہ تک دنیا کے حکمران رہے اور ظلم کی داستان رقم کرتے رہے پھر روسیوں نے پون صدی تک وحشت وبربریت کا بازار گرم کیے رکھا اور اب امریکہ سیاہ وسفید کا مالک اور ظلم ووحشت کا ٹھیکیدار ہے اس لیے

قرآن وحدیث میں بطور استعارہ ایسی ظالمانہ صفات سے متصف اقوام وملل ہی کو یاجوج ماجوج سے موسوم کیا گیا ہے۔

مذکورہ اقوام کے رعب ودبدبے، ہیبت وسیطرے، تسلط واقتدار، ظلم وجور، وحشت وبربریت اور فتنہ وفساد سے مجال انکار نہیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا ابدی اصول رہا ہے کہ دنیا میں قومیں عروج وزوال سے گزرتی رہیں جب خوف خدا کے حامل اللہ کے متقی وفرمانبردار لوگ عروج پاتے ہیں تو دنیا سکھ اور چین کا سانس لیتی ہے مگر اس کے برعکس جب خدا کے باغی عروج پاتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے بڑھ کر داستان ظلم اور وحشت کی تاریخ رقم کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے تاریخ میں ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں، ہزاروں ایسی اقوام ملیں گی جن کا فتنہ وفساد اور ظلم وجور مذکورہ اقوام سے کہیں زیادہ دکھائی دیتا ہے تو کیا محض اس فتنہ وفساد کی بنیاد پر ان سب کو یاجوج ماجوج قرار دے دیا جائے گا؟

ہرگز نہیں! بلکہ یاجوج ماجوج خاص قسم کے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے کسی خاص حکمت کے لیے تخلیق کیا ہے اور انہیں ایسی قوت بخشی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اور اہل ایمان بھی ان کا مقابلہ نہیں کرسکیں گے اور ان کی ہلاکت کا سبب وہ کیڑے ہوں گے جو ان کی گردنوں میں اللہ تعالیٰ پیدا کردیں گے۔

دوسری تعبیر

شمال مشرقی ایشیا کے منگولی، تاتاری اور سیتھین وغیرہ کے وحشی قبائل ہی یاجوج ماجوج ہیں اور پھر ان علاقوں میں ایسی دیواریں اور سد موجود ہیں جن میں سے کسی نہ کسی پر سد ذوالقرنین کا اطلاق کیا جاسکتا ہے۔

راقم اس تعبیر کی تردید سے پہلے قارئین کو توجہ دلانا چاہے گا کہ اکثر وبیشتر علما، مفسرین اور مفکرین نے انہی منگولی وتاتاری قبائل پر یاجوج ماجوج کا اطلاق کرنے کی

کوشش کی ہے۔راقم کی معلومات اور تتبع کے مطابق اس کا بنیادی سبب بائبل کے وہ بیانات ہیں جن میں واضح طور پر کچھ علاقوں کی تعیین کرتے ہوئے وہاں کے باشندوں کو یاجوج (ماجوج) سے موسوم کیا گیا پھر کچھ اسرائیلی روایات نے بھی اسے تقویت پہنچائی جس کے نتیجے میں کئی مفسرین نے انہی اقوام کو یاجوج ماجوج قرار دینے کا عندیہ ظاہر کیا۔ اگرچہ بعض متقدم تفاسیر میں اس کے لیے اشارہ وکنایہ کی زبان اور اسرائیلی روایات استعمال کی گئی تھیں مگر کئی متاخر مفسرین نے صریح طور پر انہیں ہی یاجوج ماجوج ثابت کرنے کی کوشش کی حتی کہ بعض علما نے 'سقوط بغداد' ہی کو خروج یاجوج ماجوج سے تعبیر کیا اور یہ دعویٰ کر دیا کہ یاجوج ماجوج کے جس خروج کا وعدہ قرآن میں موجود ہے وہ پورا ہو چکا ہے۔اس پر تفصیلی بحث اپنے مقام پر آرہی ہے اس لیے اب ہم مذکورہ تعبیر کا جائزہ لیتے ہیں جن دلائل کی روشنی میں یہ تعبیر کی جاتی ہے اس کے نکات اور ان پر تنقید بالترتیب درج ذیل ہے۔

① ان اقوام اور علاقہ جات کے بارے میں بائبل اور اسرائیلی روایات میں باتیں موجود ہیں جن سے یہ قیاس وگمان کیا جاسکتا ہے کہ یاجوج ماجوج یہی ہیں۔

بائبل کے محرف ومبدل ہونے میں کسی مسلمان کی دو رائے نہیں ہوسکتیں اس لیے بائبل کا وہی بیان قابل تسلیم ہے جو قرآن وسنت کے منافی نہ ہو اسی طرح اسرائیلی روایات کے بارے میں یہ قاعدہ ہے کہ جو اسرائیلی روایات قرآن مجید کے موافق ہوں وہ قابل تسلیم اور جو مخالف ہوں وہ قابل تردید ہیں اور جو نہ مخالف ہوں نہ موافق ان کی تصدیق وتکذیب پر خاموشی اختیار کی جائے گی۔[1]

اس لیے اگر بائبل اور اسرائیلی روایات کی بنیاد پر منگولی، تاتار کو یاجوج ماجوج

(۱) [تفسیر ابن کثیر و مجموع الفتاوی]

قرار دیا جائے تو اس سے قرآن وسنت دونوں کے بہت سے بیانات کی لا محالہ تردید ہوتی ہے (جن کی تفصیل آ گی آ رہی ہے) اس لیے یاجوج ماجوج کی تعیین میں بائبل اور اسرائیلی روایات کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔

② یاجوج ماجوج اور دیوار ذوالقرنین کا چونکہ چولی دامن کا ساتھ ہے اور ان (شمال مشرقی ایشیائی) علاقوں میں ایسی دیواریں موجود ہیں جنہیں مختلف وحشی قبائل کی قتل وغارت کے انسداد کے لیے تعمیر کیا گیا ہے، لہٰذا ان اقوام کو یاجوج ماجوج کا مصداق قرار دیا جا سکتا ہے۔

لیکن یہ دلیل بھی وزنی نہیں اگرچہ سد ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج کا لازم وملزوم ہونا تسلیم ہے مگر سد ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج سے متعلقہ ان تمام علامات وصفات اور احوال کا پوری طرح ان اقوام اور ان میں سے کسی ایک دیوار پر منطبق آنا ضروری ہے جنہیں ہماری راہنمائی کے لیے قرآن وحدیث میں بیان کیا گیا ہے لیکن راقم کی تحقیق کے مطابق نہ تو ان میں سے کسی دیوار پر سد ذوالقرنین کی صفات صادق آتی ہیں اور نہ ہی کسی قوم پر احادیث میں بیان کردہ یاجوج ماجوج کی تمام علامات کا انطباق ہوتا ہے اگرچہ جزوی طور پر کچھ علامات وصفات کا انطباق ضرور ہوتا ہے مگر جب تک مشابہت تامہ اور من کل الوجوہ اشتراک ثابت نہ ہو جائے تب تک کسی دیوار کو دیوار ذوالقرنین اور کسی قوم کو یاجوج ماجوج قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تفصیل درج ذیل ہے:

دیوار ذوالقرنین کی تعیین کے لیے ضروری ہے کہ وہ (i) دو پہاڑوں کے درمیان بنائی گئی ہو۔ (ii) اس کی بناوٹ مکمل طور پر لوہے سے ہو۔ (iii) سیمنٹ (مسالحے) کی جگہ خالص تانبا استعمال کیا گیا ہو۔ (iv) پتھر، اینٹ اور سیمنٹ وغیرہ کا استعمال نہ کیا گیا

ہو۔(v) اس کا بانی ذوالقرنین ہو۔(vi) اور وہ دیوار آج تک موجود ہو (کیونکہ اسے قیامت کے قریب گرنا مقدر ہے)(vii) اس کے ورے یاجوج ماجوج ہوں کوئی مسلمان نہ رہتا ہو۔(viii) یاجوج ماجوج اس دیوار کے گرانے او رکھودنے میں مصروف ہوں۔(ix) دونوں طرف کوئی آمد ورفت ممکن نہ ہو۔(x) اس دیوار میں کوئی راستہ دروازے وغیرہ کی شکل میں نہ ہو۔

اگرمندرجہ بالا علامات کی روشنی میں شمال مشرقی ایشیا میں موجود اقوام اور ان دیواروں (دیوار چین، دیوار قفقاز، دیوار ترمذ) کا جائزہ لیا جائے تو ان میں سے نہ کوئی قوم یاجوج ماجوج ثابت ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی دیوار سد ذوالقرنین ثابت ہوتی ہے کیونکہ دیوار چین کا بانی (شیہہ ہوانگ تی) ایک چینی بادشاہ تھا ذوالقرنین نہیں نیز ترمذ اور قفقاز کی دیواروں کا بانی بھی ذوالقرنین متحقق نہیں بلکہ انہیں کسریٰ (نوشیرواں) سکندر اور اسفند یار وغیرہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے علاوہ ازیں دیوار چین دو پہاڑوں کے درمیان نہیں اور نہ ہی اسے لوہے اور تانبے سے تعمیر کیا گیا ہے، پھر لطف کی بات یہ ہے کہ چینیوں نے یہ دیوار اپنی حفاظت کے لیے بنائی ہے جو 'بارڈر' کا کام دیتی ہے اور وہ اس توڑنے کا تصور بھی نہیں کرسکتے! البتہ بہت سے علمانے دیوار قفقاز کو چند دلائل کی بنیاد پر سد ذوالقرنین قرار دینے کی کوشش کی ہے جو درج ذیل ہیں:

❶ یہ دو پہاڑوں کے درمیان ہے۔ ❷ اس میں لوہے اور تانبے کو استعمال کیا گیا ہے۔ ❷ قطعی طور پر نہ سہی لیکن معروف یہی ہے کہ اس کا بانی ذوالقرنین ہے۔ ❸ مورخین اسے ہی سد ذوالقرنین قرار دیتے آئے ہیں جیسا کہ تاریخی کتب میں یہ واقعہ ملتا ہے کہ خلیفہ واثق باللہ نے خواب میں دیکھا کہ یاجوج ماجوج کی دیوار ٹوٹ گئی ہے چنانچہ وہ بڑا پریشان ہوا اور اس نے سلام الترجمان کی قیادت میں ایک کمیشن روانہ

کیا کہ وہ سد ذو القرنین کو تلاش کریں اور اس کا مشاہدہ کرنے کے بعد اسے صحیح صورتحال سے آگاہ کریں۔ اٹھارہ مہینوں کے بعد اس سروے کمیشن نے آکر اطلاع دی کہ وہ دیوار تا حال محفوظ ہے اس میں ایک بہت بڑا دروازہ ہے جس پر بڑے بڑے تالے لگے ہوئے ہیں اور وہ دیوار انتہائی بلند و بالا اور نہایت مضبوط ہے۔ (بعض مورخین کے بقول اس میں لوہے اور تانبے کو وسیع پیمانے پر استعمال کیا گیا ہے) اس سروے کمیشن نے اپنی رپورٹ میں یہ بھی بتایا کہ یہ دیوار شمال مشرق کی طرف ہے اور ان علاقوں کے بادشاہوں کی طرف سے وہاں پہرے دار مقرر ہیں۔''

اس تعبیر میں پہلے دو نکتے خاصے وزنی ہیں یعنی دیوار قفقاز کا دو پہاڑوں کے درمیان ہونا اور اس میں لوہے اور تانبے کا پایا جانا، لیکن کسی ایک دو مشترک علامتوں کی بنیاد پر اسے دیوار ذوالقرنین قرار نہیں دیا جا سکتا ہے، بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ مشابہت من کل الوجوہ ثابت کی جائے اور ہم نے سد ذو القرنین کی دس بڑی اہم اور بنیادی علامتیں بیان کی ہیں اس لیے ضروری ہے کہ کم از کم ان دس علامات کے ساتھ اس مشابہت کو ثابت کیا جائے جب کہ یہاں صورت حال ایسی نہیں بلکہ صرف دو یا زیادہ سے زیادہ تین علامتیں یہاں منطبق ہو سکتی ہیں کہ اگر اس کا بانی بھی ذوالقرنین تسلیم کر لیا جائے۔

علاوہ ازیں دو بنیادی وجوہات کی بنا پر اسے دیوار ذوالقرنین قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ واثق باللہ کے سروے کمیشن والے جس تاریخی واقعہ کی بنیاد پر اسے سد ذوالقرنین ثابت کیا جاتا ہے وہ واقعہ تحقیقی طور پر بسند صحیح ثابت ہی نہیں کیونکہ اول تو مورخین نے اسے بلا سند نقل کیا ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر اپنی تاریخ[1] میں لکھتے ہیں کہ

---

(۱) [البدایۃ والنہایۃ ۲/۱۰۲]

"وقد ذكر أن الخليفة الواثق بعث ...... یہاں 'ذُكِرَ' مجہول کا صیغہ ہے جو نفس واقعہ کے ضعف پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح یاقوت حموی اسے بلا سند نقل کرنے کے بعد اس کے ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ :

"قد كتبت من خبر السد ما وجدته فى الكتب ولست أقطع بصحة ما أوردته لاختلاف الروايات فيه والله أعلم بصحته وعلى كل حال فليس فى صحة أمر السد ريب وقد جاء ذكره فى الكتاب العزيز"(۱)

''سد ذوالقرنین کے بارے میں جو کچھ مجھے کتابوں میں (بکھرا) نظر آیا میں نے تحریر کر دیا ہے جب کہ میں اس واقعہ پر قطعی صحت کا حکم نہیں لگا تا کیونکہ اس کے متعلق روایتوں میں اختلاف ہے اور اس کی صحت اللہ ہی بہتر جانتے ہیں لیکن بہر صورت سد ذو القرنین کے واقعہ کی صحت میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے (کہ ذو القرنین کے دور میں ایسا واقعہ ضرور پیش آیا تھا) کیونکہ اس کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔''

مفسر آلوسیؒ اس واقعہ کی تضعیف میں رقمطراز ہیں کہ:

"وأما ما ذكره بعضهم من أن الواثق بالله العباسى أرسل سلاما الترجمان للكشف عن هذا السد فذهب جهة الشمال فى قصة تطول حتى رأه ثم عاد وذكر له من أمره ما ذكر فثقات المورخين على تضعيفه وعندى أنه كذب لما فيه مما تأبى عند الاية كما لا يخفى

(۱) [معجم البلدان ۳/۲۲۵]

على الواقف عليه تفصيلا "(1)

'' یہ جو بعض لوگوں نے خلیفہ واثق باللہ کے حوالے سے ایک طویل قصہ ذکر کیا ہے کہ اس نے سلام ترجمان کو اس دیوار کی تلاش میں بھیجا اور وہ شمال کی طرف گیا حتی کہ اس نے وہ دیوار دیکھی اور واپس آ کر خلیفہ کو اس کی رپورٹ دی تو ثقہ مورخین اس واقعہ کی تردید کرتے ہیں اور میرے خیال میں تو یہ محض کذب وافترا ہے کیونکہ قرآن مجید کی آیت اس بات سے انکار کرتی ہے جیسا کہ تفصیلات سے واقف کسی شخص پر بھی یہ حقیقت مخفی نہیں

دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ دیوار عرصہ دراز سے ٹوٹ چکی ہے جیسا کہ مفسر محمود آلوسیؒ اپنی تفسیر میں ان غلط تعبیرات وتاویلات کی تردید کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

" وكان يزعم ذلك يزعم أن سد ذى القرنين هو السد المشهور فى باب الابواب وهو مع استلزامه أن يكون ياجوج وماجوج الخزر والترك خلاف ما عليه المورخون فإن باني ذلك السد عندهم كسرى انو شروان وقيل اسفند يار وهو أيضا لم يبق إلى الآن بل خرب من قبل هذا بكثير وزعم أن السد وياجوج وماجوج هناك وأن الكل قد تلطف بحيث لا يرى ، كما يراه عصرينا رئيس الطائفة المسماة بالكشفية السيد كاظم الرشتي ، ضرب من الهذيان واحدى علامات الخذلان "(2)

'' جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ سد ذوالقرنین وہی سد ہے جو باب الابواب کے نام

(1)[روح المعانی (ص ۴۲ ج ۱۶]

(2)[روح المعانی ص ۳۷ ج ۱۶]

سے مشہور ہے اور جس سے یہ لازم آتا ہے کہ خزر اور ترک یاجوج ماجوج ہیں تو مورخین اس کے خلاف ہیں کیونکہ اس سد (دیوار) کا بانی مورخین کے نزدیک کسریٰ نوشیروان ہے یا اسفند یار ہے (ذوالقرنین نہیں) علاوہ ازیں آج یہ دیوار موجود نہیں ہے بلکہ عرصہ دراز سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے اور جس نے یہ خیال کیا کہ یہاں دیوار ذوالقرنین پائی جاتی ہے اور یہیں یاجوج ماجوج بھی رہتے ہیں تو یہ سب سینہ زوری، ہٹ دھرمی اور ہذیان گوئی ہے اور ایسے شخص کی وہ رائے نہیں جو ہمارے زمانہ کے کشفیہ فرقہ کے بانی سید کاظم کی اس مسئلہ میں ہے۔''

تیسری تعبیر

یاجوج ماجوج سے مراد چینی اقوام ہیں کیونکہ چین کے گرداگرد دیوار ذوالقرنین موجود ہے اور یہ لوگ کتے بلیاں (درندے) بڑے شوق سے کھاتے ہیں لہٰذا اس علامت کی وجہ سے یہی یاجوج ماجوج ہیں۔

<u>یہ تعبیر درج ذیل وجوہات کی بنا پر غلط ہے۔</u>

① بلا شبہ چین کی سرحدی دیوار، دیوارِ چین کے نام سے نہ صرف تاریخ میں مذکور ہے بلکہ آج بھی موجود ہے لیکن گزشتہ صفحات میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ دیگر 'دیواروں' کی طرح اس پر بھی دیوار ذوالقرنین کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ دیوار ذوالقرنین کی کوئی ایک علامت بھی اس میں نہیں پائی جاتی یعنی ❶ نہ تو یہ دیوار دو پہاڑوں کے درمیان ہے ❷ نہ اس میں لوہا اور تانبا ہے ❸ نہ اس کا بانی ذوالقرنین ہے ❹ نہ ہی کوئی قوم اس کی کھدائی میں مشغول ہے ❺ اور نہ ہی یہ اتنی مضبوط ہے کہ ڈائنامیٹ وغیرہ سے اسے توڑا نہ جا سکتا ہو۔ لہٰذا دیوار چین کو سد ذوالقرنین قرار دینا جہالت ہے۔

② مفسر آلوسیؒ بھی اس تعبیر کی تردید کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

"ولیس هناك (ای فی الجین) یاجوج وماجوج نعم هناك سد عظیم یقرب من مائتین وخمسین ساعة طولا لکن لیس بین السدین ولا بانیه ذو القرنین ولا یکاد یصدق علیه ما جاء فی وصف سده "(1)

''چینی یاجوج ماجوج نہیں اگرچہ وہاں ایک بہت بڑی دیوار (دیوار چین) موجود ہے جو تقریباً ۲۵۰ میل لمبی ہے مگر وہ دیوار نہ تو دو پہاڑوں کے درمیان ہے اور نہ ہی اس کا بانی ذوالقرنین ہے اور نہ ہی اس پر سد ذوالقرنین کے اوصاف کا اطلاق ہوتا ہے۔''

لہٰذا دیوار چین کو سد ذوالقرنین قرار دینا جہالت ہے۔

③ علاوہ ازیں چینیوں کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ کتے، بلیاں کھانے والے ہیں تو زیادہ سے زیادہ یہ محض ایک جزئی علامت تو قرار دی جا سکتی ہے مگر ہم بارہا یہ واضح کر چکے ہیں کہ یاجوج ماجوج یا سد ذوالقرنین کے حتمی انضباق ومصداق کے لیے کلی مشابہت ضروری ہے وگرنہ اس طرح کی جزئی مشابہت تو دنیا کے بہت سے ممالک پر بھی صادق آ سکتی ہے تو کیا ان سب کو یاجوج ماجوج قرار دیا جائے گا؟؟

چوتھی تعبیر

ترکی قوم یاجوج ماجوج ہے کیونکہ ان کی شکل وصورت یاجوج ماجوج کی شکل وصورت سے ملتی ہے۔

اتنی بات درست ہے کہ صحیح حدیث میں یاجوج ماجوج کی شکل وصورت کو ترکوں

(1) [روح المعانی ۱۶/۳۷]

کے مشابہہ بیان کیا گیا ہے یعنی بارک آنکھوں والے ، سرخی مائل بالوں اور چوڑے چہرے والے گویا کہ وہ تہہ برتہہ ڈھالوں جیسے (موٹے) ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یاجوج ماجوج ترکمانستانی لوگ ہیں کیونکہ یہ صرف ایک مشترک وصف اور جزئی مشابہت ہے وگرنہ ان میں یاجوج ماجوج کی دیگر علامات قطعی طور پر صادق نہیں آتیں اور نہ ہی انہیں سد ذوالقرنین سے محصور کیا گیا ہے لہٰذا ترک یاجوج ماجوج نہیں۔

اس کو اس مثال سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت عروہ بن مسعود صحابیؓ کے اور دجال کو عبد العزی بن قطن کافر کے مشابہہ کہا گیا ہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضرت عروہ بن مسعود ہی حضرت عیسیٰؑ ہیں یا عبد العزی ہی دجال ہے!

اسی طرح ترکوں کی شکل وصورت کو اگر یاجوج ماجوج کی شکل وصورت کے مشابہہ بتایا گیا ہے کہ تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہی فی حقیقت یاجوج ماجوج ہیں!!

پانچویں تعبیر

دیوار برلن سد ذوالقرنین ہے اور یاجوج ماجوج سے مراد یورپی اقوام ہیں۔

یہ تفسیر درج ذیل وجوہات کی بنا پر غلط ہے۔

(i) قرآن مجید اور صحیح احادیث سے مترشح ہوتا ہے کہ سد ذوالقرنین قیامت کے قریب گرائی جائے گی اور اس سے پہلے دجال اکبر، امام مہدی اور حضرت عیسیٰ وغیرہ (قیامت کی علامت کبریٰ) کا ظہور ہو چکا ہوگا اور دنیا میں صرف حضرت عیسیٰ اور ان کے ساتھی مسلمان ہی باقی رہ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو خروج کی اجازت دے دیں گے اور وہ دیوار گرا کر اودھم مچا دیں گے جب کہ گزشتہ صدی کے اواخر میں مشرقی ومغربی جرمنی کے ایک معاہدے کے تحت یہ

دیوار (دیوار برلن) گرائی جا چکی ہے جب کہ اس دیورا کے گرنے سے پہلے یا بعد میں تا حال قیامت کی علامات کبری کا ظہور نہیں ہوا۔ اس لیے اگر اسے سد ذو القرنین تسلیم کر لیا جائے تو لا محالہ قرآن وحدیث کے بہت سے نصوص کا (معاذ اللہ) ابطال لازم آتا ہے۔

(ii) دیوار برلن پر سد ذو القرنین کی علامات کا کسی طرح بھی انطباق نہیں ہوتا یعنی نہ اس کا بانی ذو القرنین تھا، نہ یہ دیوار دو پہاڑوں کے درمیان تھی، نہ اس میں لوہا اور تانبا تھا اور نہ ہی اسے یاجوج ماجوج کے حملوں کے انسداد کے لیے بنایا گیا تھا لیکن اس کے باوجود اسے سد ذو القرنین سمجھنا حماقت وجہالت سے کم نہیں!

(iii) دیوار برلن کو سد ذو القرنین خیال کرنے والے مجبورا بہت سے ظاہری احکامات کو تاویلات فاسدہ کی بھینٹ چڑھانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہ روئیہ درست نہیں کہ ایک غلط بات یا غلط مفہوم کو درست ثابت کرنے کے لیے دیگر نصوص میں بلا دلیل تاویل کی جائے۔

چھٹی تعبیر

ساتویں صدی ہجری میں تاتاریوں کا خروج ہی وہ خروج تھا جسے قرآن وحدیث میں خروج یاجوج ماجوج سے تعبیر کیا گیا ہے۔

یہ تعبیر درج ذیل وجوہات کی بنا پر غلط ہے۔

(i) قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا خروج قیامت کے قریب ہوگا جب کہ قیامت کی بڑی بڑی علامات مثلا امام مہدی، خروج دجال اور نزول مسیح کا ظہور ہو چکا ہوگا جب کہ تاتاریوں کا خروج آج سے سات آٹھ صدیاں بیشتر ہو چکا ہے مگر تا حال قیامت کی علامات کبری کا ظہور دیکھنے میں نہیں آیا لہذا

تا تاریوں کے خروج کو یاجوج ماجوج کے خروج سے تعبیر کرنا سراسر غلط ہے۔

(ii) یاجوج ماجوج جب خروج کریں گے تو تمام فصلوں، کھیتوں، شہروں، دریاؤں کے پانیوں اور جانوروں وغیرہ کا خاتمہ کر دیں گے بحیرہ طبریہ کا سارا پانی پی جائیں گے وغیرہ وغیرہ جب کہ تا تاریوں کے خروج میں اگر چہ انسانی آبادیوں پر نا قابل بیان حد تک ظلم کیا گیا مگر اس کے باوجود ان کا فتنہ وفساد یاجوج ماجوج کے ظلم وفساد کے عشر عشیر بھی نہیں۔

(iii) یاجوج ماجوج کا خروج دیوار ذوالقرنین کے گرانے کے فوری بعد ہوگا جب کہ تا تاریوں نے ایسی کسی 'دیوار' کو گرا کر یہ یورش نہیں کی بلکہ ان کی یورش کے اسباب اور احوال اس کے سوا کچھ اور تھے۔

بعض لوگ اس تعبیر میں امام قرطبی کے حوالے سے یہ بات ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے اس فتنہ تا تار کو یاجوج ماجوج قرار دیا ہے، حالانکہ یہ بات غلط ہے کیونکہ ان کی جس عبارت سے یہ مفہوم کشید کیا جاتا ہے وہ اس مفہوم کی متحمل نہیں اور وہ عبارت درج ذیل ہے.

" وقد خرج منهم فى هذا الوقت ا مم لا يحصيهم إلا الله تعالىٰ ولا يردهم عن المسلمين إلا الله تعالىٰ حتى كأنهم ياجوج وماجوج أو مقدمتهم "(۱)

''اس وقت ان (تا تاریوں) میں سے اتنی جماعتیں نکل آئی ہیں جن کی تعداد اللہ ہی بہتر جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر مسلمان ان سے بچاؤ نہیں کر سکتے گویا کہ یہ یاجوج ماجوج ہیں یا انکا مقدمہ ہیں۔''

(۱)[تفسیر قرطبی (۱۱/۵۷)]

گویا امام قرطبیؒ نے تا تاریوں کے ظلم وجور اور قوت وطاقت کے پیش نظر انہیں یاجوج ماجوج کے مشابہہ سمجھا ہے حقیقتاً انہیں یاجوج ماجوج قرار نہیں دیا علاوہ ازیں اسی عبارت کے متصل بعد اور اپنی کتاب (التذکرۃ ص ۷۷۹ تا ۷۸۴) میں انہوں نے وہ تمام روایات جمع کی ہیں جن سے واضح طور پر ثابت ہوتا کہ یاجوج ماجوج کا خروج حضرت عیسیٰؑ کے نزول اور دجال اکبر کے خاتمے کے بعد ہوگا۔

اسی طرح علامہ آلوسیؒ تاتار کو یاجوج ماجوج قرار دینے والوں پر سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

ویعلم مما تقدم ومما سیاتی إن شاء الله تعالی بطلان ما یزعمه بعض الناس من أنهم التاتار الذین أکثروا الفساد فی البلاد......[1]

''گزشتہ اور آئندہ کے بیانات ودلائل سے ان لوگوں کی تردید ہو جاتی ہے جنہوں نے ان تاتاریوں کو یاجوج ماجوج سمجھ لیا ہے جنہوں نے ملکوں میں فساد برپا کیا اور نیک وبد کو قتل کیا اگرچہ اُن کی شکل وصورت یاجوج ماجوج سے ملتی جلتی ہے مگر انہیں یاجوج ماجوج قرار دینا انتہائی گمراہی ہے۔''

ساتویں تعبیر

شمال مشرقی ایشیا کے وحشی قبائل ہی یاجوج ماجوج ہیں گو اس وقت ان میں یاجوج ماجوج کی علامات صادق نہ آتی ہوں مگر بوقت خروج ان میں وہ تمام علامات وصفات پیدا ہو جائیں گی جن کا ذکر احادیث میں کیا گیا ہے اور ان کی دیوار اس خروج سے پہلے بھی کسی وقت گر سکتی ہے کیونکہ اس دیوار کے گرنے کا کوئی متعین وقت نہیں ﴿وَجَاءَ وَعْدُ رَبِّیْ﴾ سے کوئی بھی وقت مراد ہو سکتا ہے لیکن ان کا خروج نزول مسیح کے بعد اور

(۱) [روح المعانی ۱۶/۴۴]

قیامت کے انتہائی قریب ہوگا۔

یہ تعبیر درج ذیل وجوہات کی بنا پر غلط ہے۔

(i) قرآن وحدیث میں کہیں یہ تخصیص موجود نہیں کہ یاجوج ماجوج میں فتنہ پردازی کی صفات قیامت کے قریب پیدا ہوں گی پہلے نہیں بلکہ جہاں بھی یاجوج ماجوج کا ذکر آیا وہاں علی الاطلاق ان کے ظلم وفساد اور دیگر علامات وغیرہ کو بھی بیان کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ فتنہ فساد ان کی سرشت میں ودیعت کر دیا گیا ہے جو کسی وقت بھی وہ ان کی طبیعت سے محو نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے کہ ابھی تو ان میں ایسی ظالمانہ اور وحشیانہ صفات پیدا نہیں ہوئیں اور قیامت کے قریب پیدا ہوں گی۔ اس تخصیص کی بہر حال مضبوط دلیل چاہیئے۔ ﴿هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾

(ii) صحیح احادیث میں یاجوج ماجوج کی یہ مشغولیت بیان کی گئی ہے کہ 'یحفرون السد کل یوم'...... "وہ روزانہ اس دیوار کو کھودتے ہیں" (تاکہ اسے گرا کر لوگوں پر یورش کر دیں) اور جب وہ دیوار کمزور ہو جاتی ہے تو وہ اسے اگلے دن کے لیے چھوڑ جاتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ دوسرے دن ان کے آنے سے پہلے اس دیوار کو پھر اس طرح موٹا اور مضبوط کر دیتے ہیں اور یہ معاملہ بلا ناغہ ان کے ساتھ جاری ہے اور قیامت کے قریب جب ان کے خروج کا وقت آجائے گا تو اللہ تعالیٰ اس دیوار کو دوبارہ مضبوط نہیں کریں گے اور وہ اسے توڑ کر خروج کر دیں گے، جب کہ مذکورہ وحشی قبائل اور شمال مشرقی ایشیائی قوموں میں سے کوئی قوم بھی ایسی دیوار رکھتی ہے نہ اس کی کھدائی میں مصروف رہتی ہے لہٰذا انہیں یاجوج ماجوج کہنا غلط ہے۔

(iii) یاجوج ماجوج کا خروج جس طرح قیامت کے انتہائی قریب ہوگا اور یہ قیامت کی علامات کبریٰ میں سے ایک بڑی علامت ہے اسی طرح ان کی دیوار بھی اسی وقت ٹوٹے گی۔[1]

اس سے معلوم ہوا کہ یاجوج ماجوج کا خروج اور سد ذوالقرنین کا گرنا دونوں لازم وملزوم ہیں لہٰذا اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ دیوار ٹوٹ چکی ہے تو پھر لامحالہ یہ بھی تسلیم کرنا ہوگا کہ یاجوج ماجوج کا خروج بھی ہو چکا ہے۔ حالانکہ یہ قطعی غلط تعبیر ہے اسی طرح یہ بھی غلط فہمی ہے کہ دیوار کا گرنا تو تسلیم کر لیا جائے مگر خروج کو علامت قیامت قرار دیا جائے بلکہ صحیح تعبیر یہی ہے کہ وہ دیوار اب بھی باقی ہے اور یاجوج ماجوج اس کی کھدائی کرتے رہتے ہیں گو اس کی حقیقت وکیفیت کا ہم احاطہ نہیں کر سکتے اور قیامت کے قریب یاجوج ماجوج اسے توڑ کر خروج کریں گے۔

(۱) [(اس کی وضاحت تفسیر ابن کثیر (۳/۱۷۱)، تفسیر کبیر (۲/۱۷۳)، روح المعانی (۱۶/۴۲)، تفسیر خازن (۴/۱۹۱) وغیرہ کے حوالے سے 'یاجوج ماجوج کا خروج کب ہوگا' کے عنوان میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔]

عصر حاضر میں کوئی قوم بھی یاجوج ماجوج کی تمام صفات وعادات سے متصف نہیں

قرآن وحدیث میں یاجوج ماجوج کے بارے میں جن علامات وصفات اور احوال کا تذکرہ ملتا ہے اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو وہ علامات وصفات دنیا میں موجود ان اقوام وملل میں سے کسی ایک پر بھی صحیح طرح چسپاں نہیں ہوتیں جن کا تفصیلی تذکرہ، حدود اربعہ اور دیگر ضروری معلومات عصر جدید میں جغرافیائی اور تاریخی کتابوں میں یا کسی بھی 'پولیٹیکل میپ' میں ہم ملاحظہ کر سکتے ہیں خواہ وہ شمال مشرقی ایشیائی اقوام ہوں یا کرہ ارض پر پھیلے ہوئے دیگر براعظموں میں سکونت پذیر دوسری قومیں ہوں۔

گزشتہ صفحات میں مفکرین کی تعبیرات پر تنقید وتردید میں اس کی کافی بحث آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اب راقم قرآن وحدیث سے مترشح ہونے والے کچھ نکات کی روشنی میں اختصار کے ساتھ مزید واضح کرنا چاہے گا کہ دنیا میں موجود جن اقوام کے شب وروز ہمارے سامنے ہیں ان میں سے کسی کو یاجوج ماجوج قرار دینا خدائی فیصلے کے منافی ہے۔ اس سلسلے میں کوشش کی گئی ہے کہ گزشتہ بحث کے اعادہ وتکرار کی بجائے ان چیزوں کا احاطہ کیا جائے جو ابھی تک بحث میں نہیں آسکیں لیکن ان کا اس بحث سے گہرا تعلق ضرور ہے۔

① نصوص شرعیہ کی روشنی میں یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ یاجوج ماجوج اور سد ذو القرنین اپنے وقت موعود تک لازم وملزوم ہیں اور یاجوج ماجوج روزانہ اس دیوار کو گرانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اگر اس نکتے کو پیش نظر رکھ کر دنیا میں نظر ڈالی

جائے تو آپ کو کوئی ایسی دیوار یا قوم نظر نہیں آئے گی جسے اس پیش گوئی کا مصداق قرار دیا جا سکے۔ کیونکہ اول تو کوئی ایسی دیوار نظر نہیں آتی جسے دیوار ذوالقرنین قرار دیا جا سکتا ہو۔ (کیونکہ دیوار ذوالقرنین کی وہ دس علامتیں جو پچھلے صفحات میں ذکر کی جا چکی ہیں۔ ان میں سے کسی پر چسپاں نہیں ہوتیں) دوسرے یہ کہ اگر کوئی دیوار ہے بھی تو اسے توڑنے یا گرانے والے'یاجوج ماجوج' وہاں نظر نہیں آتے! لیکن اس کے باوجود بعض محققین کا کچھ قوموں کو'یاجوج ماجوج' سے متعین کرنا محض سینہ زوری یا غلط فہمی ہے۔

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ موجودہ ترقی یافتہ دور میں کسی مضبوط سے مضبوط دیوار بلکہ چٹانوں اور پہاڑوں کو گرانا اور راستے نکالنا کوئی بڑی بات یا دشوار کام نہیں رہا۔ دیوار برلن کے علاوہ پہاڑی علاقوں میں آج بھی اس کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے لیکن یاجوج ماجوج جو بلا ناغہ اپنی دیوار کو گرانے میں مصروف ہیں اپنی مقررہ مدت سے پہلے کسی طرح بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ممکن ہے وہ اپنی جسمانی اور افرادی قوت کے باوجود ڈائنامیٹ اور دوسرے جدید نیوکلیئر اور ایٹمی مواد سے تہی دامن ہوں کیونکہ ان ایٹمی و کیمیائی مادوں سے تو سخت سے سخت لوہا بھی بآسانی پانی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جن قوموں کو یاجوج ماجوج متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے کیا وہ ایٹمی اور نیوکلیائی مواد سے تہی دامن ہیں؟ کیا ان لوگوں نے اپنے علاقوں میں پہاڑوں سے راستے نہیں بنائے؟ سخت سے سخت چٹانوں کو بارود سے اڑا کر ریزہ ریزہ نہیں کر دیا؟ بلکہ روس تو پون صدی تک تنہا دنیا کا سپر پاور رہا ہے اور اس عروج کے دور میں اس کے پاس کسی قسم کے نیوکلیائی اور ایٹمی مواد کی کمی نہ تھی اور اب بھی وہ دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کی صف میں شامل ہے، پھر ان علاقوں میں وہ کونسی دیوار تھی

جسے وہ توڑنے میں کامیاب نہیں ہوئے؟ اگر وہ توڑ چکے ہیں تو وہ کونسا خروج ہے جسے 'یاجوج ماجوج کا خروج' کہا جا سکتا ہے؟ اور پھر ظہور مہدی، نزول مسیح اور خروج دجال کی علامتیں کس وقت رونما ہوئیں؟؟؟

② صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے مقابلے میں یاجوج ماجوج کی تعداد ننانوے (۹۹) فیصد زیادہ ہے۔ [1] لہٰذا اگر اس وقت ایک محتاط اندازے کے مطابق مسلمانوں کی کل تعداد ایک ارب (یا سوا ارب) ہے تو یاجوج ماجوج کی تعدا لازمی طور پر ننانوے ارب (یا ایک کھرب) ہونی چاہیے تو کیا جن قوموں کو یاجوج ماجوج ثابت کیا جاتا ہے ان کی تعداد ایک کھرب ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ دنیا کی آبادی کی مجموعی تعداد بھی پانچ چھ ارب سے متجاوز نہیں۔

اگر بالفرض مسلمانوں سے مراد وہ لوگ لیے جائیں جو اسلام لانے کے بعد اس پر صحیح طرح کاربند وعمل پیرا رہیں اور جنت میں جانے کے مستحق بن سکیں تو پھر بھی ایک ارب تعداد میں سے کیا اس وقت چالیس (۴۰) پچاس (۵۰) کروڑ مسلمان بھی ایسے نہیں جو جنت میں جانے کے مستحق ہوں خواہ اپنے گناہوں کی سزا وصول کر کے ہی جنت میں جائیں؟؟

اگر اس پچاس کروڑ کو ننانوے سے ضرب دیں تو پھر بھی یاجوج ماجوج کی تعداد کم از کم پچاس (۵۰) ارب تو ضرور ہونی چاہیے!

لیکن جن قوموں کو یاجوج ماجوج قرار دیا جاتا ہے ان میں سے کسی قوم کی اتنی تعدا نہیں لہٰذا لامحالہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ ایک ایسی قوم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خاص مقصد (لوگوں کی آزمائش اور جہنم کو بھرنے وغیرہ) کے لیے پیدا کیا ہے اور قیامت سے

---

(۱) [(بخاری ۳۳۴۸)]

پہلے انہیں زمین پر ظاہر کیا جائے گا۔ یاجوج ماجوج کی کثرت کا اندازہ اس حدیث سے بھی ہوتا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام یاجوج ماجوج کے خاتمے کے بعد اپنے ساتھیوں کو لے کر زمین پر اتریں گے تو روئے زمین پر ہر طرف بکھری ہوئی یاجوج ماجوج کی لاشوں کی وجہ سے تل دھرنے کو جگہ نہ ہوگی اور حضرت عیسیٰؑ کی دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پرندے بھیجیں گے جو ان لاشوں کو اٹھا کر کسی نامعلوم مقام پر لے جائیں گے جب کہ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی نہایت قلیل تعداد میں ہوں گے، ان کی قلت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے لیے کوہ طور (پہاڑ) کی چوٹی بھی کافی ہوگی جہاں یاجوج ماجوج کے شر سے بچنے کے لیے پناہ لیں گے۔ مگر جب وہ زمین پر اتریں گے تو ان چند معدودہ مسلمانوں کے لیے یاجوج ماجوج کی لاشوں کی وجہ سے کہیں اتنی جگہ بھی باقی نہ ہوگی کہ جہاں وہ قیام کر سکیں۔

③ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے بعد دنیا دو بلاکوں میں تقسیم ہو جائے گی یعنی ایک طرف تو تمام کفار دجال اکبر کے ساتھ مل جائیں گے جب کہ دوسری طرف تمام مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے اور عیسائی بھی اسلام قبول کر لیں گے پھر دو طرفہ جنگ ہوگی اور مشرق وسطی اور اس کے ساتھ متصل دیگر ایشیائی علاقے اس عالمی جنگ کا میدان بنیں گے پھر اس جنگ میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگی اور تمام کافروں کو تہہ تیغ کر دیا جائے گا حتی کہ اگر کوئی کافر کسی درخت یا پتھر کی اوٹ میں چھپے گا تو وہ درخت اور پتھر بھی پکار پکار کر کہے گا کہ اے مسلمان! یہ کافر میری اوٹ میں ہے اسے قتل کر دو اور اس طرح روئے ارضی سے تمام غیر مسلموں کا قلع قمع کر دیا جائے گا۔

اس پس منظر میں یہ بات نہایت قابل غور ہے کہ جن قوموں اور علاقوں پر یاجوج

ماجوج اور دیوار ذوالقرنین کا اطلاق کیا جاتا ہے وہ تو بلا شبہ اس آخری عالمگیر جنگ کی لپیٹ میں آ کر تباہ و برباد ہو جائیں گے، جب کہ یہ بات قطعی ہے کہ یاجوج ماجوج اس آخری عالمگیر جنگ اور تمام کفار کے استیصال کے بعد چھوڑے جائیں گے، لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یاجوج ماجوج ان قوموں کے سوا کوئی اور قوم ہے جس کا حتمی علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، اس لیے ایشیائی اقوام کو یاجوج ماجوج نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ان میں سے تمام غیر مسلموں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کا لشکر خاتمہ کر دے گا، علاوہ ازیں یورپی یا امریکی عیسائی اقوام کو بھی یاجوج ماجوج نہیں کہا جا سکتا، کیونکہ قرآن مجید کے مطابق تمام عیسائی اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے (جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ [النساء: ۱۵۸])

"اہل کتاب میں سے ہر ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا"

اور پھر یہ اہل کتاب ان کے ساتھ مل کر دجال اور اس کے لشکروں کے خلاف جہاد کریں گے، جب کہ یاجوج ماجوج اس آخری معرکے کے بعد ظاہر کیے جائیں گے۔

④ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج انسانوں سمیت ہر ذی روح چیز کے دشمن ہیں، وہ کھیت کھلیان تباہ کرنے والے، دریاؤں، سمندروں کا پانی ختم کرنے والے اور ہر طرف اودھم مچانے والے ہیں۔ تو کیا جن قوموں کو یاجوج ماجوج قرار دیا جاتا ہے وہ ان علامات و صفات سے متصف ہیں؟ کیا وہ اپنے سوا تمام انسانوں کے جانی دشمن ہیں کہ اپنے سوا کسی انسان کو دیکھتے ہی اس پر حملہ آور ہو جائیں؟ کیا وہ دوسرے انسانوں سے معاہدات و معاملات طے نہیں کرتے؟ کیا وہ دوسرے ملکوں میں آمد و رفت، وزارت و سفارت، سفر و تجارت اور دوسری سہولیات سے یکساں مستفید نہیں ہوتے؟ کیا وہ ہر ذی روح کے دشمن ہیں؟ کیا ان کے علاقوں میں پانی کا بحران ہے؟

کیا ان کے علاقوں میں دوسری اقوام کے افراد نہیں بستے ؟

لہٰذا جن قوموں کو یاجوج ماجوج متعین کرنے کی کوششیں کی جاتی ہے اگر ان کے ہاں یہ علامتیں ثابت ہو جائیں کہ وہ ہر ذی روح کے دشمن ہیں، کسی دوسری قوم سے ان کے تجارتی ، سفارتی اور دیگر تعلقات یکسر نہیں، کھیت کھلیان کو اجاڑنے والے، درندوں کو کھانے والے، کسی غیر انسان کو اپنے علاقے میں زندہ نہ چھوڑنے والے ہیں تو پھر انہیں یاجوج ماجوج کہا جاسکتا ہے لیکن اگر معاملہ اس کے برعکس ہو اور فی الواقع برعکس ہی ہے تو انہیں بہرصورت یاجوج ماجوج سے تعبیر کرنا غلطی ہے۔

خاتم النبیین ﷺ، یاجوج ماجوج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج ذوالقرنین کے دور سے آج تک دنیا میں موجود رہے ہیں اور اپنے مقررہ وقت تک موجود رہیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ

''آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں درہم برابر سوراخ ہوگیا ہے''(1)

اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے دور میں یہ موجود تھے لیکن آپ ﷺ نے نہ ان کے ساتھ جہاد وقتال کیا اور نہ ہی ان کے ساتھ دعوت وتبلیغ کا فریضہ انجام دیا، حالانکہ آپ ﷺ نے اپنے دور میں کسریٰ (ایرانی بادشاہ) سمیت تقریباً تمام بادشاہوں اور حاکموں کو دعوتی خطوط روانہ کیے تھے، پھر آپ ؐ کے بعد آپ ؐ کے جانشین صحابہ کرام ؓ اور تابعین وغیرہ پہلی صدی ہجری کے اختتام سے پہلے ہی ایشیاء میں چین، خراسان، روس اور ہندوستان تک اور افریقہ ویورپ تک جا پہنچے مگر انہوں نے کسی ایسی قوم کو یاجوج ماجوج کہنے کی جرأت نہیں کی جنہیں بعد کے مفکرین نے یاجوج ماجوج ثابت کرنے کی زحمت کی ہے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یاجوج ماجوج کی طرف کوئی دعوت یا عسکری پیش رفت ظاہر کیوں نہ کی، اس کا یہ جواب سمجھ آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ بخوبی آگاہ تھے کہ ❶ یاجوج ماجوج خاص آزمائش کے لیے پیدا کی گئی قوم ہے۔ ❷ ان سے فطرت (اسلام) مسلوب ومفقود ہے ❸ یہ سب بلا استثناء جہنمی ہیں ❹ ان کا جائے وقوع لوگوں سے مخفی رکھا گیا ہے۔ ❺ قیامت کے قریب ہی انہیں ظاہر کیا جائے گا۔

---

(1) [بخاری: ۳۳۴۷]

اس کی مزید تقویت ان احادیث سے ہو جاتی ہے جن سے روز روشن کی طرح یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کے خاتمے کے بعد یاجوج ماجوج منصۂ شہود پر ظاہر ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی انہیں اسلام کی دعوت نہیں دیں گے۔ بلکہ اللہ کے حکم سے ان کی طرف متوجہ ہوئے بغیر کوہ طور پر چڑھ جائیں گے اور انہیں اس لیے اسلام کی دعوت نہیں دیں گے کہ یہ سب جہنم ہی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔

اب یہاں تقدیر کا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر یاجوج ماجوج اسلام قبول کرنے کی صلاحیت اور فطرت سے تہی دامن پیدا کیے گئے ہیں تو وہ مکلّف نہ ہوئے پھر انہیں جہنم کی سزا کیوں دی جائیگی اس کا بہترین جواب حافظ ابن کثیرؒ نے ابوالحسن اشعریؒ کے حوالے سے اپنی تاریخ میں اس طرح بیان کیا ہے کہ

"وقد حكاه الشيخ أبو الحسن الأشعرى اجماعا عن أهل السنة والجماعة وامتحانهم لا يقتضى نجاتهم ولا ينافى الأخبار عنهم بأنهم من أهل النار لأن الله يطلع رسول على ما يشاء من أمر الغيب وقد أطلعه على أن هؤلاء من أهل الشقاء وأن سجاياهم تابى قول الحق والانقياد له فهم لا يجيبون الداعى إلى يوم القيامة فيعلم من هذا أنهم كانوا أشد تكذيبا للحق فى الدنيا لو بلغهم فيها " (۱)

''شیخ ابوالحسن اشعریؒ نے اہل السنۃ والجماعۃ سے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ یاجوج ماجوج کی آزمائش ان کی نجات کو مقتضی نہیں اور نہ ہی وہ روایات اس کے منافی ہیں جن میں یاجوج ماجوج کو جہنمی قرار دیا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جب چاہتے

(۱) [(البدایۃ والنہایۃ ۱۰۲/۲)]

ہیں اپنے رسول کو کسی غیبی امر سے مطلع فرمادیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس بات سے مطلع کر دیا ہوگا کہ یاجوج ماجوج بد بخت ہیں اور ان کی طبیعت وعادت حق کو قبول کرنے اور حق کے لیے مطیع وفرمانبردار ہونے سے انکاری ہے اور یہ تاقیامت دین کی دعوت دینے والے کسی داعی کی بات قبول نہیں کریں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں انہیں حق کا پیغام بالفرض پہنچ بھی جاتا تو یہ حق کی تکذیب میں سب سے بڑھ کر ثابت ہوتے''

اسی لیے انبیاء کو بھی اس بات کا مکلّف نہیں بنایا گیا کہ وہ یاجوج ماجوج کو دین کی دعوت دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا ہی جہنم کے لیے کیا ہے۔ لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون!

یاجوج ماجوج کے بارے میں بائبلی واسرائیلی روایات وبیانات کا کردار

یاجوج ماجوج کے بارے میں حتمی فیصلہ ذکر کرنے سے پہلے راقم الحروف مناسب سمجھتا ہے کہ بائبل کے ان بیانات اوران اسرائیلی روایات کے بارے میں آگاہ کردے جن کی وجہ سے کتب تفاسیر وتواریخ میں یاجوج ماجوج کی تعبیر کے سلسلے میں غلط افکار ونظریات کو درآنے کا موقع ملا، جن سے بڑے بڑے علمائے دین، مفسرین اور مفکرین بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہے سکے پھر انہی شخصیات کی ٹھوکر نے عامۃ المسلمین کو ایک بہت بڑی فکری کھائی میں گرادیا۔

بائبلی روایات

❶ ''اور خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدم زاد جوج کی طرف جو ماجوج کی سرزمین کا ہے اور روش اور مسک اور توبل کا فرمانروا ہے متوجہ ہو اور اس کے خلاف

نبوت کر اور کہہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ اسے دیکھ اے جوج! روش اور مسک اور توبل کے فرمانروا میں تیرا مخالف ہوں''(۱)

اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بائبل کے بقول یاجوج ماجوج دو قومیں نہیں بلکہ یاجوج سے مراد تو لوگ ہیں مگر ماجوج سے مراد علاقہ ہے حالانکہ یہ بات قرآن مجید کے بیان کے مخالف ہے اس لیے کہ قرآن مجید میں یاجوج اور ماجوج دونوں سے لوگ مراد ہیں علاقہ نہیں پھر حیرانی کی بات ہے کہ بائبل میں دیگر مقامات پر ماجوج سے مراد لوگ بھی لیے گئے ہیں مثلاً ''اور میں ماجوج پر اور ان پر جو بحری ممالک میں امن سے سکونت کرتے ہیں، آگ بھیجوں گا اور وہ جانیں گے کہ میں خداوند ہوں''(۲)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بائبل کے بیانات میں تعارض و تناقض ہے جو اس کے محرف و مبدل ہونے پر روشن ثبوت ہے۔ قرآن مجید کو سابقہ کتابوں کے محرف ہو جانے کی وجہ سے ان کا 'مہیمن' (نگہبان) قرار دیا گیا ہے یعنی سابقہ آسمانی کتابوں اور صحیفوں کے جن واقعات اور روایات کی قرآن (اور سنت) سے تصدیق ہو جائے صرف وہی قابل اعتبار ہیں اور جن کا قرآن سے تخالف و تناقض ظاہر ہو وہ قطعی غلط ہیں۔ البتہ جن بیانات کے بارے میں قرآن و سنت خاموش ہیں اور وہ قرآن کے موافق یا مخالف نہیں اس کی تصدیق و تکذیب میں توقف کیا جائے گا۔

لہٰذا مذکورہ بائبلی واقعہ قرآن مجید کے خلاف ہونے کی وجہ سے معتبر و مستند کہلانے کا حق دار نہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی واضح ہو جائے کہ اس بیان میں یاجوج (ماجوج) کے علاقے کی طرف بھی اشارہ کیا گیا یعنی روش سے مراد روس، مسک سے مراد ماسکو اور

---

(۱) [حزقی ایل باب ۳۸ آیات ۱ تا ۵]

(۲) [حزقی ایل ۳۹ آیت ۷]

توبل سے توبالسک ہے۔ ماسکو اور توباسکو بھی روس کے دو مشہور شہر ہیں۔

یہیں سے ان علما کو غلطی لگی ہے جنہوں نے شمال مشرقی اور وسطی ایشیائی ریاستوں کے باشندوں کو یاجوج ماجوج قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ علاوہ ازیں یہی بیان بائبل میں دیگر کئی مقامات پر بھی مذکور ہے مثلاً

❷ ''اور یوں ہوگا کہ ان ایام میں جب جوج اسرائیل کی مملکت پر چڑھائی کرے گا تو میرا قہر میرے چہرہ سے نمایاں ہوگا۔''(۱)

❸ ''پس اے آدم زاد! تو جوج کے خلاف نبوت کر اور کہہ خداوند یوں فرماتا ہے دیکھ اے جوج روش اور مسک اور توبل کے فرمانروا میں تیرا مخالف ہوں''(۲)

مذکورہ اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ 'جوج' کوئی حکمران ہوگا اور روش، مسک اور توبل کے علاقہ جات اس کے زیر حکومت ہوں گے جب کہ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کوئی فرد واحد نہیں بلکہ ان سے بہت بڑی تعداد مراد ہے پھر بائبل کے دیگر حوالہ جات (۳) سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، اس لیے یا بائبلی روایات باہمی طور پر متعارض ہیں یا پھر قرآن مجید کے خلاف ہیں اور بہر دو صورت یہ بیانات غیر معتبر ٹھہرتے ہیں۔ نیز بائبل کے دیگر بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ مسک اور توبل وغیرہ سے علاقہ جات مراد نہیں بلکہ ان سے مراد مختلف اقوام ہیں جیسا کہ درج ذیل بیان سے واضح ہوتا ہے۔

❹ ''نوح کے بیٹے سام، حام اور یافث کی اولاد یہ ہیں۔ طوفان کے بعد ان کے ہاں بیٹے پیدا ہوئے، بنی یافث یہ ہیں جمر اور ماجوج اور مادی اور یاوان اور توبل

---

(۱) [حزقی ایل باب ۳۸ آیت ۱۸] (۲) [حزقی ایل باب ۳۹ آیت ۱،۲]

(۳) (مثلاً ... باشفہ ۲۰۔ ۷ تا ۱۰)

اور مسک اور تیراس۔''(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ ماجوج توبل، مسک اور تیراس وغیرہ سے مراد علاقہ جات نہیں بلکہ مختلف افراد کے نام ہیں جن سے یہ قومیں معرض وجود میں آئیں۔

5 ''اور جب ہزار برس پورے ہو چکیں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائے گا اور ان قوموں کو جو زمین کے چاروں طرف ہوں گی یعنی جوج وماجوج کو گمراہ کر کے لڑائی کے لیے جمع کرنے کو نکلے گا، ان کا شمار سمندر کی ریت کے برابر ہوگا اور وہ تمام زمین پر پھیل جائیں گی اور مقدسوں کی لشکر گاہ اور عزیز شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیں گی اور آسمان پر سے آگ نازل ہو کر انہیں کھا جائے گی اور ان کا گمراہ کرنے والا ابلیس آگ اور گندھک کی اس جھیل میں ڈالا جائے گا جہاں وہ حیوان اور جھوٹا نبی بھی ہوگا اور وہ رات دن ابدالآباد عذاب میں رہیں گے۔''(۲)

یہ بیان بھی بائبل کی دیگر روایات اور اسلامی تعلیمات سے متعارض ہے مثلاً اسمیں شیطان اور ابلیس سے مراد 'دجال اکبر' ہے جب کہ اس کا لشکر یاجوج ماجوج قرار دیا گیا ہے جو عزیز شہر (مکہ، مدینہ یا بیت المقدس فلسطین) پر یورش کرے گا پھر آسمانی آگ ان کی ہلاکت کا موجب ہوگی، جب کہ قرآن وسنت سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال کا لشکر یہودیوں اور دیگر کافروں پر مشتمل ہوگا، یاجوج ماجوج پر نہیں بلکہ یاجوج ماجوج تو دجال اور اس کے لشکر کے تہہ تیغ ہو جانے کے بعد چھوڑے جائیں گے۔ علاوہ ازیں بائبل کے بعض بیانات (۳) سے معلوم ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج اسرائیل پر یورش کریں گے جب کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیلی یہودی تو خود دجال کے لشکر میں

(۱) [پیدائش: باب۱۰ آیت ۱ تا ۲] (۲) [مکاشفہ باب۲۰ آیت ۷ تا ۱۰]

(۳) [(مثلاً حزقی ایل ۳۸۔۱۸)]

شامل ہوں گے اور مسلمانوں کے خلاف مزاحمت کریں گے۔ لہٰذا یہ بائبلی بیان صحیح احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل رد ہے۔

مذکورہ بیان میں دوسری قابل اعتراض بات یہ ہے کہ اس میں یاجوج ماجوج اور شیطان (دجال) کی عزیز شہر پر یورش بیان کی گئی ہے جب کہ رسول اکرم ﷺ کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال اور اس کا لشکر مکہ، مدینہ اور بیت المقدس میں ہرگز داخل نہیں ہو سکے گا۔

مذکورہ بیان میں تیسری قابل اعتراض بات یہ ہے کہ اس میں یاجوج ماجوج کی ہلاکت کا باعث آسمانی آگ قرار دیا گیا ہے جب کہ صحیح احادیث کے مطابق ان کی ہلاکت کا ذریعہ وہ کیڑے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں پیدا کریں گے اور یہ سب آن واحد میں ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

بغرض اختصار انہی حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے وگرنہ بائبل سے اس طرح کے کئی حوالہ جات پیش کیے جا سکتے ہیں جن کی وجہ سے بہت سے اہل علم نے روسی اور یورپی اقوام کو یاجوج ماجوج ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور حیرانی اس بات پر ہے کہ خود عیسائیوں کے یاجوج ماجوج کے بارے میں کچھ اسی طرح کے نظریات ہیں، جیسا کہ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں ہے کہ ''یہ صاف ظاہر ہے کہ کبھی یہ دونوں قومیں ایک ہی سرزمین میں آباد تھیں اور یہ بھی واضح ہے کہ یاجوج ماجوج ان دونوں قوموں کے آباؤ اجداد تھے۔ یورپی باشندوں کا دو بڑی نسلوں سے تعلق ہے ایک۔ سلیوانک مشرقی یورپ میں بشمول روس، اور دوسری ٹیوٹا نک مغرب میں۔ جرمنی ،فرانس ،برطانیہ، اسکنڈے نیویا، امریکہ اور دوسرے ممالک جہاں سفید رنگ کے لوگوں کی اکثریت ہے یہ دونوں گوری نسلیں ہیں اور بہت قدیم زمانے میں دونوں نسلوں کے لوگ آپس میں ملتے جلتے

اور ایک دوسرے میں شادیاں بھی کرتے تھے بالکل اسی طرح جس طرح آج کل یہ کرتے ہیں'' (۱)

مؤلف اس سلسلے میں مزید رقم طراز ہے کہ ''لندن کے مشہور ومعروف گلڈ ہال کے عین سامنے یاجوج ماجوج کے دو بڑے مجسمے کھڑے ہیں اور یہ وہاں قدیم زمانے سے چلے آرہے ہیں اس سے برطانوی جزائر میں آباد باشندوں کے قدیم آباؤ اجداد سے ان کے تعلق پر روشنی پڑتی ہے ورنہ ان قدیم مجسموں کے اس طرح محترم سمجھے جانے اور گلڈ ہال جیسے قدیم اور اہم ترین ہال (جہاں جلسے منعقد ہوتے ہیں) کے سامنے نمایاں جگہ پر اس طرح رکھے جانے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے کہ کیمبرج میں دو پہاڑیاں جوج اور ماجوج کے نام سے موسوم ہیں..... اگر بائبل میں یاجوج ماجوج کے متعلق حوالہ کو لندن گلڈ ہال کے مجسموں اور کیمبرج کی دو پہاڑیوں کے ناموں کے تاریخی ثبوت کے ساتھ یکجا کیا جائے تو اس امر میں کوئی شبہہ باقی نہیں رہتا کہ یہ دونوں نام (جیسا کہ بعض یورپی دانشور سمجھتے ہیں) افسانوی نہیں ہیں بلکہ یورپ کی دو نہایت اہم اور طاقتور قدیم نسلیں ہیں جو مقررہ وقت پر ہر بلند مقام سے نکل پڑیں گی اور بالآخر دنیا کی تمام دوسری قوموں پر غلبہ پا کر انہیں غلام بنائیں گی یہ غلبہ نہ صرف ان کی جسمانی اور مادی قوت کی بدولت ہوگا بلکہ سائنسی اور فنی برتری کی بنا پر بھی'' (۲)

موصوف نے بائبل کے حوالہ جات اور عیسائی نظریات کی روشنی میں یاجوج ماجوج کے بارے میں وہی تعبیر وتطبیق پیش کی ہے جسے کتاب ہذا میں مذکور مفکرین نے بائبل کی بجائے قرآن وسنت سے ثابت کرنے کی سعی لا حاصل فرمائی ہے (جن کی تفصیلی تردید

(۱) [''اسرائیل والنبوات فی القرآن'' از علی اکبر (برطانیہ) ،ترجمہ ''اسرائیل قرآنی پیش گوئیوں کی روشنی میں'' از میاں محمد افضل ص (۲۸) ناشر شاہکار لاہور] (۲) [ایضا ص ۲۸، ۲۹]

گزشتہ صفحات میں کی جا چکی ہے لہٰذا اعادے کی ضرورت نہیں) اب اس امر میں کوئی شک وشبہہ نہیں رہنا چاہیے کہ ایشیائی اور یورپی اقوام کو یاجوج ماجوج قرار دینے میں بائبلی بیانات مرکزی اہمیت کے حامل ہیں اور انھی بیانات اور روایات سے مسلم مفکرین کو ٹھوکر لگی ہے، جب کہ ان بیانات کے قرآن سے تقابلی جائزے سے یہ واضح ہو چکا ہے کہ یہ باہمی طور پر بھی متناقض ومتعارض ہیں اور قرآن مجید کے خلاف بھی ،لہٰذا یہ بیانات درخواعتنا نہیں کہ ان کی بنیاد پر کسی قوم کو یاجوج ماجوج قرار دیا جائے۔

اسرائیلی روایات

چونکہ بائبل اور اسرائیلی روایات کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے اس لیے جو صورت حال بائبلی روایات کے ضمن میں آپ دیکھ چکے ہیں، من وعن وہی صورت اسرائیلی روایات کی ہے کہ یہ آپس میں متعارض بھی ہیں اور قرآن واحادیث کے خلاف بھی، پھر ان میں اور بائبلی روایات میں قدر مشترک پائی جاتی ہے، اس لیے بفرض اختصار اسی اشارے پر اکتفا کرتے ہوئے ہم آخری بحث کی طرف آتے ہیں۔البتہ اسرائیلی روایات کی ایک جھلک 'یاجوج ماجوج اور دیوار ذوالقرنین کے بارے میں ضعیف اور موضوع روایات' کے عنوان میں (گزشتہ صفحات میں) بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

یاجوج ماجوج کون اور کہاں ہیں؟ صحیح اسلامی نکتہ نظر!

گزشتہ صفحات میں چند مفکرین کے دلائل وآرا کا مناقشہ ومحاکمہ کرتے ہوئے قطعی تردید کر دی گئی ہے کہ نقشے پر دکھائی دینے والی اقوام وملل میں سے کسی قوم وملت پر یاجوج وماجوج کا اطلاق نہیں ہوتا لیکن اب ایک انتہائی پیچیدہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر یاجوج ماجوج کون سی قوم ہے اور کس سرزمین پر آباد ہے کہ جغرافیہ دان اتنی ترقی کے

باوجود ان تک رسائی حاصل نہیں کر سکے؟

کسی بھی موحد اور راسخ العقیدہ مسلمان کے لیے اس سوال کا جواب سمجھنا اور سمجھانا قطعاً مشکل یا ناممکن نہیں کیونکہ مسلمانوں کے دین وعقائد کا بڑا اور بنیادی حصہ غیبی معاملات پر موقوف ہے مثلاً ایمان کے پانچ بنیادی ارکان میں سے تین ارکان تو سراسر غیبی ہیں یعنی اللہ پر ایمان لانا، فرشتوں اور یوم آخرت پر ایمان لانا تمام مسلمانوں کے لیے 'غیب' پر ایمان لانے کے مترادف ہے اور ہر مسلمان ان غیبی امور پر ایمان لاتا ہے اور یہی صفت قرآن مجید میں اس طرح بیان کی گئی ہے۔ ﴿اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ﴾ (البقرۃ:۳) ''اور ہدایت پانے والے متقی وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ جب کہ ایمان کا چوتھا رکن 'اللہ کے رسولوں پر ایمان' بھی ہمارے لیے امر غیب ہے۔ اسی طرح احوال بعد الممات ، جنت وجہنم، جزا وسزا وغیرہ ایسے امور ہیں جو تجربے ومشاہدے اور ادارک واحساس سے ماورا ہیں لیکن کوئی شخص اس وقت تک مسلمان ہی نہیں کہلا سکتا جب تک کہ ان مافوق الاسباب اور ما وراء الطبیعیات پر ایمان نہ لے آئے۔اس معاملے میں کسی مادہ پرست اور کافر ومنکر کو تو شک وتردد ہو سکتا ہے مگر کسی مسلمان کو ہرگز نہیں۔

بعینہ یہی معاملہ یا جوج ماجوج کا ہے کہ ان کے بارے میں قرآن وحدیث میں بہت سی باتوں او رعلامتوں سے ہمیں باخبر کیا گیا ہے لیکن ان کے جائے وقوع کے بارے میں نہ ہمیں بتایا گیا ہے اور نہ ہی انہیں تلاش کر کے ان تک اللہ کا دین پہنچانے کی ذمہ داری ہمیں سونپی گئی ہے، اس لیے یاجوج ماجوج کے بارے میں صحیح نکتہ نظر یہی ہے کہ یہ ایک غیبی معاملہ ہے جس کی محض اطلاع ہمیں دی گئی ہے، مگر یہ بھی بتایا دیا گیا ہے کہ انہیں ایک دیوار کے ذریعے بند کر دیا گیا ہے اور جب ان کے خروج کا وقت ہو گا

اس وقت اللہ تعالیٰ انہیں اہل دنیا پر ظاہر کر دیں گے اور یہ وقت قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال اکبر کے خاتمے کے بعد ہوگا، اس لیے نزول مسیح اور خروج دجال سے پہلے اہل دنیا خواہ جتنی بھی ترقی کر جائیں، گہرے سمندروں میں راستے بنا لیں، فلک بوس پہاڑوں کی چوٹیاں سر کر جائیں، زمین سے خلا اور خلا میں چاند اور دیگر سیاروں تک رسائل حاصل کر لیں، نئے نئے ستاروں اور کہکشاؤں کا کھوج لگا لیں، بحر و بر، فضاؤں اور خلاؤں میں ترقی کے گھوڑے دوڑا لیں مگر بہر صوت یاجوج ماجوج تک رسائی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن (Impossible) بھی ہے اور جغرافیہ دان کبھی بھی ان تک رسائی نہیں پاسکیں گے بلکہ بوقت خروج یاجوج ماجوج خود ہی لوگوں پر منکشف آئیں گے اور لوگ انہیں دیکھتے ہی گھروں، غاروں اور پہاڑوں میں چھپ جائیں گے۔

اس سلسلے میں یہ روایت بھی خاصی اہم ہے جسے حافظ ابن کثیر نے مختلف اسناد سے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے اللہ کے رسول ﷺ سے آ کر دریافت کیا کہ:

وجنة عرضها السموات والارض فأين النار؟ فقال أرأيت الليل إذا جاء لبس كل شئى فأين النهار؟ قال حيث شاء الله قال وكذلك النار تكون حيث شاء الله عزو جل "(1)

''جب جنت کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے تو جہنم کہاں ہوگی؟ (یعنی یہ جگہ تو جنت نے پر کر لی اب اتنی بڑی جہنم کہاں بنائی جائے گی) تو اللہ کے رسول ﷺ نے اس سے پوچھا کہ ذرا یہ بتاؤ کہ جب رات ہر چیز پر چھا جاتی ہے

(1)[(تفسیر ابن کثیر ۲۰۵)]

تو (اس وقت) دن کہاں چلا جاتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جہاں اللہ چاہتے ہیں (دن کو لے جاتے ہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح جہنم بھی وہاں ہے جہاں اللہ نے (اسے رکھنا) منظور کیا ہے۔''

اسی طرح کے سوالات حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی مختلف لوگوں نے کیے اور انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو اللہ کے رسول ﷺ نے اس یہودی کو دیا ہے۔ (ایضا)

ان واقعات میں در اصل اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان قدرت اور بے انتہا قوت وطاقت سے آگاہ کیا گیا ہے گو کہ اس دور میں لوگ دن اور رات کی تبدیلی کی کنہ وحقیقت سے بے خبر تھے اور آج ہم سائنسی ایجادات کی وجہ سے اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ اگر ایک جگہ رات ہوتی ہے تو دوسری جگہ سورج کے طلوع ہو جانے کی وجہ سے اس وقت دن ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود یہ سوال ہمارے لیے معمہ ہے کہ جب جنت کی چوڑائی ارض وسماوات کے بقدر ہے تو جہنم کہاں ہو گی اور آج بھی ہم اس کا صرف یہی جواب دے سکتے ہیں کہ حیث شاء اللہ!

علاوہ ازیں کسی چیز کے عدم مشاہدہ سے اس کے معدوم ہونے کا لزوم ثابت نہیں ہوتا۔ مذکورہ واقعہ کے بعد حافظ ابن کثیرؒ نے اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ " لا يلزم من عدم مشاهدتنا الليل إذا جاء النهار أن لا يكون في مكان وإن كنا لا نعلمه" (ایضا) ''یعنی اگر ہم دن کے وقت رات کا مشاہدہ نہیں کر پاتے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ رات کہیں بھی نہیں (بلکہ رات کہیں تو ضرور ہے) اگرچہ ہم اس جگہ کے بارے میں جانتے نہ ہوں۔'' اسی طرح اگر ہم یاجوج ماجوج تک رسائی حاصل نہیں کر پائے تو اس کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ یاجوج ماجوج محض خیالی باتیں ہیں۔

مفسر آلوسیؒ کا یاجوج ماجوج کے بارے میں صحیح نکتہ نظر

مفسر آلوسیؒ نے یاجوج ماجوج کے سلسلے میں بڑی تفصیلی بحث کی ہے اور اسے ایک غیبی معاملہ ثابت کرتے ہوئے ان لوگوں پر خوب تردید وتنقید کی ہے جنہوں نے شمال مشرقی اور وسطی ایشیائی اقوام کو یاجوج ماجوج سے تعبیر کرنے کی کوشش کی ہے۔ موصوف کی تفسیر سے چند ایک اقتباسات درج ذیل ہیں۔

❶ وقيل هما جبلا ارمينية وآذربيجان ونسب ذلك إلى ابن عباس ﷺ وإليه يميل صنيع البيضاوى وتعقب بأنه توهم ولعل النسبة إلى الحبر غير صحيحة وكان من يزعم ذلك يزعم أن سد ذى القرنين هو السد المشهور فى باب الأبواب وهو مع استلزامه أن يكون ياجوج وماجوج الخزر والترك خلاف ما عليه المؤرخون فإن بانى ذلك السد عندهم كسرى انو شيروان وقيل اسفند يار وهو ايضا لم يبق إلى الآن بل خرب من قبل هذا بكثير وزعم أن السد ياجوج وماجوج هناك وان الكل قد تلطف بحيث لا يرى كما يراه عصرينا رئيس الطائفة المسماة بالكشفية السيد كاظم الرشتى، ضرب من الهذيان واحدى علامات الخذلان "(١)

''کہا گیا ہے کہ یہ دیوار ارمینیا اور آذربائیجان کے دو پہاڑوں کے درمیان واضح ہے اور یہ بات ابن عباس ﷺ کی طرف بھی منسوب کی جاتی ہے اور امام بیضاوی کا رجحان بھی اسی طرف ہے، لیکن ان پر تعاقب کیا گیا ہے کہ یہ انکا وہم ہے اور ابن عباس ﷺ کی طرف اسے منسوب کرنا بھی صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ جن لوگوں نے اسی خیال کو

(١) [تفسیر روح المعانی (ج ١٦/ص ٣٧)]

تقویت دی ہے ان کے زعم باطل میں 'باب الابواب' ہی دیوار ذوالقرنین ہے اور 'خزر' اور 'ترک' یاجوج ماجوج ہیں حالانکہ مؤرخین اس کے خلاف ہیں کیونکہ مؤرخین کے نزدیک اس دیوار کا بانی کسریٰ نوشیروان یا اسفند یار ہے (ذوالقرنین نہیں) اور پھر یہ دیوار آج موجود بھی نہیں بلکہ عرصہ دراز سے ریزہ ریزہ ہو چکی ہے۔اور جس نے یہ خیال کیا کہ دیوار ذوالقرنین موجود ہے اور یہیں یاجوج ماجوج رہتے ہیں تو یہ سب سینہ زوری ، ہٹ دھرمی اور ہذیان گوئی ہے اور ایسے شخص کی وہ رائے نہیں جو ہمارے زمانہ کے کشفیہ فرقہ کے بانی سید کاظم کی اس مسئلہ میں رائے ہے''

❷ ''وقال ابن سعيد : إن ذلك الموضع حيث الطول مائة وثلاثة وستون درجة والعرض أربعون درجة وفيه أن فى هذا الطول والعرض بلاد الخنا والجين وليس هناك ياجوج وماجوج نعم هناك سد عظيم يقرب من مائتين وخمسين ساعة طولا لكنه ليس بين السدين ولا بانيه ذو القرنين ولا يكاد يصدق عليه ما جاء فى وصف سده" (ایضا)

''ابن سعید فرماتے ہیں کہ یاجوج ماجوج کا علاقہ ایک سو تریسٹھ درجہ طول بلد اور چالیس درجہ عرض بلد پر واقع ہے اور اس جگہ خنا اور چین کے ملک آباد ہیں۔لیکن وہاں یاجوج ماجوج نہیں اگر چہ وہاں ایک بہت بڑی دیوار (دیوار چین) ہے جو تقریبا دو سو پچاس میل لمبی ہے مگر وہ دیوار نہ تو دو پہاڑوں کے درمیان ہے اور نہ اس کا بانی ذو القرنین ہے اور نہ ہی اس پر سد ذوالقرنین کے اوصاف کا اطلاق ہوتا ہے۔''

❸ "وقيل هما بموضع من الأرض لا نعلمه وكم فيها من أرض مجهولة ولعله قد حال بيننا وبين ذلك الموضع مياه عظيمة ودعوى

استقراء سائر البراری والبحار غير مسلمة ويجوز العقل أن يكون فی البحر أرض نحو أمريقا لم يظفر بها إلى الآن وعدم الوجد ان لا يستلزم عدم الوجود وبعد أخبار الصادق بوجود هذين السدين وما يتبعهما يلزمنا الايمان بذلك كسائر ما أخبر به من الممكنات والالتفات إلى كلام المنكرين ناشئی من قلة الدين" (ایضا)

''بعض لوگوں نے یہ کہا کہ یاجوج ماجوج زمین پر کسی ایسی جگہ آباد ہیں جسے ہم نہیں جانتے، کیونکہ زمین میں کتنے ہی ایسے خطے ہیں جو آج تک نامعلوم رہے ہیں اور ممکن ہے کہ ہمارے اور یاجوج ماجوج کے علاقے کے درمیان بڑے بڑے (سمندروں کے) پانی ہوں اور یہ دعویٰ ناقابل تسلیم ہے کہ زمین کا ہر بر و بحر معلوم کر لیا گیا ہے جب کہ عقل یہ کہتی ہے کہ کسی سمندر میں امریکہ کی طرح ایسی جگہ ہو سکتی ہے جہاں ابھی تک کوئی نہیں پہنچا اور کسی چیز کے نامعلوم ہونے سے اس کے غیر موجود ہونے کی دلیل نہیں پکڑی جا سکتی جب کہ صادق و مصدوق (یعنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ) نے سد ذو القرنین اور یاجوج ماجوج کے وجود کی خبر دی ہے اور اس پر ایمان لانا ہمارے لیے اسی طرح لازم و ضروری ہے جس طرح آپ ﷺ کی بتائی ہوئی دیگر بہت سی ممکنات پر ایمان لانا ضروری ہے، جب کہ منکرین کے اقوال کو اہمیت دینا نقص ایمان کا نتیجہ ہے۔''

4. وقال أبو حيان: الاظهر كون الضمير لياجوج وماجوج ای وتركنا بعض ياجوج وماجوج يموج فی بعض آخر منهم حين يخرجون من السد مزدحمين فی البلاد وذلك بعد نزول عيسى عليه السلام ففی صحيح مسلم من حديث النواس ..... (ایضا ص ۴۳)

وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ...... آیت کے تحت موصوف ابو حیان کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ زیادہ واضح بات یہ ہے کہ یہاں (ھم) ضمیر کا مرجع یاجوج ماجوج ہیں یعنی جب یاجوج ماجوج ملکوں پر یورش کریں گے تو اس وقت ہم انہیں ایسی حالت میں چھوڑیں گے کہ یہ ایک دوسرے سے مڈبھیڑ ہوں گے اور یہ خروج حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کے بعد ہوگا جیسا کہ صحیح مسلم میں مذکور حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے''

5. "ويعلم مما تقدم ومما سيأتي إن شاء الله تعالىٰ بطلان ما يزعمه بعض الناس من أنهم التاتار الذين أكثروا الفساد في البلاد وقتلوا الاخيار والاشرار ولعمري إن ذلك الزعم من الضلالة بمكان وإن كان بين ياجوج وماجوج واولئك الكفرة مشابهة تامة لا تخفى على الواقفين على أخبار ما يكون وما كان ابطال ما يزعمه بعض الناس من أنهم التاتار" (ایضاص ۴۴)

''گزشتہ اور آئندہ آنے والے دلائل سے ان لوگوں کا رد ہو جاتا ہے جنہوں نے ان تاتاریوں کو یاجوج ماجوج سمجھ لیا جنہوں نے ملکوں میں اودھم مچایا اور نیک و بد ہر شخص کی گردن کاٹی لیکن میں حلفا یہ دعوی کرتا ہوں کہ اگرچہ ان تاتاریوں اور یاجوج ماجوج (کی شکل وصورت) میں مکمل مشابہت پائی جاتی ہے مگر انہیں یاجوج ماجوج قرار دینا انتہائی گمراہ کن (تعبیر) ہے اور جو شخص ماضی کے واقعات اور مستقبل سے متعلقہ روایات کے بارے میں معلومات رکھتا ہے اس پر یہ بات مخفی نہیں کہ تاتار کو یاجوج ماجوج قرار دینے کی تعبیر باطل ہے۔''

مفسر محمد امین شنقیطیؒ کا یاجوج ماجوج کے بارے میں صحیح فیصلہ

مفسر شنقیطی اپنی تفسیر اضواء البیان [1] میں یاجوج ماجوج کے بارے میں شبہات کا ازالہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ

"فقولكم لو كانوا موجودين وراء السد إلى الآن لا طلع عليهم الناس غير صحيح لا مكان أن يكونوا موجودين والله يخفي وكانه على عامة الناس حتى ياتي الوقت المحدد لاخراجهم على الناس ومما يؤيد امكان هذا ما ذكره الله تعالىٰ في سورة المائدة من أنه جعل بني اسرائيل يتيهون في الأرض أربعين سنة وذلك في قوله تعالىٰ: قال فإنها محرمة عليهم أربعين سنة يتيهون في الأرض...... الاية وهم في فراسخة قليلة من الأرض يمشون ليلهم ونهارهم ولم يطلع عليه الناس حتى أنتهى أمد التيه لأنهم لو اجتمعوا بالناس لبينوا لهم الطريق وعلى كل حال فربك فعال لما يريد"

''یہ دعویٰ درست نہیں کہ'' اگر یاجوج ماجوج کسی دیوار کی اوٹ میں ہوتے تو لوگ ان سے ضرور مطلع ہو جاتے'' کیونکہ ممکن ہے کہ وہ موجود ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے عامۃ الناس سے وہ جگہ اس وقت تک مخفی کر رکھی ہو جب تک کہ ان کا لوگوں پر خروج کا متعین وقت پورا نہ ہو جائے اور اس امکان کی تائید سورۃ المائدۃ میں مذکورہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے چالیس سال متعین کر دیئے تھے کہ وہ ایک زمین (میدان) میں سرگرداں رہیں گے (مگر چالیس سال سے پہلے اس سے ہرگز باہر نہیں نکل سکیں گے) اور وہ آیت یہ

(۱)[(ص ۲۰۲ ج ۴)]

ہے'' ارشاد ہوا کہ اب وہ زمین ان پر چالیس سال تک حرام کر دی گئی ہے یہ ادھر ادھر سرگرداں پھرتے رہیں گے'' حالانکہ بنی اسرائیل اس زمین (میدان تیہہ) میں تھے جو چند فرسخ سے زیادہ نہ تھی اور وہ دن رات اس میں چلتے رہتے لیکن اپنی مدت (یعنی چالیس سال) سے پہلے اس میں سے ہرگز نکل نہیں سکتے تھے حالانکہ اگر وہ باہمی طور پر مجتمع ہو کر کوشش کرتے تو ان کے لیے (اس میں سے نکلنے کا) راستہ واضح ہو جاتا لیکن بہر صورت اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے''

دراصل امام شنقیطیؒ یہ بات سمجھانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں بے شمار چیزوں کو پھیلا رکھا ہے لیکن ہر چیز کے ظہور و دریافت کا ایک وقت بھی مقرر کر رکھا ہے جس سے پہلے اس چیز تک ساری دنیا مل کر بھی رسائی نہیں پا سکتی، مثلاً مرور زمانہ کے ساتھ نت نئی معدنیات اور دیگر بہت سی چیزیں لوگوں کے سامنے آشکارا ہوتی چلی آ رہی ہیں، حالانکہ یہی چیزیں اسی کائنات میں روز اول سے موجود تھیں لیکن لوگ ان سے بے خبر تھے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ایسے حالات پیدا نہ کیے تھے کہ ان تک رسائی ممکن ہو سکتی اور اس سے اللہ تعالیٰ کے اکمل علم کا بھی اندازہ ہوتا ہے، کہ جیسے جیسے دنیا کی آبادی اور ضروریات بڑھتی گئیں ویسے ویسے ان ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ اس کائنات میں مخفی اپنے وسائل ظاہر کرتے چلے گئے اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا اس لیے کائنات میں مخفی چیزوں تک ان کے مقررہ وقت سے پہلے دنیا کی کوئی طاقت رسائی حاصل نہیں کر سکتی۔ من وعن یہی معاملہ یاجوج ماجوج کا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی کائنات میں کسی مقصد کے لیے پیدا کر کے اہل دنیا سے مخفی کر رکھا ہے اور ان کے ظہور و خروج کا بھی ایک وقت مقرر کر رکھا ہے کہ جس سے پہلے دنیا کی کوئی قوم ان تک رسائل حاصل نہیں کر سکتی البتہ قرآن وحدیث سے اتنا ضرور

معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خروج کا وقت دجال اکبر کے خاتمے اور نزول مسیحؑ کے بعد مقرر کیا گیا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی قدرت کو چیلنج کرنے کی بجائے یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولﷺ کی اخبار و اطلاعات اور پیش گوئیوں کی تردید و تاویل کرنے کی بجائے ان پر من وعن ایمان لانا چاہیے۔ یہی سلامتی کی راہ ہے۔ [اھدنا الصراط المستقیم]



دوسرا باب

علاقہ جات سے متعلقہ پیش گوئیاں

تمہید:

کتاب ہذا کے مقدمہ میں پیشگوئیوں کے حوالے سے تین بنیادی اقسام ذکر کی گئی تھیں کہ بعض پیش گوئیوں کا تعلق شخصیات یعنی قائم بالذات اشیا سے ہے،اس کی تعبیر وحقیقت پر گزشتہ باب میں مثالوں کے ساتھ ہم سیر حاصل بحث کر چکے ہیں، جب کہ اس باب میں ہم پیش گوئیوں کی دوسری بڑی قسم کے بارے میں بحث کریں گے۔ بحث سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ باب سے متعلقہ پیش گوئیوں کی تعبیر کے بارے میں مقدمہ میں ذکر کی جانے والی اصولی بحث کا ضروری حصہ دوبارہ ذکر کر دیا جائے تا کہ آئندہ آنے والی بحث کو اصولی بنیادوں پر سمجھنے میں آسانی رہے۔

اس باب میں علاقہ جات سے متعلقہ پیش گوئیاں شامل ہیں۔ان میں کچھ علاقہ جات پیش گوئیوں میں بالکل واضح طور پر ذکر کر دیئے گئے ہیں، مثلاً یہ پیش گوئی ہے کہ ''مکہ اور مدینہ میں دجال اکبر داخل نہیں ہو سکے گا'' تو اس پیشگوئی میں مکہ ومدینہ سے وہی دو مقدس شہر مراد ہیں جن کی طرف آنحضرت ﷺ نے اس وقت اشارہ فرمایا اور آج بھی یہ حجاز (سعودیہ) میں انہی ناموں سے آباد ہیں۔

پیشگوئیوں میں کچھ علاقہ جات کو مبہم یا اشاراتی انداز میں بھی بیان کیا گیا ہے، مثلاً 'مشرق' کی طرف سے ایک لشکر آئے گا یا 'ٹیلوں والی سرزمین' پر جنگ ہوگی۔اب ایسے علاقہ جات کی تعیین آثار وعلامات کے ساتھ ہی ممکن ہے، لیکن اس سلسلہ میں یہ واضح رہے کہ اگر کسی صحابی سے کسی مبہم علاقے کی تعیین جائے تو اسی کو ترجیح دی جائے گی۔ علاوہ ازیں ایسی پیشگوئی کی قرائن وعلامات اور علل واسباب کے ساتھ ذاتی قیاس آرائی کرتے ہوئے اس کے حتمی انطباق کا دعویٰ نہ کیا جائے، کیونکہ قیاس میں صواب وخطا دونوں پہلوؤں کا امکان ہوتا ہے لیکن اگر کوئی شخص اپنے ذاتی قیاس وظن کی بنا پر کسی

پیشگوئی کا حتمی انطباق کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کے انطباق کے صحیح ثابت ہونے پر اس کی 'علمی معراج' تو ہو سکتی ہے مگر بصورت دیگر اسی فرد واحد کی وجہ سے اس انطباق کے غلط ثابت ہونے پر پورا اسلام اعتراضات اور شکوک وشبہات کے زد میں آ سکتا ہے۔ علاقہ جات سے متعلقہ پیشگوئیوں کے ضمن میں یہ مسئلہ بھی مدنظر رکھا جائے کہ حضور ﷺ کے دور میں جن علاقوں کے لیے جو نام متعین تھے اور ان علاقہ جات سے کسی پیشگوئی کا کسی حیثیت سے کوئی ربط وتعلق بھی احادیث میں ملتا ہو تو اس پیش گوئی کا مصداق وہی مخصوص علاقہ اور حدود اربعہ ہے خواہ بعد میں اس کی حدود یا نام میں تبدیلی واقع ہو گئی ہو۔ مثلاً خراسان کے بارے میں جو پیش گوئیاں کی گئی ہیں ان سے مراد قدیم خراسان ہے اور اس کی وہی سابقہ حدود اربعہ اس میں شامل ہے، اگر چہ آج اس خراسان کی حدود میں کافی حد تک کمی کر دی گئی ہے لیکن قدیم جغرافیائی کتابوں میں ان کی گزشتہ حدود وغیرہ آج بھی ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔ اس طرح قسطنطنیہ سے متعلقہ پیش گوئیوں کا اطلاق اسی قسطنطنیہ کی سرزمین پر ہوگا جو 'استنبول' (ترکی کا دار الحکومت) سے موسوم ہو چکا ہے۔

اسی طرح مدینہ طیبہ میں کھڑے ہو کر جن سمتوں کی طرف اشارہ کر کے آپ ﷺ نے کسی واقعہ کی پیشگوئی فرمائی ہے ان سمتوں سے مدینہ ہی کی سمتیں مراد لی جائی گی مثلاً آپ ﷺ نے مدینہ سے مشرق کی طرف اشارہ کر کے پیشگوئی فرمائی ہے تو اس سے مراد مدینہ کا مشرق ہے نا کہ 'دنیا کا مشرق'۔

علاوہ ازیں اگر آپ ﷺ نے کسی خاص اصطلاح سے کوئی پیش گوئی فرمائی ہے تو اس سے مراد وہی قدیم اصطلاح ہو گی، گو آج وہی اصطلاح اس کے برعکس ہو چکی ہے، مثلاً آپ نے مغرب (یہ سمت ہونے کے ساتھ ملک شام کے لیے بطور اصطلاح مستعمل تھی) کی طرف کسی واقعہ کی پیشگوئی فرمائی تو اس سے مراد وہی مغرب اور اہل

مغرب ہیں جو آپ ﷺ کے دور میں معروف تھے، اگرچہ آج وہ سارا علاقہ دنیا کے مشرق میں شمار کیا جاتا ہے۔ نیز یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اگر کسی سمت کو غیر محدود انداز میں استعمال کیا گیا ہے تو اسے غیر محدود ہی معتبر سمجھا جائے گا الا یہ کہ کسی قرینے سے اس کی کوئی حد بندی متعین کی جا سکتی ہو مثلاً 'مشرق' کی سمت کا غیر محدود استعمال کیا گیا ہے تو اس میں مشرق قریب، وسطی اور بعید تینوں ہی شامل ہو سکتے ہیں۔

فصل دوم

مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ عظیم کس علاقے میں ہوگی

آنحضرت ﷺ کی بعض صحیح احادیث میں قیامت کے قریب مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے درمیان کچھ بڑی بڑی اور خوفناک ہونے والی جنگوں کا ذکر ملتا ہے انہی میں سے ایک جنگ اس طرح کی ہوگی جس میں مسلمان اور عیسائی مل کر کسی تیسرے دشمن کے خلاف معرکہ آرائی کریں گے اور فتح حاصل کرنے کے بعد خود مسلمانوں او رعیسائیوں کے درمیان ہی پھر خوفناک جنگ چھڑ جائے گی۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث میں مروی ہے کہ حضرت ذی مخمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''تم رومیوں سے صلح کرو گے پھر تم اور وہ مل کر کسی اور دشمن کے ساتھ لڑو گے اور تم سلامت رہو گے اور مال غنیمت وصول کرنے کے بعد ایک 'ٹیلوں والی سرزمین' پر پڑاؤ کرو گے، تو وہاں ایک رومی آئے گا اور صلیب بلند کر کے کہے گا کہ صلیب غالب آگئی۔ اس پر ایک مسلمان (غضبناک ہوکر) اسے قتل کر دے گا پھر اسی بنیاد پر رومی تم سے دھوکہ کریں گے اور (معاہدہ توڑ دیں گے) پھر جنگ چھڑ جائے گی اور وہ اسی (۸۰) جھنڈوں کے ساتھ تمہاری طرف پیش قدمی کریں گے، جب کہ ہر جھنڈے تلے دس ہزار کا لشکر ہوگا'' (۱)

مذکورہ روایت کے پیش نظر بعض اہل علم نے اس جنگ اور میدان کارزار کی تعیین کرنے کی کوشش کی ہے۔ بعض نے 'ٹیلوں والی سرزمین' کی بنیاد پر یہ دعویٰ کیا کہ اس

(۱) [مسند احمد ۱۲۸/۴، (۴۶۱/۵)، ابوداود (۲۷۶۷)، (۴۲۹۲)، ابن ماجہ (۴۱۴۰)، مستدرک حاکم (۴۰۶۶/۴)، شرح السنۃ (۴۳۵/۷)]

سے مراد افغانستان کا علاقہ ہے اور اس جنگ سے مراد روس اور افغانستان کی وہ جنگ ہے جو گزشتہ صدی کے آخری دو دہائیوں میں لڑی گئی اور اس میں امریکہ کے عیسائیوں نے افغانی مسلمانوں کی مدد کی جب کہ بعض لوگوں نے اس سے حالیہ 'طالبان وامریکہ جنگ' مراد لی ہے اور کچھ لوگ ٹیلوں والی سرزمین سے حجاز کا 'نجد' مراد لیتے ہیں اور اس تاویل کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ 'نجد' کا معنی ٹیلہ ہے اور اس نجد میں امریکی فوجی اڈے قائم ہو چکے ہیں لہٰذا کسی بھی وقت حجاز کی سرزمین میں یہ جنگ عظیم چھڑنے والی ہے۔

بہر صورت ہر شخص اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے اور اسے منوانے کے لئے مختلف تاویلوں کا بھی سہارا لیتا ہے، لیکن راقم نے اس سلسلے میں جب تمام صحیح احادیث وآثار کو جمع کیا اور اصول فقہ وعلم البلاغہ کے 'حقیقت ومجاز' کے قواعد کی روشنی میں انکا جائزہ لیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ اس جنگ میں میدان کارزار ملک شام ہوگا افغانستان ہر گز نہیں، اس جنگ کے مخصوص اسباب ہونگے، تاحال یہ جنگ نہیں ہوئی بلکہ خروج دجال اور قسطنطنیہ کی (دوبارہ) فتح سے پہلے ہوگی۔

آئندہ صفحات میں ان تمام احادیث کو باحوالہ ذکر کیا جارہا ہے جن کا کسی نہ کسی طرح اس جنگ سے تعلق ہے جب کہ اس متعلقہ نکتے کو عنوان کے ساتھ بھی ظاہر کیا گیا ہے، علاوہ ازیں اس بحث کے اختتام پر ان احادیث سے حاصل ہونے والے نتائج کو نکات کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

عیسائیوں سے صلح

(1) عن عوف بن مالك قال أتيت النبى ﷺ فى غزوة تبوك وهو فى قبة من أدم فقال اعدد ستا بين يدى الساعة......ثم هدنة تكون بينكم وبين بنى الاصفر فيغدرون فيأتونكم تحت ثمانين غاية

تحت كل غاية اثنا عشر ألفا" (۱)

حضرت عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں غزوۃ تبوک میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا جب کہ آپؐ ایک چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے فرمایا: قیامت سے پہلے چھ نشانیاں یاد رکھو...... تمہارے اور بنو اصفر کے درمیان صلح ہو گی پھر وہ غدر کریں گے اور اسی (۸۰) جھنڈوں (لشکروں) میں تمہاری طرف پیش قدمی کریں گے جب کہ ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار کا لشکر ہو گا۔

(2) عن ذى مخمر عن النبى ﷺ قال : تصالحون الروم صلحا امنا تغزون أنتم وهم عدوا من ورائهم فتسلمون وتغنمون (وتنصرون) ثم تنزلون بمرج ذى تلول فيقوم إليه رجل من الروم فيرفع الصليب (فيرفع الرجل من النصرانية صليبا) فيقول : ألا غلب الصليب ؛ فيقوم إليه رجل من المسلمين فيقتله فعند ذلك تغدر الروم وتكون الملاحم فيجمعون إليكم ويأتونكم فى ثمانين غاية مع كل غاية عشرة آلاف) (۲)

حضرت ذی مخمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم رومیوں کے ساتھ امن والی صلح کرو گے پھر تم اور وہ (رومی) اپنے علاوہ کسی اور تیسرے دشمن سے لڑو گے اور تم کامیاب رہو گے) سلامت رہو گے اور غنیمت حاصل کرو گے، پھر تم ایک ٹیلوں والی سرزمین پر پڑاؤ کرو گے) تو وہاں ایک رومی آئے گا اور صلیب بلند کر کے کہے گا

(۱)[(بخاری کتاب الجزیۃ :باب ما یحذر من الغدر (۳۱۷۶)احمد (۶/ ۲۲) ابوداؤد (۵۰۰) ابن ماجۃ (۴۰۹۱) حاکم (۴/ ۴۶۶) شرح السنۃ (۷/ ۴۳۰)]

(۲)[احمد (۴/ ۱۲۸، ۵/ ۴۶۱)ابوداود(۴۲۹۲،۲۷۶۶) ابن ماجہ (۱۴۴۰) حاکم (۴/ ۴۶۶)]

صلیب غالب آ گئی، اس بات پر (غضبناک ہو کر) ایک مسلمان اس کی طرف بڑھے گا اور اسے قتل کر دے گا۔ اس بنیاد پر رومی تم سے دھوکہ کریں گے اور (امن معاہدہ توڑ دیں گے) پھر جنگیں چھڑ جائیں گئیں اور وہ اسی (80) جھنڈوں کیساتھ تمہاری طرف پیش قدمی کریں گے، جبکہ ہر جھنڈے تلے دس (10) ہزار کا لشکر ہوگا۔

صلح کی پیش کش دونوں طرف سے یکساں ہوگی

(3) عن ذی مخمر رجل من أصحاب النبی قال سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول ستصالحکم الروم صلحا آمنا "[1]

''حضرت ذی مخمرؓ سے مروی ہے جو ایک صحابی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسولؐ سے سُنا آپؐ فرماتے ہیں کہ رومی تم سے امن وصلح کا ہاتھ بڑھائیں گے۔''

حدیث نمبر ۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان صلح کی پیش کش کریں گے جب کہ حدیث نمبر ۳ سے واضح ہوتا ہے کہ رومی صلح میں پہلی کریں گے۔ اس لیے دونوں روایتوں وملانے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ''صلح کی پیش کش دونوں طرف سے یکساں ہوگی۔''

غدر کون کرے گا؟

(4) عن عوف بن مالك قال أتيت النبیؐ فی غزوة تبوك وَهو فی قبه من أدم فقال: "اعدد ستابین یدی الساعة" ثم هدنة تکون بینکم و بین بن الاصغر فیغدرون فیأتونکم تحت ثمانین غایةتحت کل غایة اثنا عشر الف۔"[2]

---

(۱) [(۱۲۸/۴)]

(۲) [بخاری کتاب الجزیۃ باب ما یحذر من الغدر (۳۱۷۶) احمد (۲۴/۶۳) ابوداؤد (۵۰۰۰) ابن ماجہ (۴۰۹۱) شرح السنۃ (۴۳۰/۷)]

حضرت عوف بن مالک ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ؐ نے ارشاد فرمایا: قیامت سے پہلے چھ علامتیں یاد رکھو۔ تمہارے اور بنو اصفر (رومیوں) کے درمیان صلح ہوگی پھر وہ (رومی) غدر کریں گے اور اسی (80) جھنڈوں تلے تمہاری طرف پیش قدمی کریں گے جبکہ ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار کا لشکر ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رومی غدر کریں گے۔

لڑائی کے اسباب

(5) عن ذی مخمر عن النبی ﷺ قال : تصالحون الروم صلحا امنا تغزون أنتم وهم عدوا من ورائهم فتسلمون وتغنمون (وتنصرون) ثم تنزلون بمرج ذی تلول فيقوم اليه رجل من الروم فيرفع الصليب (فيرفع الرجل من النصرانية صليبا) فيقول : ألا غلب الصليب ، فيقوم إليه رجل من المسلمين فيقتله فعند ذلك تغدر الروم وتكون الملاحم فيجمعون اليكم ويأتونكم فی ثمانين غاية مع كل غاية عشرة آلاف [1]

حضرت ذی مخمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ؐ نے فرمایا" تم رومیوں کیساتھ امن والی صلح کرو گے پھر تم اور وہ (رومی) اپنے علاوہ کسی اور (تیسرے) دشمن سے لڑو گے اور (تم کامیاب رہو گے) سلامت رہو گے اور غنیمت حاصل کرو گے پھر تم ایک ٹیلوں والی سرزمین پر پڑاؤ کرو گے (ایک روایت میں ہے کہ تم رومیوں سے مال غنیمت وصول کر کے الگ ایک 'ٹیلوں والی سرزمین' پر جا کر پڑاؤ کرو گے تو وہاں ایک رومی آئے گا اور صلیب بلند کر کے کہے گا ، صلیب غالب آگئی اس بات پر (غضبناک ہو کر) ایک

(۱)[احمد (۱۲۸/۴، ۲۶۱/۵) ابوداؤد (۲۷۶۲، ۴۲۹۲) ابن ماجہ (۱۴۴۰) حاکم (۴۲۶/۴)]

مسلمان اسکی طرف بڑھے گا اور اسے قتل کر دیگا۔ اس بنیاد پر رومی تم سے دھوکہ کریں گے اور (امن معاہدہ توڑ دیں گے) پھر جنگیں چھڑ جائیں گی۔ اور وہ اسی (80) جھنڈوں کیساتھ تمہاری طرف پیش قدمی کریں گے جبکہ ہر جھنڈے تلے دس ہزار کا لشکر ہوگا۔

یاد رہے کہ اس حدیث میں جس صلیب کو بلند کرنے اور اسکے توڑنے کا ذکر ہے اس سے مراد حقیقی طور پر صلیب ہی ہے کوئی 'ٹاور' نہیں کیونکہ حدیث کا سیاق وسباق اور دیگر روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائیوں سے صلح تیسرے دشمن کے خلاف لڑائی پھر عیسائیوں سے جنگ اور صلیب کا ٹوٹنا ایک ہی سلسلے کی مختلف کڑیاں ہیں۔

(6) عن أبی هريرة ﷺ أن رسول الله ﷺ قال لاتقوم الساعة حتى تنزل الروم بالاعماق أو بدابق فيخرج إليهم جيش من المدينة من خيار أهل الارض يومئذ فإذا تصافوا قالت الرو م : خلوا بيننا الذين سبوا منا نقاتلهم فيقول المسلمون لا والله لا نخلی بینکم وبين اخواننا فيقاتلونهم"[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ رومی اعماق یا دابق (شام کے مقامات) پر پڑاؤ کریں گے اور ان کی طرف مدینے سے ایک لشکر نکلے گا جو روئے زمین کے سب لوگوں سے بہترین لوگ اس وقت ہوں گے، جب وہ آمنے سامنے ہونگے تو رومی انہیں کہیں گے کہ تم ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ جنہوں نے ہمارے آدمی قید کیے ہیں (اگر سُبُوا پڑھا جائے تو معنی ہوگا جو ہمارے آدمی قیدی بنا کر لائے گئے ہیں اور وہ مسلمان ہو چکے ہوں گے) مسلمان کہیں گے خدا کی قسم! ہم ہرگز ایسا اقدام نہیں کر سکتے کہ اپنے ان (نو

(۱)[مسلم کتاب الفتن: باب فی فتح قسطنطنیہ (۲۸۹۷)]

مسلم) بھائیوں کو تمہارے حوالے کر دیں پھر وہ ان سے جنگ شروع کر دیں گے۔

ٹیلوں والی سرزمین!

(7) عن ذی مخمر عن النبی ﷺ قال : تصالحون الروم صلحا امنا تغزون أنتم وهم عدوا من روائهم فتسلمون وتغنمون (وتنصرون) ثم تنزلون بمرج ذی تلول فیقوم الیه رجل من الروم فیرفع الصلیب فیقول : ألا غلب الصلیب ، فیقوم الیه رجل من المسلمین فیقتله فعند ذلك تغدر الروم وتكون الملاحم فیجمعون الیكم ویأتونكم فی ثمانین غایة مع كل غایة عشرة آلاف)[1]

حضرت ذی مخمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا تم رومیوں کیساتھ امن والی صلح کرو گے پھر تم اور وہ (رومی) اپنے سوا کسی اور دشمن سے لڑو گے اور تم کامیابی سے غنیمت حاصل کرو گے، پھر تم ایک ٹیلوں والی سرزمین پر پڑاؤ کرو گے تو ایک رومی کھڑا ہوگا اور صلیب بلند کر کے کہے گا کہ صلیب غالب آگئی! ایک مسلمان اسکی طرف بڑھے گا اور اسے قتل کر دے گا پھر رومی عذر کریں اور جنگ چھڑ جائے گی، پھر وہ تمہاری طرف اسی (80) جھنڈوں تلے پیش قدمی کریں گے جبکہ ہر جھنڈے تلے دس ہزار کا لشکر ہوگا۔

میدان جنگ ملک شام بنے گا افغانستان نہیں

(8) عن یسیر بن جابر رضی اللہ عنہ قال: هاجت ریح حمراء بالكوفة فجاء رجل لیس له هجیری إلا: یا عبدالله بن مسعود! جآء ت الساعة قال :

(۱)] احمد (۱۲۸/۴) ابوداؤد (۴۲۹۲)[

فقعد وكان متكئا فقال إن الساعة لا تقوم حتى لا يقسم ميراث ولا يفرح بغنيمة ثم قال بيده هكذا ونحاها نحو الشام فقال: عدوّ يجمعون لأهل الإسلام ويجمع لهم أهل الاسلام، قلت: الروم تغنى؟ قال : نعم ، قال ويكون عند ذاكم القتال ردة شديدة فيشرط المسلمون شرطة للموت لا ترجع الا غالبة ،فيقتتلون حتى يحجز بينهم اليل فيفيء هؤلاء وهؤلاء كل غير غالب وتفنى الشرطة ثم يشترط المسلمون شرطة للموت، لا ترجع إلا غالبة فيقتتلون،حتى يحجز بينهم اليل ، فيفيء هؤلاء ، وهؤلاء كل غير غالب وتفنى الشرطة، ثم يشترط المسلمون شرطة للموت ، لا تجمع إلا غالبة ، فتقتتلون حتى يمسوا، فيفيء هؤلاء، هؤلاء كل غير غالب وتفنى الشرطة ، فإذا كان يوم الرابع نهد إليهم بقية أهل الإسلام، فيجعل الله الدائرةعليهم فيقتتلون مقتلة . إما قال لا يرى مثلها ،وأما قال : لم ير مثلها . حتى أن الطائر ليمر بجنباتهم ما يخلفهم حتى ينحر ميتا، فيتحاد بنو الاب، كانوا مائة فلا يجدونه بقى منهم الا الرجل الواحد فبأى غنيمة يفرح، أو أى ميراث يقاسم ، فبينا هم كذالك إذ سمعوا ببأس هو أكبر من ذلك ، فجاء هم الصريح أن الدجال قد خلفهم فى ذراريهم فيرفضون ما فى أيديهم، ويقبلون، فيبعثون ،عشر فوارس طليعة ، قال رسول الله إنى لأعرف أسماء هم ، وأسماء آبائهم والوان خيولهم ، هم خير فوارس على ظهر الأرض يومئذ أو من خير فوارس على ظهر الأرض يومئذ" (۱)

---

(۱)[مسلم کتاب الفتن (۲۸۹۹) حاکم (۵۱۳/۴) احمد(۵۴۴/۱)]

یسیر بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کوفہ میں سرخ طوفان آیا تو ایک آدمی جو ادب و آداب سے بے بہرہ تھا، عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا قیامت آ گئی! یسیر فرماتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ٹیک لگائے ہوئے تھے (یہ سن کر) بیٹھ گئے۔ اور فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ وراثت تقسیم نہیں کی جائیگی اور حصول غنیمت میں کوئی خوشی نہیں ہوگی۔ پھر ملک شام کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا، دشمن مسلمانوں کے خلاف اور مسلمان اپنے دشمن کے خلاف (یہاں) جمع ہو جائیں گے (راوی) میں نے کہا (آپ کی مراد رومی (دشمن) ہیں فرمایا: ہاں پھر سخت لڑائی ہوگی۔ پھر اسی لڑائی میں (بہت سے مسلمان) مرتد ہوں گے۔ مسلمان موت کی بیعت کریں گے (اور کہیں گے) ہم غالب ہوئے بغیر واپس نہیں پلٹیں گے۔ پھر وہ لڑائی کریں گے حتیٰ کہ رات انکے درمیان حائل ہو جائیگی پھر (دوسرے دن) مسلمان موت کی شرط لگائیں گے، کہ بلا فتح ہم واپس نہیں جائیں گے اور لڑائی کریں گے حتیٰ کہ رات ان کے درمیان حائل ہو جائے گی۔ پھر (تیسرے دن) مسلمان موت اور فتح کی شرط پر نکلیں گے اور شام تک لڑیں گے پھر دونوں گروہ بلا فتح واپسی اختیار کریں گے اور شرط بھی ختم ہو جائیگی، پھر چوتھے دن باقی مسلمان ان (رومیوں) کی طرف پیش قدمی کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے دشمن کو مغلوب کریں گے اور وہ ایسی لڑائی کریں گے کہ اس جیسی کبھی (کسی نے سنی) یا دیکھی نہ ہوگی حتیٰ کہ پرندہ انکے ٹکڑوں (لاشوں) سے گزرے گا، مگر وہ مر کر گر جائے گا۔ ان (کی لاشوں) سے آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ ایک باپ کے اگر سو بیٹے ہوں گے تو واپسی پر صرف ایک ہی بچے گا۔ پھر کس غنیمت پر خوشی حاصل ہوگی؟ اور کونسی وراثت تقسیم کی جائیگی؟ اسی اثناء وہ اس سے بڑی باتیں سنیں گے۔ کہ ایک منادی (شیطان) ندا لگائے گا۔ کہ دجال تمہارے اہل وعیال میں آ چکا ہے! تو وہ لوگ سب

کچھ وہیں چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہو جائیں گے اور دس گھڑ سواروں کو تفتیش کیلئے بھیجیں گے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا ''میں ان کے اور انکے آباؤاجداد کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ (اچھی طرح) پہنچانتا ہوں۔ اور یہ (گھڑسوار) اس دن روئے زمین کے سب سے بہترین گھڑ سوار ہونگے۔''

(9) عن أبی هريرة أن رسول الله ﷺ قال لا تقوم الساعة حتى تنزل الروم بالاعماق أو بدابق فيخرج اليهم جيش من المدينة من خيار أهل الارض يومئذ فاذا تصافوا قالت الروم خلوا بيننا وبين الذين سبوا منا............"[1]

حضرت ابو ہریرۃ ؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا! قیامت قائم نہیں ہوگی حتٰی کہ رومی اعماق یا دابق (ملک شام میں حلب کے قریب مقامات) پر پڑاؤ کریں گے اور انکی طرف مدینے سے ایک لشکر نکلے گا جو اس وقت دنیا کا سب سے بہترین لشکر ہوگا جب وہ آمنے سامنے ہوں گے تو رومی کہیں گے ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے......

مسلمانوں کا کیمپ شام (دمشق میں)

(10) عن أبی الدردا ء قال ان رسول الله قال: فسطا المسلمين يوم الملحمة الغوطة إلى جانب مدينة يقالها دمشق۔"[2]

حضرت ابودرداؓ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا! جنگ (عظیم) کے دن

(۱)[مسلم (۲۸۹۷)]

(۲) [احمد (۲۵۲/۵) ابوداؤد: کتاب الملاحم: باب فی المعقل من الملاحم (۴۲۹۸) المعجم الکبیر (۴۲/۱۸)]

مسلمانوں کی چھاؤنی 'غوطہ' میں ہوگی یہ مقام ایک ایسے شہر کے قریب مقام ہوگا، جسے دمشق کہا جاتا ہے۔

(11) ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب تم ملک شام فتح کرلو گے اگر تمہیں وہاں رہنے کا موقع ملے تو اس شہر کو منتخب کرنا جسے دمشق کہا جاتا ہے کیونکہ جنگوں والے دن یہ مسلمانوں کا جائے پناہ (مرجع) ہوگا اور اس کے قریب ایک 'غوطہ' نامی مقام پر مسلمانوں کا کیمپ ہوگا۔ (۱)

مسلمانوں کا دوسرا کیمپ مدینے میں

(12) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ رومی اعماق یا دابق (شام کے قریب) مقامات پر پڑاؤ کریں گے اور ان کی طرف مدینے سے ایک لشکر نکلے گا جو اس دن سب لوگوں سے بہتر ہو گا'' (اسلحہ کے لحاظ سے یا ایمان کے لحاظ سے بہترین) (۲)

عیسائیوں کے لشکر کی تعداد

(13) عن عوف بن مالك قال: قال النبي ﷺ : ثم تكون هدنة بينكم وبين بني الاصفر فيغدرون فياتونكم ثمانين غاية تحت كل غاية اثنا عشر الفا " (۳)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پھر تمہارے اور بنو اصفر کے درمیان صلح ہوگی اور وہ غدر کرتے ہوئے اسی جھنڈوں کا لشکر

(۱) [احمد (۲۱۸/۴) ابو داود: مجمع الزوائد (۵۶۶/۷) کتاب الفتن باب الإماء بالشام زمن الفتن (۱۲۲۵۸) اس کی سند میں ضعف ہے تاہم گزشتہ صحیح روایت سے اس کی تلافی ہوتی ہے]

(۲) [مسلم (۷۹۸۲)] (۳) [بخاری (۳۱۷۶)]

لے کر تمہاری طرف پیشدمی کریں گے اور ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار کا لشکر ہوگا۔''

لڑائی کا وقت

(14)عن معاذ بن جبل ﷺ قال قال رسول الله ﷺ : عمران بيت المقدس خراب يثرب وخراب يثرب خروج الملحمة خروج الملحمة فتح القسطنطنية وفتح القسطنطنية خروج الدجال۔"(1)

حضرت معاذ بن جبل ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے: ''بیت المقدس کی آبادی مدینے کی خرابی (کا پیش خیمہ) ہے، مدینے کی خرابی جنگوں کے آغاز (کا نقارہ) ہے جنگوں کا آغاز قسطنطینہ کی فتح اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے خروج (کا اعلان) ہے۔''

(15)عن ذی مخمر عن النبی ﷺ قال : تصالحون الروم صلحا امنا تغزون أنتم وهم عدو من روائهم فتسلمون وتغنمون (وتنصرون) ثم تنزلون بمرج ذی تلول فيقوم إليه رجل من الروم فيرفع الصليب فيقول : ألا غلب الصليب ، فيقوم إليه رجل من المسلمين فيقتله فعند ذلك تغدر الروم وتكون الملاحم فيجمعون إليكم ويأتونكم فی ثمانين غاية مع كل غاية عشرة آلاف(2)

"حضرت ذی مخمر ﷺ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم رومیوں کیساتھ امن والی صلح کروگے پھر تم اور وہ (رومی) اپنے سوا کسی اور دشمن سے

(1)[احمد (5/309) ابوداؤد (4294) حاکم (4/467)]

(2)[احمد (4/128) ابوداؤد (2767)]

لڑو گے اور تم کامیابی سے غنیمت حاصل کرو گے پھر تم ایک ٹیلوں والی سرزمین پر پڑاؤ کرو گے تو ایک رومی کھڑا ہوگا اور صلیب بلند کر کے کہے گا کہ صلیب غالب آ گئی! ایک مسلمان اسکی طرف بڑھے گا اور اسے قتل کر دیگا پھر رومی غدر کریں گے اور جنگ چھڑ جائے گی۔ پھر وہ تمہاری طرف اسی (80) جھنڈوں تلے پیش قدمی کریں گے جبکہ ہر جھنڈے تلے دس ہزار کا لشکر ہوگا۔''

ان دونوں روایات سے اس جنگ کے حالات واوقات کی طرف اشارہ ملتا ہے، پہلی روایت سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اس جنگ کا آغاز قسطنطنیہ کی فتح کے بعد ہوگا اور یاد رہے کہ قسطنطینہ کا موجودہ نام استنبول ہے جسے شاہ روم قسطنطین نے اپنا دار الحکومت بنایا اور پھر اسی کے نام سے یہ قسطنطنیہ معروف ہوا۔ (۱)

قسطنطنیہ ۸۵۷ھ بموافق ۱۴۵۳ء کو محمد بن مراد جو سلطان محمد الفاتح کے نام سے مشہور ہے، کے ہاتھوں فتح ہوا اور تا حال مسلمانوں کے پاس ہے لیکن صحیح روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوبارہ کافروں کے قبضے میں چلا جائے گا اور قیامت سے پہلے پھر یہ مسلمانوں کے قبضے میں آ جائے گا جب کہ مذکورہ جنگ عظیم اس وقت ہوگی جب قسطنطنیہ دوبارہ کافروں کے قبضے میں جا چکا ہوگا، چونکہ تا حال ایسا نہیں ہوا اس لئے اب تک ہونے والی کسی جنگ کو اس جنگ عظیم سے تعبیر کرنا درست نہیں۔

بعض روایات میں ہے کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کی تیسرے دشمن کیخلاف لڑی جانے والی جنگ اور پھر آپس میں ہونے والی جنگ کے درمیان نو ماہ کا وقفہ ہوگا (احمد ۲۳/۲:) لیکن یہ روایت سندا ثابت نہیں البتہ دیگر صحیح روایات میں یہ اشارہ ضرور ہے کہ عیسائی عہد شکنی کرنے کے بعد کچھ عرصہ تک اپنی افواج جمع کرتے رہیں گے مگر اس

---

(۱) [(معجم البلدان (۴/۳۴۷)]

عرصہ کی حتمی تعیین نہیں کی جاسکتی۔ (واللہ اعلم)

مسلمان فاتح ہوں گے

(16) عن عبدالله بن مسعود ﷺ قال ...... فإذا كان اليوم الرابع نهد إليهم أهل الإسلام فيجعل الله عزوجل إلا برة عليهم فيقتلون مقتلة أما قال لا يرى مثلها وأما قال لم ير مثلها حتى أن الطائر ليمر بجنباتهم فما يفعلهم حتى يخر ميتا فيتعاد بنو الأب كانوا مائه فلا يجدونه بقيء منهم إلا الرجل الواحد فبأى غنيمة يفرح ؟ أو أى ميراث يقاسم ؟ فبيناهم كذالك إذا سمعوا ببأس هو أكبر من ذلك فجآء هم الصريخ أن الدجال قد خلفهم فى ذراريهم فيرفضون ما فى أيديهم ويقبلون فيبعثون عشر فوارس طليعة قال رسول الله ﷺ إنى أعرف أسمائهم وأسما أبائهم وألوان خيولم هم خير فوارس على ظهر الأرض يومئذ أو من خير فوارس على ظهر الأر ض يومئذ۔"[1]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ....پھر چوتھے روز باقی ماندہ مسلمان ان (عیسائیوں) کی طرف پیش قدمی کریں گے اور ان کی اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے دشمن کو مغلوب کریں گے اور وہ ایسی خطرناک جنگ کریں گے کہ اس جیسی کبھی کسی نے دیکھی نہ ہوگی حتی کہ پرندہ لاشوں سے گذرے گا مگر وہ مرکر گر جائے گا، لیکن ان کی لاشوں سے گذر نہ پائے گا۔ ایک باپ کے سو بیٹے ہوں گے تو گنتی کرنے پر معلوم ہوگا کہ ان میں سے صرف ایک ہی باقی بچا ہے پھر کس غنیمت پر خوشی حاصل ہوگی اور کونسی وراثت تقسیم کی جائے گی ؟اسی دوران وہ اس (جنگ عظیم) سے بھی بڑی خوفناک

(۱)[مسلم (۱۲۵۲) کتاب الفتن باب اقبال الروم فی کثرۃ القتل]

بات سنیں گے کہ ایک منادی (شیطان) سے چیخے گا ''دجال تمہارے اہل وعیال میں آچکا ہے!'' تو وہ (مسلمان) سب کچھ چھوڑ کر اسکی طرف متوجہ ہو جائیں گے او ردس(۱۰) گھڑسواروں کو تفتیش کے لئے بھیجیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ان کے اور ان کے آباؤ اجداد کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بخوبی پہچانتاہوں اور یہ (گھڑسوار) اس دن روئے زمین کے سب سے بہترین گھڑسوار ہونگے۔

(17) عن جابر بن سمرة عن نافع بن عتبه قال قال رسول الله ﷺ تغزون جزيرة العرب فيفتحها الله ثم فارس فيفتحها الله ثم يغزون الروم فيفتحها الله ثم تغزون الدجال فيفتحه الله " قال: فقال نافع : ياجابر ! لانرى الدجال يخرج حتى يفتح الروم"(۱)

حضرت جابر نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تم جزیرہ عرب والوں سے لڑو گے اور اللہ تمہیں ان کا فاتح بنا دے گا پھر تم فارس (ایران) سے لڑو گے اور اللہ اسے تمہارے لئے فتح کر دیں گے پھر تم روم (عیسائیوں) سے لڑو گے اور اللہ کے حکم سے فتح پاؤ گے، پھر تم دجال سے لڑو گے اور اللہ تمہیں اس پر فتح دیں گے پھر نافع نے کہا جابر! ہمارے علم کے مطابق دجال روم کے فتح ہونے سے پہلے خارج نہیں ہوگا'' گذشتہ تمام روایات سے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(1) مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان امن وصلح کا ایک معاہدہ ہوگا جس کی ایک شق کے مطابق دونوں مل کر ایک تیسرے دشمن کے خلاف لڑیں گے جو نہ مسلمان ہوگا، نہ عیسائی بلکہ ان دونوں کے سوا ہوگا۔ دیکھئے حدیث نمبر ۱ اور حدیث نمبر ۲ میں (من ورائهم)

(۱)[مسلم کتاب الفتن: باب ما یکون من فتوحات المسلمین قبل الدجال (۲۹۰۰)]

(2) اس تیسرے دشمن پر دونوں ملتوں کو فتح حاصل ہو گی دیکھئے حدیث نمبر ۲ (فتنصرون وتسلمون وتغنمون) تم صلح کر کے عیسائیوں کی مدد کرو گے اور مال غنیمت پاؤ گے۔

(3) عیسائیوں اور مسلمانوں کی تیسرے دشمن کیخلاف متحدہ محاذ آرائی کا میدان جنگ کہیں ٹیلوں والی سرزمین کے قریب ہو گا کیونکہ فتح کے بعد مسلمان 'ٹیلوں والی زمین' میں پڑاؤ کریں گے اور وہاں آ کر مال غنیمت تقسیم کریں گے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۲ (ثم تنزلون بمرج ذی تلول)

(4) ٹیلوں والی سرزمین پر پڑاؤ کے دوران کچھ عیسائی بھی مسلمانوں کے ساتھ ہوں گے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۲

(5) مسلمانوں اور عیسائیوں کے باہمی معاہدہ کو عیسائی پاش پاش کریں گے اور اس کی صورت ایسی ہو گی جس پر غدر و خیانت کا انطباق ہو سکے گا۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۲ اور ۳)

(6) عیسائیوں اور مسلمانوں کی باہمی صلح اور تیسرے دشمن کی پسپائی کے بعد ان دونوں امتوں میں خوفناک جنگ چھڑ جائے گی جسے جنگ عظیم سے موسوم کیا گیا ہے بلکہ بعض روایات کے مطابق ایک خوفناک جنگوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۸ اور ۱۵)

(7) عیسائیوں اور مسلمانوں کی باہمی جنگ کی دو بڑی وجوہات ہونگی اول تو ایک مسلمان کا کسی عیسائی کو اس جرم میں قتل کرنا کہ وہ پہلی جنگ کی فتح کو صلیب کی مرہون منت سمجھ کر عین مسلمانوں کے دوران صلیب بلند کر کے کہے گا "ألا غلب الصليب" صلیب غالب آ گئی۔ اس کے قتل پر عیسائی پس پردہ لشکر جمع کر کے

بالآخر صلح توڑ دیں گے اور دوسری بڑی وجہ یہ ہوگی کہ اس دورانیے میں کچھ عیسائی بعض مسلمانوں کے ہاتھوں قیدی کیے جائیں گے اور ممکن ہے کہ وہ قیدی بعد میں اسلام قبول کر لیں اور عیسائی ان نومسلموں کا بھی مطالبہ کریں گے لیکن مسلمان ان نومسلم لوگوں کو عیسائیوں کے حوالے نہیں کریں گے نتیجتاً جنگ ہوگی۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۵ اور ۶) واضح رہے کہ بعض روایات میں یہ وجوہات اکٹھی بھی بیان کی گئی ہیں۔ دیکھئے: الفتن از نعیم بن حماد (۱۱۶۳، ۱۱۶۷، ۱۱۹۲، ۱۱۹۵، ۱۲۰۴) علاوہ ازیں حافظ ابن کثیرؒ کا بھی یہی رجحان ہے۔ ملاحظہ ہو 'النہایۃ' (ج ا ص ۴۲ تا ۴۴)

(8) بعض روایات میں عیسائیوں کا مطالبہ ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ "خلوا بيننا وبين الذين سبوا منا" تم ہمارے اور ان لوگوں سے دست بردار ہو جاؤ جو "سبوا منا" اس کے دو مفہوم ہیں اگر اس صیغے کو معروف پڑھیں تو معنی یہ ہوگا "جنہوں نے ہمارے آدمی گرفتار کر لیے ہیں" اور اگر اسے مجہول پڑھیں تو معنی یہ ہوگا "جو ہمارے لوگ قیدی بنا لئے گئے ہیں" اور ممکن ہے کہ حالت قید میں ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا ہو اسی لئے مسلمان ان کا مطالبہ یہ کہہ کر رد کریں گے۔ " لا والله لا نخلي بينكم وبين اخواننا " اللہ کی قسم! ہرگز ایسا ممکن نہیں کہ ہم اپنے (نومسلم) بھائیوں سے دست بردار ہو جائیں" کیونکہ اسلام قبول کرنے کے بعد اب یہ تمہارے بھائی نہیں بلکہ ہمارے بھائی ہیں۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۵۔۶)

(9) 'ٹیلوں والی سرزمین' جسے افغانستان ثابت کر کے گزشتہ جنگوں کا انطباق کیا جا تار ہا ہے یہ انطباق درست نہیں کیونکہ ❶ ٹیلوں والی سرزمین غیر معروف بتائی گئی ہے لہٰذا یہ تو ہر وہ جگہ ہو سکتی ہے جہاں پہاڑی سلسلے ہوں اور وسطی ایشیا کی تمام

ریاستیں اور جنوبی ایشیا کا سارا خطہ ایسے سلسلوں پر مشتمل ہے۔ ❷ مسلمانوں کی دو مختلف دشمنوں سے الگ الگ جنگ برپا ہو گی ایک جنگ تو مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ہو گی جس کے لیے (مرج ذی تلول) 'ٹیلوں والی سرزمین' کے الفاظ استعمال نہیں کیے گئے جب کہ اس سے پہلے عیسائیوں سے مل کر کسی اور دشمن کے خلاف ایک جنگ ہو گی مگر اس جنگ کا میدان کارزار ذکر نہیں کیا گیا، صرف اتنا مذکور ہے کہ اس جنگ کے خاتمے کے بعد مسلمان ٹیلوں والی سرزمین پر پڑاو کریں گے جس سے صرف اتنا اشارہ ملتا ہے کہ پہلی جنگ کا میدان ٹیلوں والی سرزمین کے قریب ہو گا اور اگر قرائن کے مطابق عین ٹیلوں والی سرزمین کو میدان جنگ قبول بھی کر لیا جائے تو یہ پہلے معرکے کا میدان ہو گا دوسرے معرکے کا میدان یہ نہیں ہو گا۔ البتہ دوسرے معرکے کا پہلا ایندھن اسی میدان سے مہیا ہو گا یعنی ٹیلوں والی سرزمین پر کوئی مسلمان ایک عیسائی کو کسی وجہ سے قتل کرے گا جس کے نتیجے میں عیسائی صلح توڑ کر جنگ کی تیاری میں مصروف ہو جائیں گے (فعند ذلك تغدر الروم وتكون الملاحم فيجمعون إليكم......)" پھر اس واقعہ کی وجہ سے رومی غدر کریں گے اور جنگوں کا سلسلہ شروع ہو گا چنانچہ وہ مسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کریں گے۔

(10) مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ہونے والی جنگ عظیم کا میدان کارزار ملک شام ہو گا افغانستان نہیں! دیکھیے حدیث نمبر ٦ میں یہ الفاظ قابل استشہاد ہیں حتى تنزل الروم بالاعماق أو بدابق 'رومی اعماق یا دابق مقام پر پڑاؤ کریں گے اور یہ دونوں علاقے ملک شام میں 'حلب' کے قریب ہیں۔

(11) عبداللہ بن مسعودؓ نے ملک شام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: عدوا يجمعون لاهل

الاسلام ......دشمن اس جگہ مسلمانوں کے خلاف جمع ہوگا۔(دیکھیے حدیث نمبر ۸)

(12) مسلمانوں کا اس جنگ میں بیس کیمپ غوطہ نامی مقام ہوگا جو شہر دمشق (شام) میں واقع ہے لہٰذا یہ جنگ انہی علاقوں میں لڑی جائے گی۔(دیکھیے حدیث نمبر ۱۰،۱۱)

علاوہ ازیں اس کی تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں یہ صراحت ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق (شام) کے مشرقی حصہ میں سفید مینار کے پاس نازل ہونگے۔[1]

(13) مسلمانوں کا ایک کیمپ مدینے میں ہوگا، جہاں سے بہترین مسلمان نکل کر جنگ میں حصہ لیں گے۔ دیکھئے حدیث نمبر ۲

(14) عیسائیوں کے لشکر کی کل تعداد نو لاکھ ساٹھ ہزار (9,60000) ہوگی۔(دیکھئے حدیث نمبر ۱۳)

(15) اس جنگ عظیم کا آخری مرحلہ چار دنوں پر محیط ہوگا، جس میں بے شمار مسلمان شہید ہوں گے۔کوئی پرندہ ان کے اوپر سے گذرے تو اپنی عمر پرواز ختم کر کے مرے گا، مگر ان لاشوں کو طے نہیں کر پائے گا۔(دیکھئے حدیث نمبر ۸)

(16) یہ جنگ عظیم قسطنطنیہ کی (دوبارہ) فتح اور خروج دجال سے پہلے برپا ہوگی پھر قسطنطنیہ کے موقع پر اور خروج دجال کے بعد مزید خوفناک جنگیں ہوں گی، اس لئے اسے (جنگوں کا آغاز) تکون الملاحم سے موسوم کیا گیا ہے۔(دیکھئے حدیث نمبر ۸،۱۴)

(17) یکے بعد دیگران تمام جنگوں میں مسلمان فتح سے ہمکنار ہوتے جائیں گے۔(ایضاً)

(18) عیسائیوں سے جنگ عظیم میں مسلمانوں کے ننانوے فیصد مجاہدین شہادت سے سر

---

(۱)[تفصیل کے لئے دیکھئے: مسلم؛ کتاب الفتن (۲۹۳) ابوداود (۴۳۲۱) ترمذی (۲۲۴۰) ابن ماجه (۴۱۲۶)]

فراز ہوں گے۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۸)

(19) اس جنگ عظیم کے بعد مسلمان قسطنطنیہ کو فتح کریں گے جو غیر مسلموں کے قبضے میں ہوگا، مگر اس فتح میں ہتھیار استعمال نہیں ہوں گے بلکہ 'تکبیرات' ہی کافی ہوں گی۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۸)

(20) افغانستان میں مسلمانوں اور عیسائیوں (امریکہ) نے مل کر ایک تیسرے دشمن (روس) کے خلاف جنگ لڑی جس میں فتح حاصل ہوئی اور وہی عیسائی (امریکہ) مسلمانوں (طالبان) کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں، بلکہ طالبان کی قوت کو منتشر کر چکے ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاید مذکورہ پیش گوئیاں انہی واقعات کی طرف رہنمائی کرتی ہوں مگر اس میں بہت سی باتیں قابل غور ہیں۔ مثلاً

❶ مسلمانوں اور عیسائیوں کا ملکر روس کو پاش پاش کرنا تو قرین قیاس ہوسکتا ہے، بلکہ یہ سرزمین بھی 'ٹیلوں' والی ہی تھی مگر اس کے بعد عیسائیوں سے جن دو وجوہات کی بنا پر جنگ کا آغاز ہوگا۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۷) طالبان کی جنگ ان دو وجوہات کی بنا پر نہیں ہوئی۔ ❷ عیسائیوں سے جنگ عظیم ملک افغانستان میں نہیں بلکہ ملک شام میں لڑی جائے گی۔ (دیکھیے حدیث نمبر ۸) ❸ مسلمانوں کا تہائی لشکر شہید، تہائی فرار اور تہائی غالب ہوگا جب کہ یہاں ایسی صورت حال پیدا نہیں ہوئی۔ ❹ اس جنگ میں عیسائی اس جھنڈوں تلے نو لاکھ ساٹھ ہزار کا لشکر لے کر آئیں گے مگر یہاں ایسا نہیں ہوا۔ ❺ لاکھوں کی تعداد میں عیسائی مقتول ہوں گے اور مسلمان بھی ننانوے فیصد شہید ہونگے کیا افغانستان میں دونوں صورتیں واقع ہوئیں؟ ❻ اس جنگ میں مسلمانوں کا بیس کیمپ دمشق میں ہوگا۔ جب کہ افغانستان کی جنگ میں ایسا نہیں تھا ❼ نیز مجاہدین کا بیشتر حصہ مدینے سے شرکت کرے گا جب کہ یہ صورت بھی افغانستان میں نہیں تھی۔ اس لیے معلوم یہی ہوتا ہے کہ بہر حال ابھی اس جنگ عظیم کا آغاز نہیں ہوا۔

فصل سوم

قسطنطنیہ (استنبول) کے بارے میں مختلف پیش گوئیاں اور ان کی تعبیر

قسطنطنیہ کا موجودہ نام استنبول ہے جو اب ترکی کا دار الحکومت ہے، ہزار ہا برس قبل روم کے بادشاہ قسطنطین نے اس شہر کو اپنا دار الحکومت بنا کر آباد کیا تو پھر اسی بادشاہ کے نام کی مناسبت سے یہ قسطنطنیہ معروف ہوا۔(۱)

آنحضرت ﷺ کے دور میں لوگ اسی شہر کو قسطنطنیہ کے نام سے جانتے تھے یا پھر بعض روایات میں اسے مدینہ قیصر (شاہ روم قیصر کے شہر) سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ جب کہ مراد ایک ہی شہر ہے خواہ اسے 'مدینہ قیصر' کہا جائے یا قسطنطنیہ سے موسوم کیا جائے یا اب اس کے نئے نام 'استنبول' سے پکارا جائے۔

آنحضرت ﷺ نے اس شہر کے بارے میں تین طرح کی پیش گوئیاں فرمائی ہیں۔ (جیسا کہ آئندہ آنے والی روایات سے ثابت ہوتا ہے)

پہلی پیش گوئی یہ تھی کہ قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی کرنے والے پہلے اسلامی لشکر کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے، یعنی ان کے لئے آپ ﷺ نے جنت کی گویا بشارت فرما دی ہے اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں کہ 'اول جيش من أمتي يغزون مدينة قيصر مغفور لهم" (۲)

''میری امت کا وہ پہلا لشکر (جہنم کی آگ سے) بخش دیا گیا ہے جو قیصر کے شہر (قسطنطنیہ) پر حملہ آور ہوگا۔''

---

(۱)[تفصیل دیکھئے ملاحظہ ہو معجم البلدان (۳۴۷/۴)]

(۲)[بخاری، کتاب الجہاد: باب ما قيل في قتال الروم (۲۹۲۴)]

یہ پیش گوئی حضرت امیر معاویہ ﷛ کے دور میں پوری ہوئی، کیونکہ امیر معاویہ بن ابی سفیان ﷛ کے عہد ۵۵ھ میں یزید بن معاویہ کی کمان میں قسطنطنیہ کی طرف پیش قدمی کی گئی تھی۔ یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ صحابہ کرام ﷡ میں سے بحری جہاد کا آغاز کرنے والے حضرت معاویہ ﷛ ہیں اور بحری جہاد کے بارے میں گذشتہ حدیث میں نبی کریم ﷺ کی دو پیش گوئیاں مذکور ہیں جن کی وضاحت سے پہلے مکمل حدیث کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔ حضرت ام حرام ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی سنا کہ ' أول جیش من أمتی یغزون البحر"

''میری امت کا پہلا لشکر جو دریائی سفر کر کے جہاد کے لئے جائے گا اس نے (اپنے لئے اللہ تعالی کی رحمت ومغفرت یا جنت) واجب کر لی''

تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں بھی اس لشکر میں شریک ہوں گی آپ ﷺ نے فرمایا ہاں تم بھی ان کے ساتھ شریک ہوگی پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "اول جیش من أمتی یغزون مدینة قیصر مغفور لھم"''میری اُمت کا سب سے پہلا لشکر جو شاہ روم کے شہر (قسطنطنیہ) پر حملہ آور ہوگا انہیں معاف کر دیا جائے گا''۔ ام حرام ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول سے کہا کیا میں ان کے ساتھ بھی ہوں گی آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ بعض روایات میں یہ وضاحت ہے کہ ''نہیں بلکہ تم پہلے لشکر کے ساتھ ہو''۔ (۱)

اس ایک روایت میں بحری جہاد کے حوالے سے دو پیش گوئیاں مزکور ہیں۔

❶ ایک تو مطلق طور پر اس پہلے لشکر کے بارے میں ہے جو بحری جہاد میں سبقت کرے گا اور اس بحری جہاد میں کسی علاقے کی تعیین نہیں کی گئی، البتہ اس میں

(۱)[(بخاری کتاب الجہاد (۲۹۲۴)(۲۸۹۴)]

یہ اشارہ ضرور ہے کہ اس لشکر میں ام حرامؓ ضرور شریک ہوں گی اور تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عثمان ﷛ کے عہد خلافت ۲۷ھ میں امیر معاویہ ﷛ کی زیر قیادت جزیرہ قبرص کے عیسائیوں پر بحری مہم روانہ کی گئی جس میں اُم حرامؓ بھی شریک تھیں، اسی لشکر کی واپسی پر یہ راستے میں سواری سے گر کر شہید ہو گئیں لہٰذا یہ پیش گوئی پوری ہو چکی ہے۔

❷ اسی روایت میں دوسری پیش گوئی اس لشکر کے بارے میں ہے جو شاہ روم کے شہر یعنی قسطنطنیہ پر مسلمانوں کی طرف سے سب سے پہلے پیش قدمی کرے گا اس میں محض پیش قدمی کا ذکر ہے، فتح کا ذکر نہیں تو تاریخی طور پر یہ پیش گوئی امیر معاویہ کے عہد میں پوری ہو چکی ہے۔ کیونکہ انہی کے دور میں یزید بن معاویہ کی زیر قیادت سب سے پہلی مہم قسطنطنیہ کی طرف روانہ کی گئی تھی، لیکن یہ پہلا لشکر بغیر فتح حاصل کئے واپس آیا (بعض روایات کے مطابق یزید سے پہلے اور بعد میں بھی لشکر بھیجیں گے تاہم ان میں سے فتح کسی کو نصیب نہ ہوئی) قسطنطنیہ کے بارے میں دوسری پیش گوئی میں واضح طور پر آنحضرت ﷺ نے فتح کی شہادت دی ہے۔ جیسا کہ درج ذیل روایات سے واضح ہے۔ واضح رہے کہ یہ دوسری پیش گوئی بھی پوری ہو چکی ہے، کیونکہ تاریخی طور پر یہ بات متحقق کہ ۸۵۷ھ بمطابق ۱۴۵۳ھ میں عثمانوی خاندان کے فرزند محمد بن مراد (جو سلطان محمد بن الفاتح کے نام سے مشہور ہوا) نے قسطنطنیہ بزور شمشیر فتح کیا اور اس گھمسان کی جنگ میں سلطان محمد الفاتح نے اپنے دور کے تمام جدید ہتھیاروں کو استعمال کیا۔

قسطنطنیہ کے بارے میں تیسری پیش گوئی یہ ہے کہ اسے قیامت کے قریب دوبارہ فتح کیا جائے گا اس فتح کے فوراً بعد دجال نکل آئے گا، حتیٰ کہ دجال کی خبر سنتے ہی قسطنطنیہ

کی فتح میں شریک ہونے والے مسلمان سارا مال غنیمت وہیں چھوڑ کر دجال کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ نیز یاد رہے کہ قسطنطنیہ کی تیسری فتح میں ہتھیار کی بجائے تسبیحات وتکبیرات ہی کافی ہونگی اوران پاکیزہ کلمات کے ساتھ قسطنطنیہ کی فصیلیں گر جائیں گی اور مسلمان اس پر فتح پالیں گے۔

چونکہ یہ تیسری پیش گوئی ذرا دقیق ہے اوراس کی توضیح میں بعض اہل علم غلط فہمیوں کا شکار بھی ہوئے ہیں اس لئے اس پیش گوئی سے متعلقہ احادیث کے ساتھ ساتھ اہم باتوں کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہے۔

عن معاذ بن جبل ﷺ قال قال رسول الله ﷺ :عمران بيت المقدس خراب يثرب وخراب يثرب خروج الملحمة وخروج الملحمة فتح القسطنطنيه وفتح القسطنطنيه خروج الدجال ثم ضرب بيده على فخذ الذى حدثه أو منكبه ثم قال : إن هذا الحق كما أنت ههنا أو كما أنك قاعد"(۱)

''حضرت معاذ بن جبل ﷺ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: 'بیت المقدس کا آباد ہونا مدینہ کے ویران ہونے کا نشان ہے اور مدینہ کا ویران ہونا جنگوں کے آغاز کا نقارہ ہے اور جنگوں کا آغاز قسطنطنیہ کی فتح کی علامت ہے اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے خروج کا وقت ہے، پھر آپ نے سامع کی ران، یا کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا کہ یہ اسی طرح حق ہے جس طرح تمہارا یہاں موجود ہونا برحق ہے۔''

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ کی فتح سے پہلے خطرناک جنگیں ہوں گی

(۱)[احمد(۲۰۹)ابوداؤد کتاب الملاحم باب فی أمارات الملاحم (۴۲۹۴،۸۹۰)]

جن کے نتیجے میں بالآخر مسلمان قسطنطنیہ تک فتح حاصل کر لیں گے، یہاں جن جنگوں کی طرف اشارہ ہے ان کی تفصیل 'مسلمانوں اور عیسائیوں میں جنگ عظیم کس علاقہ میں ہوگی' کے تحت گذر چکی ہے۔ علاوہ ازیں درج ذیل حدیث سے بھی اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

عن أبی هريرة ﷺ قال قال رسول الله ﷺ: لا تقوم الساعة حتى تنزل الروم بالاعماق أو بدائق فيخرج إليهم جيش من المدينة من خيار أهل الأرض يومئذ فإذا تصافوا قالت الروم خلوا بيننا وبين الذين سبوا منا نقاتلهم فيقول المسلمون لاو الله ! لا نخلى بينكم وبين إخواننا فيقاتلونهم فينهزم ثلث لا يتوب الله عليهم أبدا ، ويقتل ثلثهم أفضل الشهدآء عند الله ويفتح الثلث لا يفتنوا أبدا فيفتحون قسطنطنية فبينما هم يقسمون الغنائم قد علقوا سيوفيهم بالزيتون إذ صاح فيهم الشيطان : أن المسيح قد خلفكم فی أهليكم فيخرجون وذلك باطل فإذا جآء والشام خرج فبيناهم يعدون للقتال يسوون الصفوف إذا أقيمت الصلاة فينزل عيسىٰ بن مريم ؑ فإذا رآه عدو الله ذاب كما يذوب الملح فی الماء فلو تركه لا نزاب حتى يهلك ولكن يقتله الله بيده فيريهم دمه فی حربته" (۱)

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا:" قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ رومی اعماق یا دابق (ملک شام کے) مقام پر پڑاؤ کریں گے۔ ان کی طرف مدینہ سے ایک لشکر (بغرض قتال) نکلے گا اور وہ روئے زمین کے سب سے بہترین لوگوں پر مشتمل لشکر ہوگا، جب وہ مقابلے پر آئیں گے تو رومی انہیں

(۱)[مسلم کتاب الفتن باب فی فتح القسطنطنية (۲۸۹۷)]

کہیں گے کہ تم ہمارے اور ان لوگوں کے لئے درمیان سے ہٹ جاؤ جنہوں نے ہمارے آدمی قیدی بنائے ہیں (یا جو ہم میں سے قیدی بنا لئے گئے ہیں) مسلمان کہیں گے کہ خدا کی قسم! ہم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے کہ اپنے مسلم بھائیوں کو تمہارے حوالہ کر دیں ۔ پھر وہ ان سے لڑائی شروع کردیں گے اور مسلمانوں کا تہائی حصہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائے گا، جن کی توبہ اللہ تعالیٰ کبھی قبول نہیں کریں گے۔ جب کہ ایک تہائی لوگ شہید ہو جائیں گے جو اللہ کے نزدیک سب سے افضل شہید ہونگے اور آخری تہائی مسلمان فتح حاصل کریں گے جو کبھی فتنہ کا شکار نہیں ہونگے۔''

اس روایت سے دو اہم باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ❶ قسطنطنیہ کو فتح کرنے والے اسلامی جہادی لشکر کے ایک تہائی مجاہدین ہونگے اور باقی ایک تہائی شہید اور ایک تہائی فرار (یا مرتد) ہو جائیں گے۔ ❷ قسطنطنیہ کی پہلی فتح جو سلطان محمد الفاتح کے ہاتھوں ہوئی تھی اس میں یہ صورتحال پیدا نہیں ہوئی تھی لہٰذا اس حدیث کے مطابق مسلمان دوبارہ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے، اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قسطنطنیہ کی دوبارہ فتح سے پہلے کیا یہ کفار کے تسلط میں چلا جائے گا یا اہل قسطنطنیہ (معاذ اللہ) مرتد ہو جائیں گے۔؟

کیا سیکولر ترکی پر کافرانہ حکومت مسلط ہے؟

بعض اہل علم ترکی کی موجودہ سیکولر ریاست کو غیر اسلامی قرار دیکر یہ ثابت کرتے ہیں کہ جب سے 'مصطفیٰ کمال' نے اسلامی خلافت کے خاتمے کا اعلان کر کے غیر اسلامی اور لادینی ریاست کی بنیاد رکھی ہے تب سے ترکی کی حیثیت ایسے ہے جیسے اس پر غیر مسلموں کا قبضہ ہو لہٰذا نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق مسلمان اسلامی نظام کے نفاذ واحیاء کے لئے دوبارہ اس پر حملہ آور ہوں گے اور اس وقت اسے فتح کرنے کے لئے ہتھیار استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

کلی طور پر یہ دعویٰ درست نہیں ہے اگر چہ ترکی میں بے دینی کی لہر بڑھی تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے۔ اسلامی لباس، پردہ، اسلامی وضع قطع، عربی رسم الخط اور کئی دوسرے ضروری اسلامی احکامات پر پابندی ہے جب کہ خلاف ورزی کرنے والے کو قرار واقعی سزا دی جاتی ہے بلکہ ملک سے بھی نکال دیا جاتا ہے اور آئے روز ایسی بیشمار مثالیں منظر عام پر آتی رہتی ہیں البتہ فی الحال اس پر حتمی دعویٰ نہیں کیا جا سکتا معلوم ہوتا ہے کہ ترکی کی دین اسلام کی طرف مکمل واپسی کی بجائے بے دینی ہی بڑھتے بڑھتے کفر کی شکل اختیار کرے گی اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ ایسے حالات میں ترکی غیر مسلموں کے تسلط میں چلا جائے تا آنکہ راسخ العقیدہ مسلمان اسے دوبارہ فتح نہ کرلیں۔

قسطنطنیہ کی دوسری فتح کی ایک اور دلیل اور امام ترمذی کا تسامح!

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ ''فتح قسطنطنيه مع قيام الساعة''[1]

''قسطنطنیہ کی فتح قیامت قائم ہونے کے انتہائی قریب ہوگی۔''

اگر چہ یہ روایت موقوف ہے (یعنی یہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول ہے نبی کریم ﷺ کا فرمان نہیں) تاہم اس کی تائید گزشتہ اور آئندہ ذکر کی جانے والی ان روایات سے ہوتی ہے جن میں یہ صراحت ہے کہ اس فتح کے معاً بعد دجال نکل آئے گا اور یہ متفقہ بات ہے کہ دجال کا خروج قیامت کی آخری بڑی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ علاوہ ازیں اگر اصول حدیث کی رو سے دیکھا جائے تو یہ موقوف روایت بھی مرفوع کے حکم میں ہے۔ کیونکہ محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب کوئی صحابی مستقبل کی کسی بات کا اپنی طرف سے ذکر کرے تو وہ موقوف روایت مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے۔[2]

(۱) [ترمذی: کتاب الفتن: باب ما جاء فی خر علامات خروج الدجال (۲۲۳۹)]

(۲) [ملاحظہ ہو تدریب الراوی (۱/۱۵۵)]

اس روایت کے بعد امام ترمذیؒ اپنے استاد محمود بن غیلان کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ

"هذا حديث غريب والقطنسطنيه هی مدينة الروم تفتح عند خروج الدجال والقسطنطنيه قد فتحت فی زمان بعض أصحاب النبی ﷺ"

محمود غیلان فرماتے ہیں کہ 'یہ حدیث غریب ہے اور قسطنطینہ ایک رومی شہر ہے جو دجال کے خروج کے وقت فتح ہوگا۔'' امام ترمذی اس پر تعاقب فرماتے ہیں کہ) حالانکہ قسطنطنیہ بعض صحابہ کرام کے دور میں فتح ہو چکا ہے''

لیکن امام ترمذی کا اپنے استاد محمود بن غیلان پر یہ تعاقب درست نہیں کیونکہ قسطنطنیہ کے خلاف اگر چہ امیر معاویہ ؓ نے لشکر بھیجا تھا (بلکہ بعض روایات کے مطابق کئی لشکر یکے بعد دیگرے روانہ کئے۔) مگر اس وقت فتح حاصل نہ ہوئی تھی اور یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ قسطنطنیہ کی پہلی فتح سلطان محمد الفاتح کے ہاتھوں ۸۵۷ھ میں ہوئی۔

قسطنطنیہ کی دوسری فتح تسبیح وتکبیر سے ہوگی۔

عن أبی هريرة قال قال رسول الله ﷺ سمعتم بمدينة جانب فی البر جانب منها فی البحر ؟ قالوا نعم يا رسول الله ! قال : لا تقوم الساعة حتى يعزوها سبعون ألفا من بنی إسحق فإذا جاء وها نزلوا فلم يقاتلوا بسلاح ولم يرموا بسهم قالوا : لا اله الا الله والله أكبر فيسقط أحد جانبيها قال ثور لا أعلمه الا قال : الذی فی البحر ثم يقول الثانية لا اله الا الله والله اكبر فيسقط جانبها الاخر ثم يقول

الثالثة لا اله الا الله والله أكبر فيفرج لهم فيدخلونها فيغنموا فبينما هم يقتسمون المغانم إذ جاء هم الصريح فقال: إن الدجال قد خرج فيتركون كل شيء ويرجعون"[1]

''حضرت ابو ہریرہ ﷛ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ایسے شہر کے بارے میں سنا ہے جس کے ایک جانب سمندر اور دوسرے جانب خشکی ہے؟ لوگوں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ حضرت اسحاق ؑ کی اول اولاد میں سے ستر ہزار لوگ اس شہر کی طرف پیش قدمی کریں گے اور وہ تیر وتفنگ (اسلحہ) سے جنگ نہیں کریں گے بلکہ وہ لا اله الا الله والله اکبر کہیں گے تو اس شہر کی سمندر والی جانب گر جائے گی، پھر دوسری مرتبہ مسلمان لا اله الا الله والله اکبر کہیں گے تو اس کی دوسری جانب بھی گر (فتح ہو) جائے گی۔ پھر تیسری مرتبہ لا اله الا الله والله اکبر کہیں گے تو وہ شہر فتح ہو جائے گا اور مسلمان اس میں داخل ہو کر مال غنیمت حاصل کریں گے۔ ابھی وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے کہ کوئی شخص اعلان کرے گا کہ دجال نکل چکا ہے۔ چنانچہ وہ سارا مال غنیمت وہیں چھوڑ کر واپس (دجال کی طرف) لوٹ جائیں گے۔''

تسبیح وتکبیر سے فتح ہونے والا شہر کونسا ہے۔؟

اس روایت میں حضور اکرم ﷺ نے اس شہر کی جو علامات بیان کی ہیں اس کا صحیح مصداق تاریخ وجغرافیہ کی روشنی میں صرف قسطنطنیہ (استنبول) ہی ہو سکتا ہے مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا: ❶ اس کی ایک جانب خشکی میں ہے ❷ ایک جانب سمندر کی طرف ہے

(۱)[مسلم کتاب الفتن: باب لا تقوم الساعة حتى بسر الرجال بقبر الرجل (۲۹۲۰)]

۔ ❸ جب دونوں اطراف گر جائیں گے تو شہر کھل جائے گا، کیونکہ اس کے اطراف میں یا خشکی ہے یا پانی (سمندر) تیسرا کوئی راستہ نہیں۔ ❹ صحابہ کے دور میں بھی یہ شہر موجود تھا اور وہ اس سے واقفیت رکھتے تھے۔

یاقوت حموی اپنی کتاب معجم البلدان میں رقم طراز ہیں کہ:

"مدينة الروم ويقال قسطنطنية وهي معروفة الآن ب(اسطنبول) أو (استنبول) من مدن تركيا وكانت تعرف قديما باسم بيزنطة ثم لماملك قسطنطين الأكبر ملك الروم بنى عليها سؤرا وسماها قسطنطنيه وجعلها عاصمة ملكه ولها خليج من جهة البحر يطيف بها من وجهين مما يلي الشرق والشمال وجانبها الغربي والجنوبي في البر۔"[1]

''شہر روم کو قسطنطنیہ کہا جاتا ہے جو موجودہ دور میں اسطنبول یا استنبول کے نام سے ترکی کا ایک شہر (دار الحکومت) ہے اس کا قدیم نام بیزنطین تھا پھر جب شاہ روم قسطنطین نے اس کی فصیل بنائی تو اسے قسطنطنیہ کا نام دے کر اپنا دار الحکومت بنا لیا اسی شہر کی ایک خلیج مشرق سے شمال کی طرف پھیلی ہوئی ہے اور دوسری جانب مغرب سے جنوب کی طرف خشکی میں ہے۔''

اگر چہ یہ بات بظاہر ناممکن دکھائی دیتی ہے کہ ہتھیاروں کے بغیر محض تکبیر و تسبیح سے اس شہر کی مضبوط دیواریں اور فصیلیں زمین بوس ہو جائیں! لیکن اگر حضور نبی اکرم ﷺ کی پیش گوئی کو سچا اور اللہ تعالیٰ کو علی کل شیء قدیر تسلیم کر لیا جائے تو پھر یہ بات ناممکن نظر نہیں آئے گی۔

---

(۱)[معجم البلدان (۴/۳۴۷۔۳۴۸)]

قسطنطنیہ کو دوبارہ بنی اسحاق فتح کریں گے یا بنو اسماعیل؟

مذکورہ روایات میں ہے کہ قسطنطنیہ فتح کرنے والے بنو اسحاق ہوں گے لیکن اس پر یہ اشکال وارد ہوتا کہ بنو اسحاق تو خود رومی (عیسائی) ہیں جو عیس بن اسحاق بن ابراہیمؑ کی اولاد سے ہیں پھر یہ فتح ان کے ہاتھوں کیسے ممکن ہوگی؟

امام نوویؒ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "قاضی عیاض کا کہنا ہے کہ صحیح مسلم کے تمام نسخوں میں بنی اسحاق کا ذکر ہے لیکن بعض اہل علم کہتے ہیں کہ یہ بنی اسحاق نہیں بنی اسماعیل (عرب) ہیں اور یہی (لفظ) محفوظ ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی حدیث اور سیاق وسباق سے مراد اہل عرب ہی ہیں (جو قسطنطنیہ فتح کریں گے)"[1]

جب کہ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ

"يدل على أن الروم يسلمون فى آخر الزمان ولعل فتح القسطنطنيه يكون على أيدى طائفة منهم كما نطق به الحديث المتقدم أنه يغزوها سبعون الفا من بنى إسحاق"

"اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رومی آخری زمانے میں اسلام قبول کر لیں گے اور شاید قسطنطنیہ کی فتح انہی میں سے کچھ لوگوں کے ہاتھوں مقدر ہو جیسا کہ گزشتہ حدیث اس پر شاہد ہے کہ ستر ہزار بنی اسحاق قسطنطنیہ پر چڑھائی کریں گے"

(۱) [شرح مسلم للنووی ۱۸/۴۳، ۴۴]

نجد عراق کے بارے میں پیش گوئی اور اس کی تعبیر وتعیین

آنحضرت ﷺ نے عراق کے بارے میں یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ اس سرزمین سے بہت سے فتنے رونما ہوں گے یہاں بے برکتی رہے گی، زلزلے اور آفتوں کا سامنا ہوگا، اس طرف سے شیطان کا سینگ یعنی شیطان صفت لوگ نکلیں گے، حتی کہ جب آپ ﷺ نے شام ویمن کے لیے برکت کی دعا فرمائی تو لوگوں نے آپ ﷺ سے درخواست کی کہ عراق کے لیے بھی دعائے خیر فرمائی جائے مگر آپ ﷺ نے عراق کے لیے برکت کی دعا نہیں فرمائی بلکہ یہ پیشگوئی فرمائی کہ "هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان" (بخاری: ۷۰۹۴) یعنی ''عراق سے زلزلے اور فتنے رونما ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا''

سرزمین عراق سے فتنوں کے رونما ہونے کے حوالے سے بہت سی صحیح احادیث مروی ہیں جن میں سے بعض روایات عام ہیں، بعض خاص اور بعض خاص الخاص ہیں۔
عام روایات سے مراد وہ روایات ہیں جن میں علاقے کی تعیین کی بجائے سمت کی تعیین کرتے ہوئے یہ فرمایا گیا ہے کہ " راس الكفر نحو المشرق " (بخاری: ۳۳۰۱) '' کفر کا سرچشمہ مشرق کی طرف ہے''، "وأن الجفا بالمشرق "(المعجم الکبیر ۱۳۴۲۲) ''جور و جفا مشرق کی طرف ہے''۔

یعنی مشرق کی طرف اشارہ کر کے آنحضرت نے فتنوں کے ظہور کی پیش گوئی فرمائی۔
یاد رہے کہ اس 'مشرق' سے جغرافیائی اعتبار سے عصر حاضر کا 'مشرق' مراد نہیں کیونکہ عصر حاضر میں یورپ وامریکہ کے لیے 'مغرب' اور اس کے برعکس برصغیر، جزیرہ عرب اور دیگر ایشیائی علاقہ جات کے لیے 'مشرق' کی اصطلاح متعارف ہے اور اس اصطلاح کے پیش نظر تو خود مدینہ طیبہ بھی 'مشرق' میں آتا ہے جب کہ آپ مدینہ طیبہ

سے کسی اور 'مشرق' کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ پیشگوئی فرما رہے ہیں جیسا کہ عبداللہ بن عمر ﷺ صحابی فرماتے ہیں کہ:

"رایت رسول الله ﷺ يشير إلى المشرق فقال أن الفتنة ههنا من حيث يطلع قرن الشيطان "(۱)

''میں نے دیکھا کہ آنحضرت مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ فتنے یہاں سے ابلیں گے جہاں سے شیطان کا سینگ نمودار ہوگا''

لہٰذا اگر اس جدید و متاخر اصطلاح کو پیش نظر رکھتے ہوئے مذکورہ احادیث کی تعبیر کی جائے تو یہ تعبیر قطعی غلط اور الجھاؤ کا شکار ہوگی اور اس کی مزید تردید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جب آپ ﷺ نے 'مشرق' کی سمت استعمال فرمائی تھی تو آپ کے پیش نظر موجودہ اصطلاح ہرگز نہیں تھی اس لیے کہ یہ تو بہت بعد کی ایجاد ہے۔

اس لیے آنحضرت ﷺ کی اس پیشگوئی میں مشرق سے مراد وہ مشرق ہے جو مدینہ طیبہ کا مشرق بنتا ہے اور جسے عہد نبوی میں بھی لوگ مشرق کی حیثیت سے سمجھتے تھے۔

جن روایات میں عمومی طور پر مشرق کی سمت اشارہ کر کے پیش گوئی فرمائی گئی ہے اگر انہیں صرف عام ہی سمجھا جائے تو پھر اس میں ایران و عراق اور ان کے ماورا سارے علاقے مراد ہو سکتے ہیں اور اس لحاظ سے مدینہ کے ان مشرقی علاقوں میں سے کسی ایک علاقے کو اس پیش گوئی کا مصداق قرار نہیں دیا جا سکتا لیکن کچھ روایات میں اس عموم کی تخصیص ہو چکی ہے کہ ان مشرقی علاقوں میں سے آپ ﷺ کی مراد خاص عراق ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ سے مروی ہے کہ (۲)

"رأيت رسول الله يشير بيده يوم العراق : ها أن الفتنة ها هنا

(۱)[(بخاری: ۷۰۹۲)] (۲)[احمد ۲/۱۴۳]

ثلاث مرات من حيث يطلع قرن الشيطان "

''میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو عراق کی طرف اشارہ کر کے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک فتنہ یہاں سے نمودار ہوگا آپ نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی اور یہیں سے شیطان کا سینگ نکلے گا''

ایک روایت میں عراق کی صراحت اس طرح ہے کہ

''نبی نے دعا مانگی کہ یا اللہ ہمارے صاع اور مد (دو پیمانے) میں برکت فرما۔ یا اللہ! ہمارے یمن اور شام میں برکت فرما، لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! ہمارے عراق کے لیے بھی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے (دعا کی بجائے) فرمایا کہ وہاں سے شیطان کا سینگ نمودار ہوگا اور فتنے ابلیں گے، بلاشبہ جو رو وجفا مشرق میں ہے۔''(۱)

اس کے علاوہ مزید ایسی صحیح احادیث موجود ہیں جن میں عراق کی صراحت مذکورہ ہے اور انہیں بالتفصیل وبالتخریج آئندہ صفحات میں پیش کیا جائے گا۔ ایسی تمام روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس پیش گوئی میں آنحضرت ﷺ نے مشرق سے سرزمین عراق مراد لی ہے۔

بعض روایات خاص الخاص ہیں جن میں عراق کی بھی تعیین کرتے ہوئے اس بلند پٹی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جسے 'نجد عراق' سے تعبیر کیا جاتا ہے اور درج ذیل حدیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے جسے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ 'ایک دن اللہ کے رسول ﷺ نے دعائی فرمائی: یا اللہ! ہمارے لیے (ملک) شام میں برکت نازل فرما۔ یا اللہ! ہمارے لیے یمن میں برکت عطا فرما، لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ

(۱)[مجمع الزوائد (۳۰۸/۳)، طبرانی کبیر (۱۳۴۲۲)]

! ہمارے نجد (عراق) کے لیے بھی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: یا اللہ! ہمارے لیے شام میں برکت فرما۔ یا اللہ! ہمارے لیے یمن میں برکت فرما۔ لوگوں نے (پھر) کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے نجد (عراق) کے لیے بھی دعا کریں۔ (راوی نے کہا کہ) میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری بار یہ فرمایا کہ 'وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہیں سے شیطان کا سینگ نکلے گا''(۱)

یہاں دو باتیں نہایت قابل التفات ہیں (۱) پہلی بات یہ ہے کہ بعض لوگ مذکورہ روایات کو متعارض قرار دیتے ہوئے یہ دعویٰ کر دیتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کی بات میں تضاد نہیں ہوسکتا کہ کبھی آپ مشرق کی طرف اشارہ فرمائیں اور دوسری روایات کے بموجب آپ عراق اور نجد کی طرف اشارہ فرما کر یہ بات کہیں۔ چونکہ ان میں تضاد ہے لہذا یہ روایات صحیح نہیں۔

یہ اعتراض کم علمی اور جہالت پر مبنی ہے اس لیے کہ اول تو ان روایات میں کوئی تعارض، تخالف، تضاد یا تناقض ہرگز نہیں اس لیے کہ آنحضرت ﷺ نے بعض روایات میں مطلق طور پر مشرق کے بارے میں یہ پیش گوئی فرمائی اور بعض روایات میں عراق اور نجد کے الفاظ کے ساتھ ان کی تقیید اور وضاحت فرما دی کہ مشرقی علاقوں میں سے عراق اور اس کی بلند پٹی (نجد) مراد ہے کوئی اور مشرقی علاقہ نہیں اور اس میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ عام اور خاص میں کوئی تضاد نہیں ہوتا، بلکہ خاص عام ہی کا ایک متعین حصہ ہوتا ہے۔ اس کی مزید وضاحت اس مثال سے بھی ہوسکتی ہے کہ ایک شخص آپ سے کہے کہ میں نے گزشتہ ہفتے صوبہ 'پنجاب' کا سفر کیا ہے۔ پھر وہی شخص کسی دوسرے سے کہے کہ میں نے گزشتہ ہفتے لاہور کا سفر کیا ہے تو کیا آپ یہ اعتراض کریں گے کہ ان دو باتوں

---

(۱) [بخاری: (۷۰۹۴)]

میں تضاد ہے؟

کوئی صاحب علم وفہم تو کبھی بھی یہ اعتراض نہیں کرے گا اس لیے کہ لاہور خاص ہے اور پنجاب عام ہے، ممکن ہے کہ اس شخص نے پنجاب کے شہروں میں سے لاہور کی زیارت خصوصی طور پر کی ہو اور سائل کو پنجاب کا سفر کہنے کی بجائے لاہور کا سفر کہہ دیا اور لاہور بذات خود پنجاب ہی کا حصہ ہے پھر تضاد کیسے ہوا!

دوسرا جواب یہ ہے کہ مذکورہ تمام روایات بسند صحیح ثابت ہیں اور ائمہ محدثین میں سے کسی نے بھی یہ اعتراض نہیں کیا اور نہ ہی اس میں اس بنیاد پر ان احادیث کو رد کرنے کی کوشش کی ہے۔

(۲) دوسری قابل وضاحت بات یہ ہے کہ جن روایات میں فتنوں کا مسکن 'نجد' قرار دیا گیا ہے اس نجد کی بعض لوگوں نے تعصب کی بنا پر غلط تعیین کرنے کی کوشش کی ہے جس کی وضاحت ضروری ہے۔

نجد سے کیا مراد ہے؟

عربی کی تمام کتب لغات میں نجد سے ہر وہ علاقہ مراد لیا گیا ہے جو سطح زمین سے قدرے بلند ہو مثلاً

❶ مشہور ومعروف لغوی ابن منظور افریقی رقمطراز ہیں کہ

"النجد من الأرض قفا فها وصلابتها وما غلظ منه وأشرف وارتفع واستوى"[1]

''یعنی نجد سے مراد زمین کا وہ حصہ ہے جو بلند وبالا، سخت مضبوط اور (تمام سطح

(۱)[(لسان العرب ص ۴۵، ج ۱۴)]

(۲)[القاموس المحيط ۱/۳۵۲]

زمین سے) بلند و بالا ہو"

❷ علامہ مجد الدین فیروز آبادی 'نجد' کی تعریف میں رقمطراز ہیں کہ

"النجد ما أشرف من الأرض "[2]

"نجد ہر اس علاقے کو کہتے ہیں کہ جو زمین سے بلند ہو یا بلند زمین پر واقع ہو"

یہی تعریف النہایۃ لابن الاثیر، تاج العروس شرح القاموس، منتہی العرب اور المنجد وغیرہ میں بھی مذکورہ ہے کہ نجد سے مراد ہر وہ علاقہ ہے جو بلند زمین پر آباد ہو۔ اس تعریف کی رو سے عرب لغویوں اور جغرافیہ دانوں نے عرب میں بہت سے علاقوں کو نجد سے تعبیر کیا ہے مثلاً (۱) نجد خال (۲) نجد کبکب (۳) نجد مریع (۴) نجد الشری (۵) نجد برق (۶) نجد اُلوذ (۷) نجد حجاز (۸) نجد یمن (۹) نجد عفر (۱۰) نجد برق ۱۱) نجد عراق۔[1]

نجد کی تعیین

بعض لوگوں نے محض تعصب کی بنا پر شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ان کی تحریکی سرگرمیوں کو قرن الشیطان اور نجدی فتنوں سے تعبیر کرنے کی کوشش کی ہے اور طرفہ یہ کہ اس تعیین میں کوئی دلیل پیش کرنا بھی گوارا نہیں کیا محض لفظ 'نجد' کی بنا پر شیخ کی تحریک کو 'نجدی تحریک' کہہ کر بدنام کرنے کی بھر پور کوشش کی گئی جو تا حال جاری ہے۔

جیسا کہ در مختار کی درج ذیل عبارت سے واضح ہوتا ہے:[2]

"كما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجد

(۱) [تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو لسان العرب ۴۵ (۴۷/۱۴)، معجم البلدان (۲۶۵/۵)، القاموس المحیط (۳۵۲/۱)]

(۲) [ردالمختار ج ۳، ص ۳۱۳]

وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا أنهم المسلمون وأن من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا قتل أهل السنة وقتل علمائهم"

''جیسا کی ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے پیروکار ہیں جو'نجد' سے رونما ہوئے ہیں اور حرمین پر غالب آ گئے اور یہ فقہ حنبلی کے پیروکار ہیں لیکن ان کا اعتقاد ہے کہ صرف یہی مسلمان ہیں اور ہر وہ شخص مشرک ہے جو ہمارے نظریات کا مخالف ہے اسی بنا پر ان لوگوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کے قتل کو جائز قرار دیا ہے۔''

اسی طرح ایک بریلوی مولوی صاحب رقمطراز ہے کہ'' اس حدیث نبوی کے مطابق اس خاندان بنوتمیم سے محمد بن عبدالوہاب نجدی ہوا جس کی ذات سے نجدی فتنہ ظاہر ہوا۔ابن عابدین شامی ودار العلوم دیوبند کے صدر مدرس مولانا حسین احمد ٹانڈوی عرف مدنی ومولانا خلیل احمد دیوبندی ومولانا محمد علی جوہر نے بھی محمد بن عبدالوہاب نجدی کو اسی حدیث نبوی کا مصداق کہا ہے''(۱)

اسی طرح ایک اور صاحب حدیث' نجد' پیش کرنے کے بعد رقمطراز ہیں کہ''اس فرمان عالی کے مطابق بارہویں صدی میں نجد سے محمد بن عبدالوہاب پیدا ہوا اس نے کیا کیا اہل حرمین ودیگر مسلمانوں پر ظلم کیے۔''(۲)

مندرجہ اقتباسات میں بنیادی طور پر دو غلطیاں کی گئی ہیں ایک تو یہ کہ علامہ شامی نے اس تحریک کا بانی 'عبدالوہاب' کو قرار دیا ہے حالانکہ اس تحریک کے بانی کا نام 'محمد'(بن عبدالوہاب) ہے دوسری یہ کہ چونکہ شیخ محمد بن عبدالوہاب 'نجد' (یمن) سے

(۱)[(غیر مقلدوں کے فریب ص ۲۹ بحوالہ ضمیر کا بحران ص ۲۴۷)]

(۲)[جاء الحق (ص ۱۲، ج ۱)]

تعلق رکھتے تھے اس لیے محض 'نجد' کی بنیاد پر حدیث 'نجد' کا مصداق انہیں قرار دینے کی کوشش کی گئی ہے حالانکہ محض 'نجد' سے تعلق رکھنے والے لوگوں یا کسی 'نجد' کے علاقے کو فتنوں کی سرزمین قرار نہیں دیا جا سکتا کیونکہ ملک عرب میں ایک ہی نجد نہیں ہے، بلکہ دس سے زیادہ نجد معروف ہیں جن کی تفصیل گزشتہ صفحات میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

ہاں اگر ملک عرب میں ایک ہی نجد ہوتا تو پھر اس نجد اور اس کے رہنے والے لوگوں پر ان احادیث کا اطلاق کرنا آسان تھا مگر اب مشکل یہ ہے کہ دس سے زیادہ نجدوں میں سے وہ کونسا نجد ہے جس کو فتنوں کا مسکن قرار دیا گیا ہے؟؟

اگر تمام احادیث پر غور کیا جائے تو اس تعیین میں کوئی مشکل نہیں رہتی۔ اس لیے پہلے ہم ان تمام روایات کو من وعن پیش کرتے ہیں پھر اس کے بعد اس کی تعیین کی وضاحت کریں گے۔

❶ " عن ابن عمر قال ذكر النبي ﷺ اللهم بارك لنا في شامنا اللهم بارك لنا في يمننا قالوا يا رسول الله وفي نجدنا ؟ قال اللهم بارك لنا في شامنا، اللهم بارك لنا في يمننا قالوا يا رسول الله وفي نجدنا؟ فأظنه قال في الثالثة هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان" (۱)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول ﷺ نے دعا فرمائی یا اللہ! ہمارے لیے ہمارے (ملک) شام میں برکت نازل فرما، یا اللہ! ہمارے لیے ہمارے (ملک) یمن میں برکت فرما، لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے

---

(۱)[بخاری: کتاب الفتن ، باب قول النبي الفتنة من قبل المشرق (۷۰۹۴)، ترمذی (۳۹۷۹)، ابن حبان (۷۲۵۷)، مسند احمد (۱۸/۲)، شرح السنة (۲۰۶/۱۴)]

رسول ! ہمارے نجد کے لیے بھی (دعا فرمائیں) آپ ﷺ نے پھر دعا کی۔ یا اللہ! ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت نازل فرما۔لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول !ہمارے نجد کے لیے بھی (دعافرمایئے راوی نے کہا) میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا کہ وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نمودار ہوگا۔"

❸ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللهم بارك لنا فى مدينتنا وبارك لنا فى مكتنا وبارك لنا فى شامنا وبارك لنا فى يمننا وبارك لنا فى صاعنا ومدنا وبارك لنا فى شامنا وبارك لنا فى يمننا وبارك لنا فى صاعنا ومدنا فقال رجل يا رسول الله وفى عراقنا؟ فاعرض عنه فقال: فيها الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان"(1)

"یا اللہ ہمارے مدینہ میں برکت نازل فرما اور ہمارے مکہ میں برکت نازل فرما اور ہمارے شام اور یمن میں برکت نازل فرما اور ہمارے صاع اور مد (وزن کے پیمانے) میں برکت نازل فرما۔ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارے عراق کے لیے بھی (دعا فرمایئے) آپ ﷺ نے اس سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ رونما ہوگا۔"

❸ حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے دعا فرمائی:

"اللهم بارك لنا فى مدينتا ومدنا وصاعنا ويمننا وشامنا فقال رجل يا رسول الله وفى عراقنا؟ فقال النبى اللهم بارك لنا فى

(1)[المعجم الكبير (١٣٤٢٢)، حلية الاولياء (١٣٣/٦)]

مدینتنا ومدنا وصاعنا ویمننا وشامنا فقال رجل یا رسول الله وفی عراقنا ؟ فقال النبی ﷺ اللهم بارك لنا فی مدینتنا ومدنا وصاعنا ویمننا وشامنا فقال رجل یارسول اللهﷺ وفی عراقنا؟ فقال النبی ﷺ منها الزلازل والفتن ومنها یطلع قرن الشیطان "[1]

''یا اللہ ہمارے شہر مدینہ میں برکت نازل فرما اور ہمارے مد اور صاع (پیمانے) اور ہمارے یمن اور شام میں برکت نازل فرما تو ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ اور ہمارے عراق میں بھی؟ آپ ﷺ نے دوبارہ یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! ہمارے شہر مدینہ، ہمارے مد، صاع اور یمن وشام میں برکت نازل فرما تو اس آدمی نے پھر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے عراق کے لیے بھی (برکت کی دعا فرمائیے)؟ آپ ﷺ نے تیسری بار پھر دعا مانگی یا اللہ! ہمارے مدینے، مد، صاع، یمن اور شام میں برکت نازل فرما تو اس شخص نے پھر اپنی بات دہرائی کہ ہمارے عراق کے لیے بھی! آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہاں سے زلزلے اور فتنے رونما ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔''

4 حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ

"رأیت رسول الله ﷺ یشیر بیده بوم العراق: ها أن الفتنة ههنا ها أن الفتنة ها هنا، ثلا ث مرات، من حیث یطلع قرن الشیطان"[2]

''میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے عراق کی طرف اشارہ

(۱) [کتاب المعرفة والتاریخ، باب ما جاء فی الکوفة (۲/۷۴۷)]

(۲) [مسند احمد ۲/۱۴۳]

(۳) [مسلم: کتاب الایمان، باب تفاضل اهل الایمان (۹۲) ابن حبان (۷۲۰۲) شرح السنة (۱۴/۲۰۲)]

کرتے ہوئے تین مرتبہ یہ بات فرمائی کہ خبردار! بے شک فتنہ یہاں سے رونما ہو گا جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔''

❺ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"غلظ القلوب والجفاء فی المشرق والایمان فی أهل الحجاز" (۳)

''دلوں کی سختی اور جور و جفا مشرق میں ہے اور ایمان اہل حجاز میں ہے۔''

❻ ایک روایت میں ہے کہ

"راس الکفر نحو المشرق" (۱)

''کفر کا سرچشمہ مشرق کی طرف ہے''۔

پہلی روایت میں فتنوں کا مسکن 'نجد' قرار دیا گیا ہے چونکہ عرب میں دس سے زیادہ 'نجد' ہیں، اس لیے دیگر قرائن سے یہ تعیین کرنا ہوگی کہ آپ ﷺ نے ان میں سے کس 'نجد' کو فتنوں کی سرزمین قرار دیا ہے، تو درج ذیل قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اس 'نجد' سے آپ ﷺ کی مراد صرف 'نجد عراق' ہے۔

❶ دوسری، تیسری اور چوتھی روایت میں آنحضرت ﷺ نے عراق کے بارے میں تصریح فرما دی کہ یہاں سے فتنے نمودار ہوں گے، چونکہ عرب کے 'نجدوں' میں سے ایک 'نجد عراق' ہے، لہٰذا مذکورہ بالا دونوں طرح کی روایات کے جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ فتنوں کے مسکن والی پیشگوئی کا مصداق 'نجد عراق' ہے۔

❷ چوتھی، پانچویں اور چھٹی روایت میں فتنوں کا مسکن مدینہ کے مشرق میں بتایا گیا ہے اور جغرافیائی اعتبار سے 'نجد عراق' ہی شمال سے مشرق تک پھیلا ہوا ہے اور

---

(۱) بخاری: کتاب بدء الخلق، مسلم: کتاب الایمان، باب تفاضل اھل الایمان (۵۲)
مسند احمد، (۵۰۶/۲)، ترمذی (۲۲۴۴)، مسند حمیدی (۱۰۰۴)

اس کے مدینہ کے شمال مشرق میں واقع ہونے کے قرینے سے بھی اس کی تعیین ہوتی ہے کہ مذکورہ پیشگوئی کا مصداق 'نجد عراق' ہے۔

❸ اگرچہ مذکورہ پیشگوئی کئی دیگر صحابہ سے بھی مروی ہے جنہوں نے 'نجد عراق' اور مشرق کی طرف اِشارہ کر کے ان روایات کو بیان کیا گویا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک ان تمام روایات کا مصداق 'نجد عراق' ہی تھا جو مدینہ سے مشرق کی طرف واقع ہے۔

❹ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت سالم رحمہ اللہ کی درج ذیل روایت سے حتمی طور پر یہ فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق صرف اور صرف نجد عراق ہی ہے۔

سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''يا أهل العراق ما أسئلكم عن الصغيرة و أركبكم للكبيرة سمعت أبي عبد الله بن عمر يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول إن الفتنة تجيء من ها هنا و أومأ بيده نحو المشرق من حيث يطلع قرن الشيطان''[1]

''اے عراق کے لوگو! تم چھوٹے چھوٹے مسائل کس قدر دریافت کرتے ہو اور کبیرہ گناہوں کا کتنا ارتکاب کرتے ہو! میں نے اپنے والد محترم عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں ہی سے شیطان کے سینگ نکلیں گے۔''

(۱) صحیح مسلم: کتاب الفتن ، باب الفتنة من المشرق من حيث يطلع قرنا الشيطان ([illegible])

اس روایت سے قطعی طور پر معلوم ہوجاتا ہے کہ فتنوں کا مسکن 'نجد عراق' ہے اور اسی کی طرف آنحضرت ﷺ نے اشارہ کرتے ہوئے مذکورہ پیش گوئی فرمائی ہے۔

5. یہ بات محقق ہے کہ اسلامی تاریخ میں فتنوں کا آغاز سرزمین عراق سے ہوا اور یہی علاقہ ہمیشہ فتنوں کا مسکن بنا رہا، جیسا کہ شبلی نعمانیؒ اس حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

''مستند اور معتبر حدیثوں میں پوری تصریح کے ساتھ بروایات کثیرہ مذکور ہے کہ اسلام میں فتنوں کا آغاز مشرق کی طرف سے ہوگا، آپ ﷺ نے انگلی سے اشارہ کر کے بار بار فرمایا کہ ادھر سے جدھر شیطان کی سینگیں یعنی سورج کی کرنیں نکلتی ہیں، یہ اشارہ عرب کے مشرق کی طرف تھا، یعنی عراق کی طرف۔ دیکھو حضرت عمرؓ کا قاتل عجمی تھا، حضرت عثمانؓ کے عہد کا فتنہ عراق ہی سے اٹھ کر مصر تک پھیلا۔ جنگ جمل اسی سرزمین پر ہوئی، حضرت علیؓ یہیں شہید ہوئے، امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کی جنگ صفین یہیں پیش آئیں۔ خوارج اسلام کا پہلا گمراہ کن فرقہ یہیں سے نکلا، جبریہ اور قدریہ وغیرہ اسلام کے دیگر فرقوں کی یہ بدعتیں جنہوں نے اسلامی عقائد کی سادگی کو پارہ پارہ کر دیا یہیں پیدا ہوئے۔ جگر گوشۂ رسول اور خانوادۂ نبوت کا قافلہ یہیں فرات کے کنارے لٹا۔ مختار نے ادعائے کاذب کا فتنہ یہیں پیدا کیا، شیعیت جس نے اسلام کو دو حصوں میں منقسم کیا یہیں کی پیداوار ہے، حجاج کی سفاکیاں اسی سرزمین پر ہوئیں، ترک وتاتار کی غارت گریوں کے نتائج جنہوں نے اسلام کی رہی سہی طاقت اور عرب وخلافت عربی کا تار تار الگ کر دیا یہیں رونما ہوئے حتی کہ اس جنگ عظیم میں بھی واحد اسلامی طاقت کے ساتھ غداری کے نتائج بھی اولا یہیں ظاہر ہوئے اور اس کے اثرات بعد کو اور اطراف میں بھی

رونما ہوئے" (سیرت النبی ص ۳۸۹، ج ۴)

شیخ محمد بن عبدالوہاب اور نجدی تحریک

گزشتہ سطور میں دلائل و براہین کی روشنی میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ 'حدیث نجد' کا مصداق 'نجد عراق' ہے، اب ہم مزید یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ جن لوگوں نے محمد بن عبدالوہاب اور ان کی تحریک کو 'قرن الشیطان' کا مصداق قرار دینے کی کوشش کی ہے درج ذیل وجوہات کی بنا پر ان کا یہ دعویٰ قطعی غلط، بے بنیاد اور محض اتہام والزام ہے:

① اول تو تمام روایات کو جمع کرنے سے یہ واضح ہو چکا ہے اس پیش گوئی کا مصداق 'نجد عراق' ہے اور تاریخی واقعات بھی اس کی شہادت دیتے ہیں۔

② شیخ محمد بن عبدالوہابؒ ۱۱۱۵ھ میں عینیہ (بار الشیخ) میں پیدا ہوئے، جہاں عالم شباب ہی میں انہوں نے کتاب و سنت کی خالص دعوت کا پرچار کیا، پھر حاکم عینیہ نے حالات سے مجبور ہو کر شیخ (محمد بن عبد الوہابؒ) کو عینیہ چھوڑنے کی درخواست کی تو شیخ نے 'درعیہ' کو دعوت و جہاد کا مسکن بنا لیا اور حکام درعیہ کے تعاون سے اطراف و جوانب میں ان کا اثر ورسوخ بڑھتا چلا گیا مختصر یہ کہ جغرافیائی اعتبار سے شیخ کا مولد و مسکن 'نجد یمن' متحقق ہے۔ [1]

③ نقشے پر نگاہ ڈالیں تو صاف دکھائی دے گا کہ یمن مدینہ کے جنوب میں ہے مشرق میں ہرگز نہیں جب کہ آنحضرت ﷺ نے فتنوں کا مسکن اور قرن الشیطان کے خروج کی پیش گوئی فرماتے ہوئے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا تھا!

---

(۱) [تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔ (عنوان المجد فی تاریخ نجد از عثمان بن بشر نجدی المتوفی ۱۲۸۸ھ، روضۃ الافکار والافہام از حسین بن غنام المتوفی ۱۲۲۵ھ اور محمد بن عبدالوہاب ایک مظلوم اور بدنام مصلح از مسعود عالم ندوی)]

④ گزشتہ روایات میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے 'یمن' کے لیے خصوصی طور پر متعدد بار برکت کی دعا فرمائی ہے اور اس کے علاوہ بھی بے شمار روایات میں یمن وشام کو ایمان واسلام کا مرکز قرار دیا گیا ہے، اور شیخ محمد بن عبد الوہاب کا تعلق نجد یمن سے ہے۔ لہٰذا اگر مذکورہ پیش گوئیوں کا آپ کی تحریک پر اطلاق کیا جائے تو یمن وشام کی ایمان وبرکت والی پیشگوئی کا آپ پر اطلاق ہوتا ہے نہ کہ فتنوں سے متعلقہ نجد عراق کی پیشگوئی!

⑤ تاریخی حقائق سے روز روشن کی طرح یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ شیخ محمد بن عبد الوہاب کی تحریکی وجہادی سرگرمیاں خالصتاً کتاب وسنت پر مبنی اور طریق سلف پر استوار تھیں۔ شیخ موصوف کے دور میں اہل نجد کی زندگیاں کفروشرک اور بدعات وخرافات سے لبریز تھیں جیسا کہ حسین بن غنام اہل نجد کے اخلاقی انحطاط اور دینی زوال پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:

> ''جبلیہ (وادی حنیفہ) میں زید بن خطاب کی قبر پرستش ہوتی تھی۔ درعیہ میں بھی بعض صحابہ کے نام سے منسوب قبریں اور قبے عوام کی جاہلانہ عقیدت کے مرکز بنے ہوئے تھے۔ وادی غبیرہ میں ضرار بن ازور کا قبہ بدعتوں کی نمائش گاہ بن رہا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بلیدۃ الفدا میں ایک پرانے درخت کے ساتھ جوان مرد اور عورتیں جو سلوک کرتی تھیں ان کے بیان سے زبانِ قلم قاصر ہے۔ خلاصہ یہ کہ مایوس عورتیں اولاد کی تمنا میں اس درخت سے ہمکنار ہوتیں۔ نیز درعیہ کے پاس ایک غار تھا، جہاں حد درجہ شرمناک برائیاں ہوتی تھیں'' (روضۃ الافکار ص ۱۶ بحوالہ محمد بن عبد الوہاب ایک مظلوم اور بدنام مصلح)

شیخ محمد بن عبد الوہابؒ نے عرب کی پاک سرزمین میں اسی پھیلتے ہوئے کفر

وشرک کے خلاف جہاد کیا، لوگوں کو فسق و فجور سے پاک کرنے کے لیے خالصتاً کتاب وسنت کی دعوت پیش کی، بدعات وخرافات اور شرکیہ وکفریہ رسومات کی خوب بیخ کنی فرمائی، دعوت دین، جہاد اور ہجرتوں میں صحابہ کی یادیں اور مثالیں تازہ کر دیں، حدود اللہ کا اجرا کیا اور خلفائے راشدین کا سا طرز حکومت پھر سے جاری وساری فرما دیا حتی کہ عصر حاضر میں دیگر اسلامی ممالک کے مقابلہ میں اگر 'سعودی عرب' میں اسلام کی کچھ پاسداری کی جاتی ہے تو اس کا کریڈٹ بلا شبہ محمد بن عبد الوہابؒ کی تحریک کو جاتا ہے، لیکن حد درجہ افسوس ہے ان تعصب کے اندھوں پر جنھوں نے فتنوں کے قلع قمع کرنے والے اس جری مجاہد وعظیم مصلح کو بلا دلیل اور بغیر سوچے سمجھے 'قرن الشیطان' کا مصداق قرار دینے کی سعی لا حاصل فرمائی ہے۔!

امام ابوحنیفہؒ اور 'نجد عراق' تصویر کا دوسرا رخ

قارئین کی توجہ کے لیے راقم اس دوسری انتہا کی طرف بھی اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہے کہ جس طرح بعض متعصبین نے اَفراط وتفریط کا مظاہرہ کرتے ہوئے شیخ محمد بن عبد الوہاب اور ان کی تحریک کو 'حدیث نجد' اور 'قرن الشیطان' کا بلا وجہ مصداق قرار دینے کی زحمت کی ہے اسی طرح بعض حضرات نے مبالغہ آرائی کرتے ہوئے امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب یعنی فقہائے احناف پر عراقی ومشرقی فتنوں والی مذکورہ پیش گوئی کا انطباق کرنے کی بے جا کوشش کی ہے، حالانکہ یہ کم ظرفی وکم علمی کی دلیل ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ سے تعلق رکھنے والے ایک فرعی وفقہی مسلک ومذہب کے متفقہ بانی وامام اور ان کے اصحاب کو 'قرن الشیطان' کا مصداق قرار دیا جائے، جب کہ امام ابوحنیفہ تو ہمیشہ علمی، دینی وفقہی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔

---

(۱) [(ج ۲،ص ۲۳۳)]

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے 'منہاج السنۃ' میں جا بجا امام ابو حنیفہ کے بارے میں توصیفی کلمات بیان فرمائے ہیں اور آپ پر لگائے جانے والے مختلف الزامات کو رفع کیا ہے۔ چنانچہ آپ رقمطراز ہیں کہ 'امام مالکؒ ، امام احمدؒ اور امام ابو حنیفہؒ وغیرہ ائمہ سلف میں سے ہیں''

نیز فرماتے ہیں کہ ''جس طرح امام ابوحنیفہؒ کی لوگوں نے مختلف مسائل میں مخالفت کی ہے، حالانکہ ان کے علم وفہم میں کسی کو شک نہیں، اگرچہ لوگوں نے آپ کی طرف بہت سی ایسی چیزیں منسوب کی ہیں، جن سے ان کا مقصود امام ابو حنیفہؒ پر برائی تھوپنا تھا حالانکہ وہ چیزیں آپ پر قطعی طور پر جھوٹ ہیں''۔ [1]

حافظ ذہبی امام ابوحنیفہ کے حالات میں رقمطراز ہیں کہ

"كان اماما ورعا عالما عاملا متعبدا كبير الشان لا يقبل جوائز السلطان بل يتجر ويكتسب" [2]

''یعنی امام ابو حنیفہ امام متقی، عالم باعمل، عبادت گزار اور بڑی شان والے تھے۔ حاکم وقت کے وظیفہ خور بننے کی بجائے محنت مزدوری کر کے اپنی روزی کماتے تھے۔''

اگرچہ بعض محدثین نے امام ابوحنیفہؒ کو 'ضعیف فی الحدیث' بھی قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا میدان حدیث کا نہیں بلکہ فقہ کا تھا، اسی لئے امام مزیؒ رقمطراز ہیں کہ [3]

''یزید بن ہارون سے پوچھا گیا کہ امام ابو حنیفہ زیادہ فقیہہ ہیں یا سفیان؟ تو

---

(۱)[(ج۱،ص ۲۵۹)] (۲)[تذکرۃ الحفاظ (۱/۱۵۱)]
(۳)[تہذیب الکمال (۱۹/۱۰۸)]

انہوں نے جواب دیا کہ سفیان حفظ حدیث میں بلند تر ہیں اور امام ابوحنیفہ فقہ میں آگے ہیں۔''

اگرچہ بہت سے فقہی مسائل میں امام ابوحنیفہ سہو کا شکار ہوئے ہیں لیکن 'إذا صح الحدیث فھو مذھبی' کا خوبصورت جملہ ارشاد فرما کر وہ گویا اس کا مداوا بھی کر گئے لہٰذا اگر ان کا کوئی مسئلہ کسی صحیح حدیث کے خلاف نظر آئے تو وہاں جمود وتعصب کی پٹی اتار کر حدیث رسول ہی کو حرز جان بنالینا چاہیے۔

گزشتہ بحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ 'قرن الشیطان' کی پیش گوئی میں نجد سے مراد 'نجد عراق' ہے اور قرن الشیطان سے مراد نہ تو محمد بن عبد الوہاب اور ان کی تحریک ہے اور نہ ہی امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب، بلکہ اس کا مصداق سرزمین عراق سے پیدا ہونے والے وہ فتنے ہیں جن کی طرف مولانا شبلی نعمانیؒ کے گزشتہ اقتباس میں اشارہ کیا جا چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ افراط وتفریط اور مسلکی تعصب سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

باب سوم

غیر مرئیات اور مجرد اشیا کے بارے میں پیش گوئیاں

غیر مرئی سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کے وجود کا قوت باصرہ احاطہ نہ کر سکتی ہو۔ بنیادی طور پر اس میں دو طرح کی چیزیں شامل ہیں۔ ایک تو وہ چیزیں جو اپنا وجود رکھتی ہیں، لیکن انسان انہیں دیکھ نہیں سکتا مثلاً جنت، جہنم، پروردگار عالم، فرشتے اور دیگر ایسی اشیا جن کا تعلق اخروی زندگی سے ہے۔ نیز جن اور شیاطین وغیرہ بھی اسی نوع سے تعلق رکھتے ہیں۔ غیر مرئیات میں دوسری وہ چیزیں بھی شامل ہیں جنہیں مجرد اسما کہا جاتا ہے انسانی ذہن معنوی طور پر ان چیزوں کا احاطہ کر سکتا ہے مگر خارج میں ان کا کوئی وجود نہیں ہوتا مثلاً علم وجہالت، امانت وخیانت، وفاداری، غداری، فحاشی وبدکاری وغیرہ ایسے ہی اخلاقیات سے متعلقہ بہت سی چیزیں اس میں شامل ہیں۔

مؤخر الذکر قسم سے متعلقہ اشیا کا خارجی وجود تو نہیں ہوتا لیکن اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو انہیں بھی وجود عطا کر سکتے ہیں۔ قرآن وحدیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ایسی بہت سی چیزوں کو اللہ تعالیٰ جب چاہیں وجود بخش دیتے ہیں اور یہی وجہ کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ اَعمال صالحہ وغیر صالحہ کو وجود دے کر ترازو کے دونوں پلڑوں میں تولیں گے اور اگر دائیں جانب جس میں نیکیاں ہوں گی بھاری ہوئی تو اس شخص کو جنت وگرنہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اسی طرح بعض قرآنی سورتوں کو بادلوں کی شکل عطا کی جائے گی، اور وہ سورتیں ہر ایسے شخص کا دفاع کریں گی جس نے ان سورتوں کو پڑھا، یاد کیا اور ان پر عمل کیا ہوگا جیسا

کہ حضرت نواس بن سمعان ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''روز قیامت قرآن مجید اور اس پر عمل کرنے والوں کو لایا جائے گا اور سورت بقرۃ اور سورت آل عمران آگے آگے ہوں گی۔ حضرت نواس ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی تین مثالیں ذکر فرمائیں جو مجھے اب بھی یاد ہیں یعنی یہ سورتیں یا تو دو بادلوں کی شکل میں آئیں گی یا دو سایہ دار صورتوں میں آئیں گی اور ان کے آگے پیچھے نور ہی نور ہوگا یا پھر یہ صف باندھے پرندوں کی طرح آئیں گی اور اس شخص کے حق میں دفاع کریں گی جس نے ان کی مصاحبت ومحافظت کی ہوگی۔''[1]

اسی طرح 'فتنہ' بھی اسی قسم میں شامل ہے جس کی شکل وصورت یا ظاہری وجود خارج میں نہیں پایا جاتا لیکن جب اللہ تعالیٰ کی مشیت ہو تو اسے بھی وجودی شکل میں اللہ تعالیٰ ظاہر فرما سکتے ہیں جیسا کہ درج ذیل حدیث سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔

حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ

"أن النبی أشرف علی أطم من أطام المدینة ثم قال هل ترون ما أری (قالوا! لا قال:) إنی لأری مواقع الفتن خلال بیوتکم کمواقع القطر"[2]

''نبی کریم ﷺ مدینہ میں کسی اونچے مکان (یا ٹیلے) پر چڑھے پھر فرمایا کیا تم بھی دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ (صحابہؓ نے کہا نہیں اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بلا شبہ میں بارش کے قطروں کی طرح تمہارے گھروں کے درمیان فتنے گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔''

---

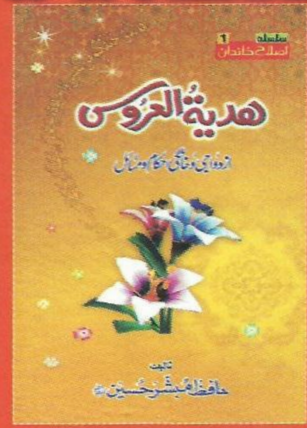
(۱)[صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل قرأة القرآن (۸۰۵)، ترمذی (۲۸۸۴)]
(۲)[مسلم: کتاب الفتن، باب نزول الفتن کمواقع القطر (۲۸۸۵:۲۲۴۵)]

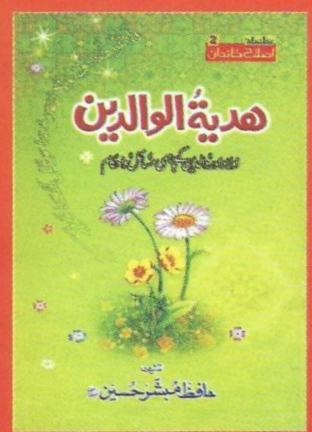
گویا فتنہ جو غیر محسوس چیز ہے وہ صحابہ کرام کو تو دکھائی نہ دی مگر آنحضرت ﷺ کو وہ دکھا دی گئی، اسی طرح آنحضرت ﷺ نے ایسی بہت سی غیر محسوس چیزوں کے بارے میں پیشگوئیاں فرمائی ہیں، لیکن بہت سے عقل پرست انہیں ناممکن قرار دے کر (معاذ اللہ) ایسی احادیث کا انکار کر دیتے ہیں، حتی کہ امور آخرت اور ما بعد الطبیعات سے متعلقہ بہت سی قرآنی آیات کے بارے میں بھی تشکیکی یا تحریفی وتاویلی انداز اپنایا جاتا ہے محض اس بنیاد پر کہ یہ غیر مرئیات وغیر محسوسات ہمارے حواس خمسہ اور مشاہدہ وتجربہ سے ماورا ہیں اور ہمارے طبعی قوانین ان کا ادراک نہیں کر پاتے۔

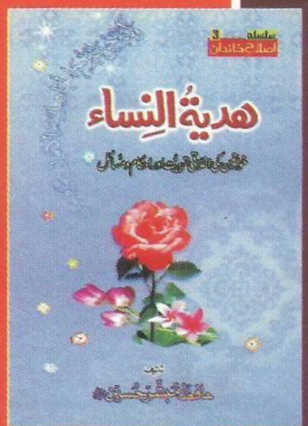
حالانکہ محض عقلی طور پر بھی دیکھا جائے تو ایسی بہت سی اشیاء کو یہی 'عقل پرست' بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جن کا وجود حواس خمسہ کی حدود سے خارج ہے مثلاً کذب وصداقت، امانت وخیانت، خوشی وغمی، بزدلی، بہادری، نفس اور روح وغیرہ۔

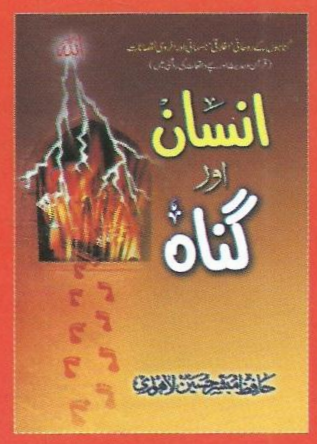
علاوہ ازیں بطور مسلمان ہمیں قرآن وحدیث کی ہر بات پر اپنے وجود سے بڑھ کر یقین کرنا چاہیے کہ یہ بات حق اور مبنی بر صداقت ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حقانیت کی مہر ثبت ہے۔ لہٰذا غیر مرئیات سے متعلقہ تمام پیش گوئیوں کو فرسودہ تاویلات کی بھینٹ چڑھانے کی بجائے ان کے ظاہری اور متبادر مفہوم کو تسلیم کرنا چاہیے (الا کہ مضبوط قرائن اس کے منافی ہوں) اور ان کے ناممکن ہونے کے بارے میں تصور بھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ "إِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"

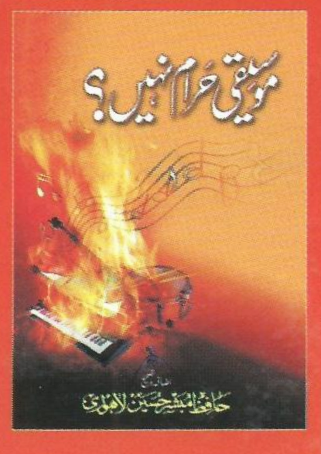


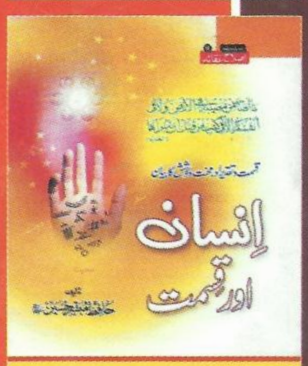














Rs.160/-

Areeb Publications

1542, Pataudi House, Darya Ganj, New Delhi-2 (India)

Ph. 011-23282550, email: apd1542@gmail.com